

1

8/10/15 A
comp

LINK

منشور
مآ، ا، ۳، ۱۹

مؤلفہ

خواجہ عشرت گفوی

باہتمام خواجہ قطب الدین احمد

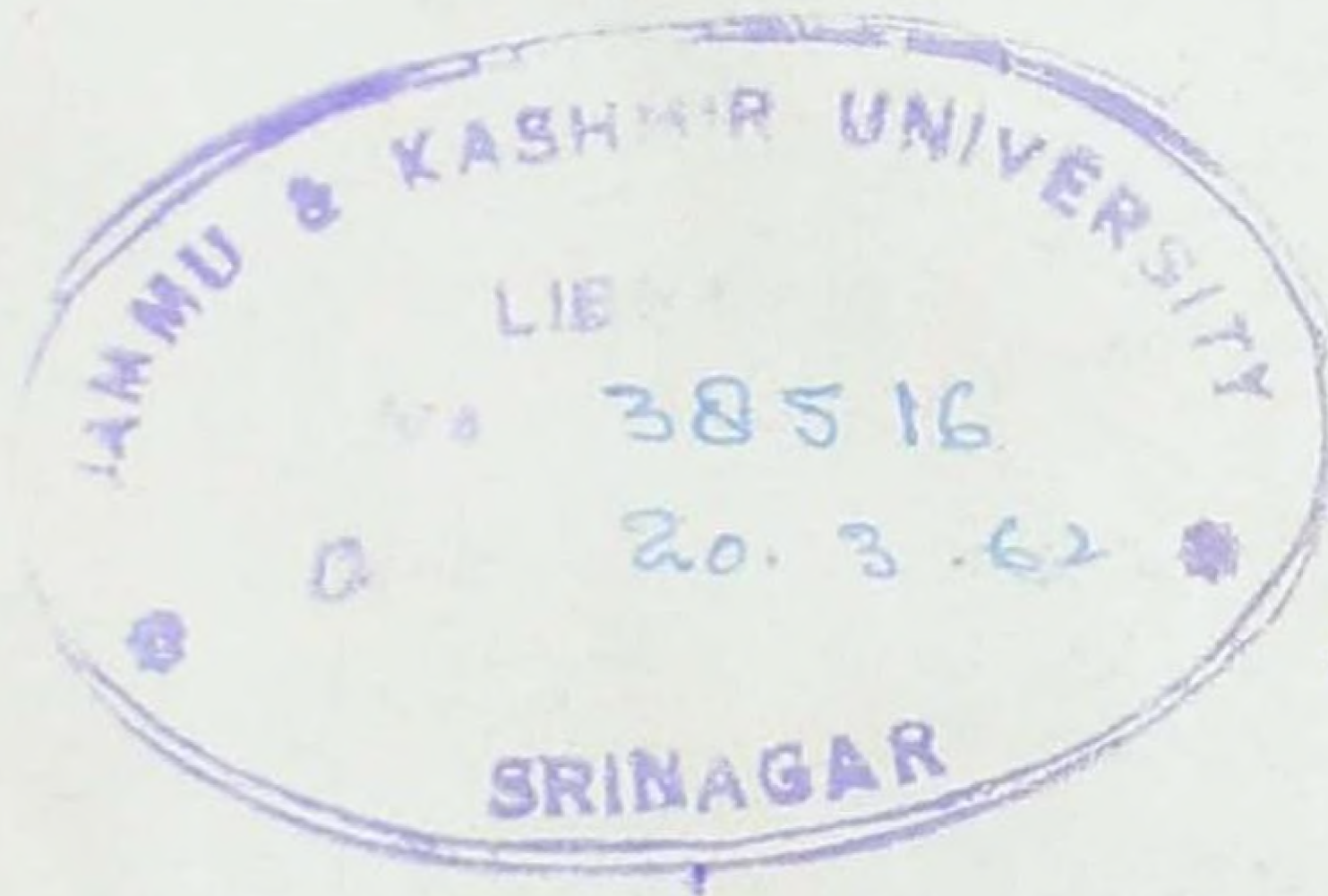
بار اول جنوری ۱۹۳۱ء
نارنجی پریس لکھنؤ میں چھپایا

UIC
P 33 E

catos

~~GRADUATE~~

~~R K E~~



of 82

ST 01

R 61

Q. 11



دیچا

یہ ایک عجیب بات ہے کہ آدمی کو اپنا عجیب اور دوسروں کا ہنر نہیں معلوم ہوتا۔ اپنی آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتا۔ اور دوسروں کی آنکھ کا تینکانکا لٹنے کو تیار ہے۔ کہا جاتا ہے اردو زبان کی خدمت ہندو نہیں کرتے اور وہ ہندی زبان کو رواج دے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اردو زبان کی جتنی انجمنیں ہندوستان میں قائم کی جاتی ہیں سب کو یہی شکایت ہے لیکن انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو معاملہ اس کے برعکس ہے آج جس قدر اردو زبان کی خدمت ہندو شاعراور ہندو شاعر مستقل طور سے کر رہے ہیں وہ قابل شکر گزاری ہے۔ میٹرو سودا کے دوش بدوش ہندو شاعر اردو زبان میں اپنے اپنے جوہر کمالات دکھاتے آئے ہیں اور اپنی مذہبی کتابوں کو اسی زبان میں نظم کر کے اردو کو ہرگز بنانے کی کوشش کی ہے۔

اس کے علاوہ ہندو تعلیم یافتہ کے اعلیٰ طبقہ نے انگریزی فراموشی سنسکرت کے تمام لٹریچر کو اردو میں ترجمہ کر کے اس کی خزاں کو بہار سے

۲
بدل دیا اور ایسے ایسے پھول کھلائے جو ہمیشہ بہار دیں گے۔

نثاروں نے نثر میں واد سخن دی ناظموں نے نظم میں گہر فشاں کی۔
کیا ہم لالہ ٹیک چند بہار۔ پنڈت دیاندریشتر۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار۔
پنڈت بشن زائن ور۔ منشی طوطا رام شایاں۔ لالہ سری رام مصنف نمنخانہ
جاوید۔ منشی جالپا پرشاد۔ سابق اڈیٹر اودھ اخبار۔ مسٹر برج زائن حکیمیت
منشی نوبت رائے نظر۔ منشی سرور۔ جہان آبادی۔ بکینٹھ باشی۔ اور
موجودہ دور میں راجہ راجایان۔ ہمارا راجہ بہادر سرکشن پرشاد وزیر اعظم
دکن۔ سر تیج بہادر سپروایم۔ اے۔ اے۔ بہادر پنڈت شیو زائن
شیمتر۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کمنٹی۔ مسٹر منوہر لال زشتی۔ پرنسپل
ٹریننگ کالج لکھنؤ۔ مسٹر منوہر لال ایم۔ اے۔ وزیر تعلیم پنجاب۔ سردار
بھگوان سنگھ ڈاکٹر شریہ تعلیم پٹیالہ وغیرہ کے احسانات سے سبکدوش
ہو سکتے ہیں۔ جنہوں نے نظم و نثر اردو میں چار چاند لگا دئے۔ اور مختلف
زبان کے تراجم سے اردو میں وسعت پیدا کی۔ اور بہت کچھ احسان
اردو پر مدبران رسائل کا ہے جو درج ذیل ہیں۔

مسٹر دیاندریشتر نگر۔ بی۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ زمانہ کانپور۔
مسٹر خیتا منی گھوش سابق اڈیٹر رسالہ ادیب آباد
منشی دیوان سنگھ مفتون اڈیٹر اخبار ریاست۔ دہلی

۳
ماسٹر جگت سنگھ پروپرائیٹر رسالہ رہنمائے تعلیم لاہور
ڈاکٹر نوین سنگھ - ہنر اڈیٹر رسالہ چین امیرسر
مسٹر کنھیا لال ایم۔ اے۔ اڈیٹر رسالہ چاند۔ الہ آباد
مسٹر نانک چند ناز اڈیٹر رتاپ لاہور۔

اور دیگر ناظم و ناشر مدیران اخبار و رسائل جن کے نام نامی
اس وقت ہمارے حافطہ میں نہیں ہیں۔ ان سب نے اردو کو زمین
سے آسمان تک پہنچا دیا۔

ناسپاسی ہوگی اگر ہم اس بارے میں منشی نو لکشور بکینٹہ باشی کا نام
فراموش کر جائیں۔ یہی ایسی ایک ذات تھی جس نے اردو زبان میں
تمام علوم کے ترجمے شائع کر کے اردو کو علمی زبان بنا دیا۔ مصنفین
کی حوصلہ افزائی کی۔ آج تک کسی انجمن کسی پریس کسی ریاست نے
اردو کی اس قدر خدمت نہیں کی اور اس خدمت کا صلہ تھا کہ منشی صاحب
اونے درجہ سے ترقی کر کے بڑے بڑے تعلقداروں میں شامل ہو گئے
سب سے پہلے قانونی اردو کتابیں اسی مطبع سے شائع ہوئیں۔

اہل قلم کی جانکاہی مدیران اخبار و رسائل کی ایثار نفسی مالکان پریس
کی امداد اشاعت تمام ہندوستان کے شکر گزار کی مستحق ہیں مسلمان تنہا
اتنی بڑی خدمت ہرگز انجام نہ دے سکتے۔

اب یہ شکایت کہ ہندو زبان ہندی کی خدمت دل کھول کر کرتے ہیں۔
 اور سب کے سب اس کام میں اپنا روپیہ پانی کی طرح بہا رہے ہیں
 ہماری رائے میں بالکل ناروا ہے۔ اسلئے کہ اگر ہندی کی خدمت
 وہ نہ کریں تو ہندی مٹ جائے گی جس طرح سنسکرت اور عربی فارسی
 ہندوستان سے مٹ گئی۔ اور ہندی مٹ جائے گی تو اردو کی بھی
 خیر نہیں ہے۔ کیونکہ اردو ہندی کچھ دو دو زبانوں کے نام نہیں ہیں۔
 ناشائستہ اردو ہندی ہے اور ناشائستہ ہندی اردو ہے۔ اردو کا خست
 ہندی کے بیج سے اگا ہے۔ اردو کا عطر ہندی کے صندل پر کھینچا گیا
 ہے اردو کی عمارت ہندی کی بنیاد پر قائم ہے۔ اسلئے کہ تمام مصادر
 تمام افعال اردو میں ہندی کے آتے ہیں اسم کا یہ حال ہے کہ جو اسم
 ہندی میں نہیں ملتے وہ غیر زبان سے اردو میں بولے جاتے ہیں۔
 گاؤں گاؤں یہی ناشائستہ اردو بولی جاتی ہے جسے لوگ ہندی کہتے
 ہیں۔ ہندی زبان جس قدر زیادہ ترقی کرے گی اردو کو فائدہ پہونچائیگی
 اردو وہی اچھی زبان ہے جس میں ہندی کے الفاظ زیادہ شامل ہوں
 اور فارسی بضرورت لئے گئے ہوں۔

غرض کہ اردو دونوں فرقوں کی زبان ہے۔ اور اگر ہندو اردو کو
 رواج نہ دیتے تو اردو کا اس مرتبہ تک پہنچنا مشکل تھا اور آئندہ بھی

مشکل ہے ہندوؤں نے اُردو کو ترقی دی مختلف زبانوں کے ترجموں
سے اس باغ کو شاداب کیا اور بین دلیل اس کی یہ ہے کہ صوبہ متحدہ
میں فی صدی نوے ہندو حضرات اُردو کے لکھنے والے اور بولنے
والے ملیں گے۔ حضرات ہندو کی وچپسی کا اس سے زیادہ ثبوت اور
کیا ہو سکتا ہے۔

اگر آپ ہندی زبان کو غور سے دیکھیں گے تو اس میں بھی اُردو
کی طرح عربی فارسی الفاظ بے انتہا مخلوط ہیں نظر عربی لفظ ہے۔
ہندی میں داخل ہے فرق یہ ہے کہ جہلا جن کاشین فان درست
نہیں وہ بجز بولتے ہیں تو اس جہالت میں ہندو مسلمان دونوں
شریک ہیں۔

برج بھاشا یعنی بھاکا جو کسی وقت میں عام زبان ہند تھی۔
اس میں بھی عربی فارسی الفاظ بہ کثرت شامل تھے اسی سبب سے
مقدس پنڈتوں نے اس زبان کو پلچھ کی زبان کا خلعت دیا تھا کیونکہ
ان کی زبان سنسکرت تھی۔

یہی بھاکا پہلی ترقی میں ہندی بنی دوسری ترقی میں اُردو کہی گئی
ہندوستان میں کوئی فرقہ ہندی بولے یا بھاکا اُردو کی جڑ مضبوط
ہوتی جائے گی۔ موہن بھوگ سے کھنی نکالو یا نہ نکالو ہر طرح

موہن بھوک کھلائے گا۔

ہندو شعرا اور شاعروں کا احسان ہمارے سر آنکھوں پر ان کی
محنتیں ان کی کوششیں بار آور ہوئیں ورنہ ایک فرقہ اُردو کو اتنی جلد ہی
ترقی نہیں دے سکتا تھا۔

آج اُنھیں کوششوں کی بدولت لندن امریکہ میں اُردو کا ج قائم
ہیں جرمن میں اُردو کتابیں چھاپی جاتی ہیں۔

اس احسان کا شکریہ صرف زبان سے نہیں ادا ہو سکتا۔
اسلئے ہم ایک تذکرہ ایسے محنین اُردو کا لکھتے ہیں جنہوں نے
اپنی شاعری سے اُردو کے چمن کو گلریز بنا دیا۔
وہ گزشتہ دور کے ہندو شعرا اور موجودہ زمانے کے شعرا سب
ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔

مجھے تذکرہ لکھنے کی ضرورت اس سبب سے لاحق ہوئی کہ اولاد سے
زیادہ سوانح عمری کام آتی ہے۔

آج کل لوگوں کی عمریں کم ہوتی ہیں سو برس میں پوتے پوتے رہ جاتے ہیں
جو زیادہ سے زیادہ داد کا نام تو یاد رکھتے ہیں۔ مگر ان کے کمالات ان کا
سنہ ولادت ان کا سنہ وفات نہیں بتا سکتے۔ یہ حال تو اولاد والوں
کا ہے لاولد کا تو کوئی نام بتانے والا بھی نہیں ہے۔ اگر ہم ان بزرگوں کے

حالات نہ لکھیں اور ان کے اطوار عادات کلام سے کسب فیض نہ کریں
تو ہماری تہذیب ہماری تعلیم ہماری عادتیں خراب ہو جائیں گی۔

مسلمانوں میں تو اتنی یادگار قائم رہتی ہے کہ اگر قبر نچتہ ہے تو سودو
سو برس تک کتبہ کام دیتا ہے۔ اور کچی ہے تو بیس پچیس برس تک
نشان قبر باقی رہتا ہے۔ ہندوؤں میں ٹھکنت، بہنت کا مسئلہ رائج ہے
ان کی قبر نہیں بنتی کہ جا کر کوئی دوا لے لو بہائے اسلئے زیادہ ضرورت
اس امر کی ہے کہ ہندو صاحبان کمال کا تذکرہ مدون کیا جائے تاکہ
اسی ذریعہ سے ان کا نام دیر پا قائم رہے۔

ان کے سبق آموز کلمات ہمارے لئے درس تہذیب ہیں۔ تذکرہ
ایسی چیز ہے جو تاریخ سے زیادہ کارآمد ہے۔ حکما کا قول ہے -
آدمی میں دو چیزیں عجیب ہیں۔ ایک نبض سے بغیر حال سنے بیماری
کی کیفیت معلوم کر لینا۔ دوسرا کلام موزوں جو مرنے کے بعد بھی آدمی
کو زندہ رکھتا ہے۔ عقلا کا قول ہے کہ جو لوگ اپنے ملک کے اسلاف
کے کارناموں کو بھلا دیتے ہیں وہ عروج نہیں پاتے۔ ماسوا اس کے
شاعر کا کلام جمع کیا جائے تو اس سے ہم کو اپنے اسلاف کی حالت اور
طرز معاشرت معلوم ہوتی ہے۔ خیالات کا پتہ چلتا ہے۔ علمی استعداد
کے جوہر کھلتے ہیں۔ ان کے زمانہ کی عشرت یا عسرت کا پتہ چلتا ہے

جو ہمارے لئے درس عبرت ہے
یہ خیال کہ اولاد نام روشن کرے گی بالکل فضول ہے اب تو ایسی اولاد
دیکھنے میں آتی ہے جو باپ کے جوہر کمالات کو دو چار پیوں میں بیچ کر
اپنا پیٹ پالتی ہے۔

اس کی تصنیف کو جو اس کی دائمی حیات کا باعث تھی پیساری کی
دکان کی نذر کر دیتی ہے۔ پس ایسے گزشتہ شعرا کے حالات و کمالات
کو جن کی رو میں ہماری فلم کی گردش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور ایسے
موجودہ شعرا کے کلام و حالات کو جن کا حال چند روز کے بعد ماضی جا ہو گیا
اور جن کی نگاہیں ہمارے دماغ سوزی کی منتظر ہیں۔ مدّون نہ کریں
تو کتنا بڑا ظلم ہے۔

میں اس کتاب کو شروع کر کے اُمید کرتا ہوں کہ خدا اس کو انجام
تک پہنچائے اور میں ہندوستان کے مشہور خادمان ادب کے
حق سے سبکدوش ہو جاؤں۔ یہ تذکرہ ابتداء سے زبان اردو سے لے
تک کا ہے۔ یعنی جب سے اب تک جتنے انقلاب ہوئے جس قدر
تہذیب میں فرق آیا جس قدر علوم نے ترقی کی جس قدر اردو زبان کی
توسیع ہوئی اس کا نوآپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اس تذکرہ کا نام ہندو شعرا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اشعار سے

طلباء کو معلومات کا فائدہ پہنچے یا ان کے اخلاق پر عمدہ اثر پڑے اس لئے
میں نے انتخاب میں سخت پہلو اختیار کیا ہے یعنی حتی الوسع وہی اشعار
انتخاب کئے ہیں۔ جن میں فلسفہ کے خیالات الہیات نصیحت مناظر قدرت
مکارم اخلاق۔ تمدن۔ اصول معاشرت کے مضامین درج ہیں۔ یا
مجازی پیرایہ میں عشق حقیقی کی جھلک نظر آتی ہے کیونکہ آج کل کی
شاعری نگار خانہ قدرت کے ہر نقش و نگار کا نوٹ لے رہی ہے۔
مجبوری کی حالت میں دوسری قسم کے بھی اشعار درج کرنا پڑے۔
خدا سے امید ہے کہ یہ کتاب بھی میری دوسری کتابوں کی طرح مقبول عام
ہو۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت

احاطہ خانساں لکھنؤ

الف

آرام - فشی مکھن لال کا دستہ دہلوی ثم لکھنوی - تلمیذ انشا - فارسی میں
فارغ التحصیل تھے - شہزادہ سلیمان شکوہ کے دیوان خانہ میں متصدی تھے
۱۸۵۵ء میں انتقال کیا -

آہ اپنی زبان پر آئی یا بلا آسمان پر آئی
سراپا اس میں ہو قدرت خدا کی کہوں کیا چیز ہے انسان خاکی
آشفۃ - فشی گلاب سنگھ دہلوی کھتری ۱۸۶۲ء میں انتقال کیا -
رکھا سراپوں پر اسکے تو بولا کہ تو بھی بے سرو پا کس قدر ہے
دم کا مہمان ہے اور آشفۃ بے خبر تجھ کو کچھ خبر بھی ہے
آشفۃ - پنڈت امر ناتھ کشمیری ثم دہلوی - شاگرد تنویر - صوبہ پنجاب میں
منصف تھے - صاحب دیوان صاحب ملازمہ تھے ۱۸۵۵ء میں
انتقال فرمایا -

اجی اب میں نے صاحب حضرت غم کو پہچانا

کرم فرمائے من ثم تو پرانے آشنا نکلے
عربانی حباب کا رکھانہ کچھ خیال، مقرض موج دہن دریا کتر گئی
آشوب - رائے بہادر ماسٹر پیارے لال کھتری سلسلہ نسب راجہ

وڈر مل تک پہنچتا ہے۔ متوطن دہلی سالہ ۱۹ء میں اٹھاسی سال کی عمر میں
انتقال کیا۔

اپنا تو سر جھکے ہو دونوں طرف کہ اسکی
زادہ چھوٹے جو دامن ندان بادش
آتم۔ ماسٹر چھوٹے لال خلف منشی بہادر لال کا استھد سری و استو متوطن
شہر کھنڈو محلہ نگر یاٹھا کر گنج۔ برادر خرد منشی ننھے لال عاجز شاگرد نواب بہن
صاحب بلینج۔ آپ کو اردو کی خدمت سے بہت دیکھی ہے مدت تک
ادوہ اخبار میں مترجم رہے۔ فارسی انگریزی میں کافی استعداد رکھتے
ہیں۔ کچھ زمانے تک گورنمنٹ ٹیلی گراف میں مقرر رہے پھر حسین آباد
ہائی اسکول میں ماسٹر رہے اسکے بعد کئی برس تک بیمار رہے۔ اسی
حالت میں انگریزوں کو اردو پڑھاتے رہے اب طلبہ ار کو بطور ٹیوشن
انگریزی پڑھاتے ہیں۔ تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے

وہ ہو پر سوز غم انگیز ایدل استان سری
دہاں سنتے ہی صیاد نے کی فکر نفس
اے اک آد بھی منہ سے نکل جانا قیامت ہے
ہمارے حسرتوں سے ہی ہمارے دل کی زنجیر ہے
آغا۔ پنڈت رام ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی آجکل کے نو مشق شعرا میں ہیں
مثال شمع محفل حل اٹھی اکثر زبان سری
مجھ کو پھندہ میں پھنسا یا مری گویا نے
وہ اسی بات میں نیا بنے گی راز اس میں
وگرنہ اسکی لبتی میں ابھی ویرانہ ہو جاتا
آغا۔ پنڈت رام ناتھ کشمیری ثم الہ آبادی آجکل کے نو مشق شعرا میں ہیں

بس استقدر ہر عالم وحشت میں ترس دامن کی دھجیاں ہیں نثار ہزار کو
 آفتد یارے لال ولد منشی گندڑ ارام متونی ولادت ۱۸۵۹ء مقام کھنہ ضلع
 لدھیانہ شاگرد سرور جہان آبادی عمر ۴۴ سال قوم برہمن تین سال تک مقامی
 ہائی اسکول میں انگریزی طور پر کام کرتے تھے آج کل تجارت کتب اور پبلشری کا
 مشغلہ ہے۔ ان کے والد فارسی کے جید عالم تھے اور مولوی محمد حسین آزاد
 سے گہری دوستی تھی۔

سرور بادہ ہستی کے رنگ کچھ چلے عروس مرگ کا اب انتظار کھیں گے
 نسیم لیکے نہ آئی پیام آزادی ایسے کنج قفس کیا بہار دیکھیں گے
 رہیگا یونہیں الٹ پھیر اس زمانے کا چڑھاؤ دیکھیں گے صد ہاتار دیکھیں گے
 آبر۔ منشی رکھرو مال خلف منشی گوردیال صبر لکھنوی ساکن ٹھاکر گنج۔
 عارض نویں عمر تخمیناً ۵۰ سال۔

یہ کیا مرض ہو جو عیسیٰ سو بھی دوانہوئی ہمارے دو جگر کو کبھی شفا نہوئی
 امید خیر ہو کیا ہم کو زل و دنیا سے کسی کی دوست جہاں میں یہ یوفا نہوئی
 بتوں کے عشق میں کیونکر کمال حاصل ہو طویل زندگی بسندہ خدا نہ ہوئی
 آبر۔ پنڈت بشن زائن صاحب درپر کشمیری لکھنوی نہایت کہنہ مشق
 شاعر تھے اردو سے خاص وچپسی تھی کشمیری محلہ میں سکونت تھی۔ تھوڑا
 زمانہ ہوا ساٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

نظر آتی نہیں جو چشم بیل کو بھی گلشن میں
 نگاہ شوق ان پھولوں کو چن لیتی ہے دامن میں
 خدا جانے ہنسی کس کی ہو کس کی مسکراہٹ ہو
 نہ غنچے مسکراتے ہیں نہ گل ہنستے ہیں گلشن میں
 ہمیں فرمان کیخا دی نہ کیوں خطا عن سلامی ہو

جو دست و دست میں تھا وہ قلم ہے دست دشمن میں
 کیا کس کس کا خون آرزو پر وہ شیشی نے
 یہی دھتہ رہے گا شاہد عشرت کے دامن میں
 بہت روتے ہیں اب ہم یاد کر کے عمدہ طفلی کو
 جواں ہونے کی کیا کیا آرزو میں تھیں لڑکپن میں

جن پر نثار شمس و قمر آسماں کو ہیں
 سار فصل گل میں پرستاں سو کم نہیں
 وہ دترے خاک کشور مندستاں کے ہیں
 کیا کیا طلسم سبزہ آب رواں کے ہیں
 خلاق وضع طرز روش سب میں نفتاب
 اب رنگ و طعناں اور ہی پیر حیاں ہیں
 عقل و نگ صفحہ اول میں آج تک
 کہنے کو گرچہ سات ورق آسماں کے ہیں
 سے یہی شاہد ہو شبہم کا باغ میں
 رونے کا یہ مقام ہو ہنسنے کی جا نہیں
 ہر بابوشیہ و سنکر لال صاحب موبانی ساکن بلگرام ضلع ہروائی
 بیعت رسا رکھتے ہیں۔

ہو جائیگی سحر بھی جو باقی حیات ہو
ٹلتے نہیں ہیں قول سے جو کہدایا کیا
وہ زندگی بھی چشمِ زدن میں گزر گئی

بھاری مگر مرضِ نفرت کی اسٹیم
مڑوں کے دم کے ساتھ ہی مڑوئی باقی
سمجھے تھے جسکو ہم کہ بڑی کاٹنا سٹیم

آثر۔ لالہ جے نرائن وراما۔ بی۔ اے۔ لکھنوی پہلے صانعِ تخلص کرتے تھے۔
رسالہ ناول کے اڈیٹر تھے خود بھی انگریزی ناول کے ترجمے کرتے تھے۔ اور
نادلوں کی تجارت کرتے تھے۔ امین آباد میں سکونت رکھتے تھے نواب
بندہ علی خاں زیباکے شاگرد تھے اور زیبانور و علی خاں شیدا کے شاگرد
تھے۔ شیدا کے استادِ آتش تھے۔ دفعہ ۳۶ برس کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں

انتقال فرمایا۔

مدت سے بیٹھے ہیں یہ ارادہ کئے ہوئے

ہمنے منجانے میں اللہ کا جلوہ دکھیا

انحکر۔ ٹیک چند دہلوی۔ دیوان شہزادہ مرزا خرم بخت مقیم بنارس

صوفی منش تھے۔

دو جہاں دینے میں ملتا تھا ہمیں دیدارِ یار

ایسی شے نایاب ہم نے مفت سستی چھوڑ دی

انحکر۔ مسٹر نند کیشور بی۔ اے۔ نوجوان عمر ۲۲ سال فیروز پوری انگریزی۔

علاوہ اردو فارسی میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ آپ نیچرل نظموں میں

دیکھی لیتے ہیں اکثر انگریزی نظموں کا ترجمہ فرمایا کرتے ہیں غزل ہیں
بھی ایک خاص رنگ ہے۔

ہمتو ناصح جیتے جی منکر قضا کرتے نہیں
شمع کو عراں ہی پایا پردہ فانوس میں
میں و فاپر مثل سابق ہوں اچھی مابست قدم
علم کے دریا میں جگر ڈھونڈھ لو سر از ریت
آحقہ راجہ سری پرشاد سرشتہ دار افواج نظام تلمینہ تائب لکھنوی
جب بگڑتی ہے تو کچھ بنتا نہیں ہے
آحقہ منشی راج بہاری لال صاحب کلرک ججی مین پوری تلمینہ حسن با رہری
تصویر ہے بغل میں دل داغدار کی
بس اب سحر نہو گی شب انتظار کی
اخلاص۔ مہراج سکھرام داس برہہ چاری لکھنوی فارسی اردو ہیں صاحب
دیوان تھے محلہ نواز گنج میں رہتے تھے بستر برس کی عمر میں شاعری میں
انتہا فرمایا۔

دنیا اے بے ثبات میں سوئی کہاں
کہتے ہیں ہم سے آہ یہ خفقان خاک
ارمان۔ راجہ جنم جی مترنگالی۔ اردو فارسی کے قابل انشا پر داز شعرو سخن
کھٹکا ہی ہو ہلکو کہ شام و سحر گئے
اک دن چلو گئے تم بھی دھرم چھو گئے

کے ولادہ تھے ایک تذکرہ شعرا نسخہ "دلکشا" نام ان سے یادگار ہے۔

شاگرد حافظ اکرام اللہ ضیف عم مرحوم
رات بھر نالے کیا کرتا ہوں گردین کو
پوچھتے کیا ہیں حقیقت مری اُٹا کی آپ
ارمان۔ پنڈت برج نرائن کشمیری ثم دہلوی ولادت ۱۲۸۵ء تلپند مرزا
و آغ اڈیٹر اخبار ظریف سہارن پور و اخبار پٹیالہ و رسالہ تصویر سخن۔ کچھ عرصہ
تک اخبار سماچار لاہور و راجپوت گزٹ کے اڈیٹر بھی رہ چکے ہیں۔ آخر
میں اخبار تہسکاری کی اڈیٹری کی اردو فارسی دونوں میں شاعری کرتے
ہیں۔

انکار رہا حشر کے وعدے پہ پھٹی ہو
ملنے کا کوئی روز مقرر نہیں ہوتا
خود ہی پہنچ گیا ہوں وہاں بہر التجا
طرز ادا بستاتا ہوا نامہ بر کو میں
ارمان۔ پنڈت راج نرائن دہلوی چیف اڈیٹر و زمانہ اخبار اشیا دہلی
یار بہشت میں ہو قیام اس غریب کا
ہم قطرہ سرشک میں آتے ہیں نخت دل
تبدیل کل جہان کا نقشہ ہوا مگر
تقدیر آشنا نہوئی الفت لدا ہے
انفوسِ فشی و وار کا پرشاد صاحب لکھنوی خلف فشی پورن چند۔ کالیستہ
ساکن نو بہتہ تلمیذ فشی ہشتنگ و مال فرحت اردو فارسی میں کافی دستگاہ
رکھتے تھے نظم و شعر دونوں پر قادر تھے نظم اخبار لکھنؤ سے آپ کی نگرانی

۱۶
میں شایع ہوتا تھا۔ کچھ دنوں مطبع فتنی نو لکھنؤ میں ملازم رہے پھر اخبار پنجاب
سماچار کی ادٹری پر مقرر ہوئے بہت پرگو تھے۔ ۱۲۔ ستمبر ۱۹۱۳ء کو ۵۲

برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

ہمارے زخم میں ٹھنڈک لہو سے ہوتی رہتی ہے
تقاعد کر تے رہتی ہے جو پچی زبان پر
زمانہ قدر اس تہو ہو سیرت اور صورت کا
کلی سے پھول لہو سے ہوش مر رہتا ہے
نہیں تکلیف خالی کسی کا پھولنا پھلنا
ہو بچہ پھر مانی استعد تکلیف ندامت کی

تسلی و لکلی تکلیف رفسے ہوتی رہتی ہے
بسر و زدن کی آبرو سے ہوتی رہتی ہے
گلوں کی قدر جیسے گلوں سے ہوتی رہتی ہے
ترتی حسن کی سن نو سے ہوتی رہتی ہے
شجر رنگ بے بی چار سے ہوتی رہتی ہے
کہ خم گردن مری طوق لگوں سے ہوتی رہتی ہے

افق کی میکشی ہو حافظ شیراز کی صورت

زمانہ بھر میں شہرت کھنوسے ہوتی رہتی ہے

شہر لالہ پر بھولال صاحب نظام آبادی اپنی آجکل کے نوجوان شاعر ہیں۔
کیں آپ نے ہزار جہان میں مگر کبھی
شرمیلی آنکھ اُسے ستم شوخی بگاہ
اکبری۔ دیوان امر ناتھ مدن خلیفہ راجہ دنیا ناتھ دہلوی بڑے ستیاح
تھے یکم اگست ۱۹۰۶ء کو پینتالیس برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔
انساں کو حق نے نور کا منظر بنا دیا
اک مشت خاک تھا جسے جو ہر بنا دیا

مردان خدا خواہش دنیا نہیں کرتے آزاد رہو رسم کی پروا نہیں کرے
 الفت۔ راجہ الفت رائے لکھنویت شاہی زمانہ میں فوج کے
 بخشی تھے مرثیہ گوئی میں مشہور عام ہیں فارسی میں ایک انشا طبع ہو چکی ہو
 اردو میں کلیات مرثیہ کلیات سلام دیوان غزلیات فلمی جا بجا دیکھنے میں آیا
 لفظوں کی پیروی نہیں کرتے ہیں عقلمند جب غور سے حیات کو دیکھو حباب ہے
 غفلت میں کس مزے گزرتی ہو زندگی جو کسنی میں عیش ملا تھا وہ خواب ہے
 الفتی۔ راجہ الفت رائے دہلوی ولد رائے سکھن جی کالیست ترکہ زرگار
 کر کے عظیم آباد چلے گئے اور وہیں انتقال کیا۔

خاکساری سے مثال نقش پیا جس جگہ بیٹھے وہیں کے ہو گئے
 انجس۔ مہا بیر ریشا دبی اے ایل ایل بی زمیندار انجم خلف اکبر مرثی
 مولچند صاحب اثر بکینہڈ بابشی کالیستھ سری واستودوسرے متوطن خیر آباد
 محلہ بھولن پور ضلع سیتاپور سال ولادت سن ۱۹۰۷ء عمر ۳۳ سال۔ فارسی اردو
 دونوں میں شعر کہتے ہیں علم عروض و قافیہ و دیگر کتب فارسی حکیم کوثر خیر آبادی
 سے پڑھے ابتدا میں کلام پر اصلاح بھی حکیم صاحب سے لی کبھی کبھی بیخود
 موبانی ایم اے پروفیسر کو کلام دکھایا۔

فریب نطفہ رنگ گلزار نکلا پڑی آنکھ جس پھول پر خاز نکلا
 نہ ٹپکا اگر بن کے اشک دامت تو دل میسے پہلو میں بیکار نکلا

قیام عمر رواں کا مسافر نہ ہے
 عبت غرور ہو تو فیتق خیر رزا ہوا
 مجھے راضیت و طاعت پر عطا نہیں
 فنا ہی کا ہے بقا نام دوسرا کجسم
 ہلکو تو فیتق محبت بھی اسی نے بخشی
 یہ حد محویت شوق ہو کہ بے ہوشی
 او اشناس محبت ہر ایک دل مو جائے
 ہم نے مانا عیش ہو دنیا میں لیکن کس قدر
 ہجر میں صل کی امید پہ جنیا ہو فضول
 اہمے جلو کہ ناز میں آنے والے
 خدا جانے یہ کس صاحب حیا کی آمد تھی

جہاں میں رہتے ہیں جتنا کہ آؤ دانہ ہو
 ایسکی رحمت و بخشش کا اک بہانہ ہو
 سر نیاز ہے اور تیرا استمانہ ہو
 نفس کی آمد و شد موت کا ترانہ ہو
 ورنہ ممکن تھا کہ ہم اسکی تمنا کرتے
 بتا دے لے ارنی گوے کوہ طور اتنا
 خدا ہی خاک کے تیلے کو دے شعور اتنا
 دو گھڑی گز رہنس لئے تو عمر بھر دیا کئے
 شب فرقت کی خدا جانے سحر ہو کہ نہیں
 شوق دل ہو کہ نہیں فوق نظر ہو کہ نہیں

پر پروانہ نے فوراً بجھا دی شمع محفل کی
 شیشے کہیں چلتی ہے شمشیری کی
 کیوں ڈرنے لگا ابر و قاتل سے مراول
 ایک پہلو میں دل زار تھا وہ بھی زہا
 میرے سمجھا نیکو ناصح ترے بہکانیکو
 انور پنڈت بشیش ناتھ خلف پنڈت کشور ناتھ ثنا گرد آغا حسین مرعش
 کیا قصد کریں اٹھ کر گھر سے کہیں جانے کو
 اب پروں ترستے ہیں ہم آپ میں آنے کو

ایمن۔ پنڈت سرورپ رائے۔ بنی لے کشمیری امترسری
 جبٹ کچھوہروان عدم ہیں پئے سفر
 خود فراموشی ہے مجھ کو منظور
 بجلیاں وٹگیں رگ رگ میں
 کون بھٹیا تھا سیریم دل میں
 ایک۔ بجھتی ہوئی ہو چنگاری
 کام کر جاتی ہے جب ملتی ہے
 داستان غنیم ایام نہ پوچھ
 جلوہ حسن لب بام نہ پوچھ
 رات کی بات سر عام نہ پوچھ
 حسرت عاشق ناکام نہ پوچھ
 آنکھ کا آنکھ سے پیغام نہ پوچھ

ب

باقی۔ راجہ گرو دھاری پرشاد۔ محبوب نواز جنگ۔ ولد راجہ منشی قوم کا لیتھ سکی نہ
 خلف راجہ ہری پرشاد۔ متعدد کتابوں کے مصنف۔ دولت آصفیہ کے
 رکن رکیں حضور نظام کے خیر خواہ تھے ہستم دفتر خانسامانی و سر رشتہ دار تھے
 ۶۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا۔

دریا سے موج موج سے دریا نہیں الگ
 روسے جب اس بحر خوبی کیلے
 ہم سے جدا نہیں ہو خدا اور خدا سے ہم
 موجزن چشموں سے اک دریا ہوا
 پتھر فشی بدر بہادر سنگہ بی۔ لے۔ کیل ہائیکورٹ گورکھپور۔ عمر تخمیناً
 چالیس سال شاگرد سیم خیر آبادی۔
 جاگے نصیب باغ کے سبز ہوا ہوا
 رکھا جو پائے ناز عروس بہار نے

حُسن مطلق کی جھلک سمیں نظر آتی ہے بدر آئینہ قدرت تو نہیں دل میرا
 برق - پنڈت جوالا پرشاد - برق - بی - اے سماکن قصبہ محمدی ضلع لکھنؤ
 متوطن لکھنؤ - لمیڈ امیر منیانی ۱۸۸۵ء میں لکھنؤ میں منصف مقرر ہوئے
 پھر عدالت خفیفہ کے جج ہوئے بعض کہتے ہیں کہ آپ جناب صفی سے
 مشورہ سخن لیتے تھے اُردو زبان آپ نے اساتذہ اُردو سے حاصل کی
 اُردو کے نہایت دلدادہ تھے تمام عمر آپ نے زبان کی خدمت کی -
 تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا - کلام آپ کا عیوب شاعری سے پاک
 ہے - بہت سے ناول اور ڈرامے انگریزی زبان سے اُردو میں ترجمہ کئے
 بعض بنگالی زبان سے ترجمہ کئے - روہنی - بنگالی ولہن - مرالنی - مارشیں
 مشوقہ فرنگ - گلنار فیروز آپ کی تصنیفات سے ہیں - اور بہت سی حدت
 زبان کی انجام دی - دیوان آپ کا مرتب ہو چکا تھا وفعۃً سال ۱۹۱۷ء میں
 طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال فرمایا -

دُنیا میں ظہور صبح ہوا گلشن پر کیسا جو بن ہے
 خورشید کا غنچہ کھلنے لگا اللہ کی قدرت و شن ہے
 پیارے پیارے مرغانِ چین شاخوں پر بیٹھے گاتے ہیں
 چلتی ہے نسیم روح فزا جھونکے اٹھلاتے آتے ہیں
 باغوں میں ہزاروں پھول کھلے کیا بھینی بھینی خوشبو ہے

مستی میں شجر ہیں جھوم رہے اکے جد کا عالم ہر سو ہے
 ہر پھول میں اسکی خوشبو ہو اکیس رہے بوٹی بوٹی میں
 ہر شاخ میں ہیں اسکی خاصیت تاثیر ہے پتی پتی میں
 پودوں میں جڑ و نمیں زہر بھرا زہروں میں نہاں تاثیر شفا
 دیکھوں خاصیت برگ و شجر تیار کروں کچھ اسنے دیا

مثنوی بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی،	کس ناز سے ہے بہار آتی
کمن المرحین انیسلی	چوتھی کی ولہن نئی نوہلی
بوطا سا وہ قد ہمار کے دن	اٹھتی کو پل ابھار کے دن
گہنا پھولوں کا زیب تن ہو	وہانی جوڑے پہ کیا پھبن ہے
گھونگھٹ اک ناز سے نکالے	سہرا پھولوں کا منہ پڑے
ہریالی بنی وطن میں آئی	اک بنر پری جہن میں آئی
اترمی گلشن میں جب سواری	سورج نے آر تی اتاری
گل نے زر گل کیا پنچھا اور	صدفے ہوئی عندلیب اتر کر
شبہم بھرا لائی کورے کورے	شربت میں گلاب کے سکورے
خورشید نے آئینہ دکھایا	کرنوں نے مور چھل ہلایا

نہریں ہر بھر کے لائیں پانی
خوشیاں اشجار نے منائیں
پنچوں نے چٹاکے لیں بلائیں
ہر شاخ نے جھکے کی سری ٹیک
مرغان چمن نے گیت گائے

بدلی پھولوں نے اپنی وردی
بھوروں نے یہ گونج کر صدا دی
معتوقہ گلزار آئی

سہرے نے بچھایا فرش دھانی
میووں کی ڈالیاں لگائیں
بیل نے چٹاکے دیں عائیں
ٹوٹی پڑتی تھی ایک پر ایک
کیا کیا نے زمزمے سنائے

اودی رنگاری لاجوردی
کوئل نے یہ پھیر دی منادی
آئی آئی بہار آئی

ہرق۔ بابوشیام سندر لال۔ بی۔ اے۔ ایل۔ بی۔ ایڈوکیٹ۔ سیتاپور۔
خلف منشی کشن پرشاد سربراہ کارکوارٹ۔ ابن منشی سیتل پرشاد قانون گو و
زمیندار موضع اسماعیل پور ولادت ۱۸۷۷ء موضع اسماعیل پور ضلع سیتاپور شاگرد
جناب قیس ہونوی تلمیذ قدر بگرامی و وسیم حیر آبادی و لسان الملک ریاض
خیر آبادی۔ ابتدائے تعلیم فارسی سے شروع ہوئی مولوی وزیر احمد صاحب
نے تعلیم فارسی کی تکمیل کی۔ گورنمنٹ ہائی اسکول میں داخل ہوئے انٹرنس
پاس کر کے کیننگ کالج لکھنؤ میں داخل ہوئے۔ بی۔ اے۔ کلاس سکندریہ
میں پاس کیا تھا کہ والدہ بیمار ہو گئیں دو برس تک ان کی خدمت میں رہے
۱۸۹۵ء میں انکا انتقال ہو گیا۔ انکے دو برس کے بعد والد کا انتقال

ہو گیا۔ بابو ہریش چندر چچا گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور کے سکند ماسٹر تھے
 انکی اعانت سے ایل ایل بی اور لوکل لاکا امتحان ۱۸۹۹ء میں پاس
 کر کے سیتاپور میں وکالت کرنے لگے۔ شاعری اور اردو زبان کا شوق مدت
 سے تھا فارسی کی قابلیت حاصل تھی۔ دادا بھی فارسی کے کامل استاد تھے
 آپ کی تصنیف سے ایک دیوان جلوہ برق اور ثنوی شاہ میر اور ثنوی
 سلاک مرزا ید طبع ہو چکی ہیں۔ آپ کے بڑے صاحبزادے بابو مرید علی
 ہائی اسکول سیتاپور میں ماسٹر ہیں۔ دوسرے صاحبزادے منشی سکھ دیو پرشاد
 کلکٹری میں کلرک ہیں ان کو شاعری کا شوق ہے اور بیتاب نخلص کرتے
 ہیں۔ آپ کی عمر اس وقت ۵۹ برس کی ہے۔ آپ کے اسلاف اکبر بادشاہ کے
 زمانہ سے اسماعیل پور میں سکونت رکھتے ہیں۔

لدے پھولوں کی ڈالی بھٹ نہ پڑتی چارتنگوں سے

نشیمن کیوں اجاڑا فصل گل میں باغباں میرا

یہ پردہ رہ گیا کیسا نہ اب تو ہے نہ اب ہم ہیں
 تلاش یار ہم کو گم کیا لا کر کہاں تو نے

انسان ہو جہاں میں وہ آدمی کہ جو ظالم نہیں حریم نہیں عیب میں نہیں
 صبح پیری نے کر دیا بیدار ہاے اب لطف خواب جاتا ہو

بتا اسے طالب دنیا یہاں تو نے کیا کیا ہے
 غریب و زار بگیں کو کبھی تو نے دیا کیا ہے
 یتیم بے نوائے ہاتھ سے تیرے لیا کیا ہے
 گدا کے تشنہ لب نے جام سے تیرے پیا کیا ہے
 سخی بن کر کبھی کھانا دیا محتاج بندوں کو
 کبھی تو نے مصیبت میں کیا خوش ورمندوں کو
 کبھی تو نے کسی محتاج کی حاجت برآری کی
 کبھی تو نے کسی بیمار کی تیمار داری کی
 کبھی تو نے کسی ناچار کی خدمت گزاری کی
 کبھی تو نے کسی کے واسطے کچھ جاں نثاری کی
 یتیم دل سگستہ کو کبھی الفت سے پالا ہے
 غریب بحر آفت کو کبھی باہر نکالا ہے
 کبھی تو نے کسی محتاج بیوہ سے بھلائی کی
 کسی بے دست و پا پر صرف کچھ اپنی کمائی کی
 کبھی تو نے کسی مفلس کی بھی حاجت روائی کی
 کبھی تو نے کسی مطمئن کی عقدہ کشائی کی
 کبھی مقصد برآری کی کسی محتاج خستہ کی

کبھی کچھ چارہ سازی کی غریب دل شکستہ کی
 ذرا تو سوچ اسے ناواں رہے گا کامراں کب تک
 ترے گلزار میں آخر نہ آئے گی خزاں کب تک
 دور روزہ زندگانی میں رہے گا تو جواں کب تک
 رہے گا آسمان پیر تجھ پر سرباں کب تک
 نظر کر ایک مشت خاک سے کم تیری ہستی ہو
 عبت اس وار فانی میں عشر ورجوش مستی ہو

بَرق۔ منشی رام رکھا سیالکوٹی حال مقیم کراچی عمر تخمیناً ۳۰ سال

تو بہ نہ ٹوٹ جائے کہیں ڈر ہو یہ مجھے
 انکی مہنسی کر نکھ سے آنسو ٹپک پڑے
 تکلیف سیر باغ نہ دو مجھ نحیف کو
 جو ہر شناس شعر کریں چشم التفات
 کیا خوب برق تو نے دکھایا ہونہ وطبع
 نسیم لائی ہو گلشن سے پھولوں کی خوشبو
 ہیں جام دور میں عرق انفعال کے
 پیدا خوشی میں ہو گئے پہلو بلال کے
 زنگس نہ دیکھ لے کہیں آنکھیں نکال کے
 لایا ہوں بحر فکر سے گوہر نکال کے
 کاغذ پہ رکھ دیا ہے کلیجہ نکال کے
 شہید ناز کی تربت بسائی جاتی ہو

برق۔ منشی مہاراج بہادر برق بی اے منشی فاضل۔ ایس اے۔ ایس

دہلوی سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی پوسٹ ماسٹر ولادت ماہ جولائی ۱۸۸۴ء مقام دہلی
 وطن آبائی بسکیت ضلع ایٹہ خلع منشی ہر نرائن واس حسرت ابن منشی خوجند

وکیل شاہی آپ کی نچرل نظمیں ہندوستان کے تمام رسائل میں شائع ہو چکی
ہیں تمام نظموں کا مجموعہ مطلع انوار کے نام سے چھپ چکا ہے عمر ۶۴ سال

روح فلسفہ

عقل دقیقہ رس تھا کل شب میں کلام
میں نے کہا یہ عقل سے اے مایہ علوم
ہے یہ طلسم ہستی مو ہو م کیا بلا
میں نے کہا کہ حاصل ہستی ہو چیز کیا
میں نے کہا کہ زیر نگین کس طرح ہو نفس
میں نے کہا کہ اہل ستم کون لوگ ہیں
میں نے کہا کہ بحث خلائق ہو چیز کیا
میں نے کہا کمال ہو اہل جہاں کا کیا
میں نے کہا سنا مجھے خیام کا کلام

پر تو فکرن ہوئے مئے لمیں خیال چند
بتلا کہ پوچھتا ہوں میں تجھ سے سوال چند
اسنے کہا یہ خواب ہو یا ہیں خیال چند
اسنے کہا کہ درد سری اڈر مال چند
اسنے کہا ملیں جو اسے گوشمال چند
اسنے کہا ہی سگ گرگ و شغال چند
اسنے کہا کہ بے سرو پا قیل و قال چند
اسنے کہا کہ جمع کریں گنج و مال چند
اسنے کہا کہ پند ہیں حسب حال چند

دورنگی زمانہ

دورنگی و نیائے دوں کتے تماشے
نزاکت سے تلتا ہو پھولوں میں کوئی

دکھاتی ہے گردش ہاں کہی کو
میسر ہے کانٹوں کا بستر کسی کو

کسی کا ہے بلبوس عرانی تن
کوئی مست ہے خندہ جامے سے
کوئی خاک اُفتادہ بے نوا ہے
کہیں رات بھاری ہے بیمار غم پر
اقامت گزین ہے کوئی قصر زمیں
مگر کوئی سلطان ہو یا مینوا ہو
اجلاس جہاں سے اٹھا کر رہیگی

ہے تنزیب زیبائش ہر کسی کو
رُلاتا ہے خوں دیدہ تر کسی کو
میسر ہے اور نگ وافر کسی کو
ملی ہے شب وصل و لبر کسی کو
پھرتی ہے تقدیر دور کسی کو
مہم ایک درمیش ہے ہر کسی کو
مُتقدم کسی کو جو نہ کسی کو

گرواناںک

شمع جاں افروزِ شب چراغِ مہریت
ببخود و تو حیدرِ مست ایانِ مہریت
تیری ہستی تھی سراپا پر وہ سازِ لطیف
پیکال میں غنچہ ناوک دلکش ہوا شاخ گل
گلچیں پھول توڑ کے دامن میں بھرے
بخشی۔ لالہ سورج بخش صاحبِ خیر آبادی مصنفِ ثمنوی بخشی شاعر
میں انتفال کیا۔

جلوہ یاش نور حق روشن دماغِ مہریت
خضر منزل سالک گنج فراغِ مہریت
جسکے نغمہ نہیں نہاں قدرت کا تھارِ لطیف
اب کیا خطا کرے گا نشانہ بہار کا
لوتا ہے سنگدل نے خزانہ بہار کا
ایسے بھی پھول ہیں چین و زگار میں
رنگ اُنکے دلفریب بونا گوارِ طبع

ہمیشہ عیش و راحت کا طالب بنے میں نہ وہ یز فلک نکلا نہ یہ زیر زمین نکلی
بہمنی۔ منشی لعل چند ساکن میوہ منڈی پشاور شاگرد۔ تاج الشعراء،
منشی بیلی رام شاطر مرستری۔

دل کے آئینہ میں ہوں اپنا جواب طور پر موسیٰ کی حیرانی ہوں میں
زیر قضا ہیں مرے جن و بشر پر تو نقش سلیمانی ہوں میں
اپنی ہستی سے ہوں مطلق بیخبر آہ وقت کار نادانی ہوں میں
بہمنی۔ لالہ مولارام ہیڈ ماسٹر عمر تھینا۔ ۳۳ سال۔ شاگرد لسان الملک
ریاض خیر آبادی۔

عنا دل نغمہ زن ہیں غنچے منتے ہیں ٹھکتے ہیں
اتر آئی فلک سے کوئی جنت یا گلستاں ہو
خزاں کا دور کانٹوں کی عکداری گل افشردہ

چمن لٹتا ہے یارب یا کوئی خواب پریشیاں ہو
بہمنی۔ لالہ بانکے لال صاحب ساکن امر وہہ ضلع مراد آباد
اب کام کیا رہا انھیں شرم و حجاب سے سو شوخیاں نگاہ میں ایسے شباب سے
بہمنی۔ منشی سکھ دیو پرثا و صاحب سہنا۔ الہ آبادی عمر تھینا ۳۳ سال
تلمیذ نوح ناروی،

حیرا ہوں رنگ خانہ قدرت کو دیکھ کر لکھا ہے برگ گل پہ فنا نہ بہار کا

دُمن میں اپنے پھول میں مٹی بھرتی ہوئے
شبِ نیم لٹا رہی ہے سحرانہ بہار کا
وہ گھڑی وہ دن وہ ساعت وہ زمانہ رام کا

چار لفظوں میں کہیں کیوں کر فنا نہ رام کا
اُن کی قسمت تھی بڑی وہ تھکے مقدس کے دہنی

جن کی چشم شوق نے دیکھا زمانہ رام کا
بیٹھتے اُٹھتے دعا مانگو تم اے لبہل یہی

دیش بھارت میں پھرا جائے زمانہ رام کا
شمع قدرت یہی کہتی ہو سرزمِ ازل جسکو جلنا ہو وہ پروانہ محفل ہو جائے

’دنیا کا تماشہ کچھ بھی نہیں دُنیا کا تماشہ دیکھ چکے

آغازِ ملتِ آدیکھ چکے انجامِ تمنا دیکھ چکے

ہاتھوں سے نہ اپنے مٹی دی آئے نہ کبھی وہ مرقد پر

مرنے کی بہت حسرت تھی ہمیں مرنیکا تماشہ دیکھ چکے

ابشاش - منشی وی بی پرشاد صاحب خلف منشی نتھن لال سحریت کا بیٹھ

بھوپالی ساکن اجیر شریں مصنف تذکرہ شعرائے ہنود و کتب متعدد وہ

کچھ زمانہ ہوا انتفتال فرمایا۔

جل گئے لائے نہ تاب گرمی و لہر ہم

سیر ہو کر دیکھنے پائے نہ رُوئے یار ہم

جان کھو بیٹھے جی کھپا بیٹھے

عشق میں پایا ہمنے کیا ابشاش

بہار۔ لالہ ٹیک چند کھتری ساکن نہر نواب سعادت خان واقع شاہجہاں آباد
 مولف کتاب "بہار عجم" و نسخہ "نواد المصاوری و جواہر الحروف" شاگرد رشید
 سر جالدین خان آرزو۔ دھرم چند ولد دیب چند خلیفہ لالہ بیج لال ابن
 لالہ ٹیک چند بہار لکھتے ہیں کہ جدا مجد نے بہار عجم کو سات مرتبہ اپنے قلم سے
 خوش خط صاف نقل کیا۔ آٹھویں مرتبہ نقل کر رہے تھے کہ موت نے مہلت
 نہ دی بستر برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آٹھویں نقل کو ان کے شاگرد رشید
 اندر من نے باوجود کم فرضی نقل کر کے پورا کیا۔ فارسی میں آپ کا دیوان
 تیار کیا۔ اردو میں بہت کچھ کلام تھا جو ضائع ہو گیا۔ دھرم چند ^{۱۸۶۹}ء
 تک بقید حیات تھے۔ بہار ہمیشہ میر و سودا کے ہم مشاعرہ رہے ہندو
 شعرا میں اولیت کا تاج ان کے سر پر کھا گیا
 وہی اک آسماں ہو جسکو ہم تم تار کہتے ہیں کہیں تسبیح کا رستہ کہیں تار کہتے ہیں
 ہمیں واعظ ڈراتا کیوں ہے دوزخ کے غدا بولے
 معاصی گو بہار سے بیش ہوں کچھ مغفرت کم ہے
 نہیں معلوم کیا حکمت ہے شیخ اس افیش سے
 ہمیں ایسا حسن راہی کیا تجھ کو مست جاتی
 بہجت۔ منشی بن لال ولد کشن چند قوم کاہست متوطن بھوپال مقام پیدیش
 مقام سرنج ضلع مالوہ تعلیم و تربیت ریاست ٹونک میں پائی۔ بصیغہ ملازمت

۲
انجیر میں آئیے پچیس برس کی ملازمت کے بعد نشن لے کر درگاہ حضرت خواجہ
معین الدین کے دفتر میں ملازم ہوئے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ اردو فارسی
دونوں زبانوں پر قادر تھے ۴۲ سال کی عمر میں ۱۹۵۹ء میں انتقال فرمایا۔

حق کہا منصور نے تو بھی چڑھا یادار پر اسلئے رہتے ہیں مہرم واقف سراسر چپ
تلاش دل میں جاتا ہے یہ لے چشم نہ روک اس قاصد اشک واں کو
بہادر۔ راجہ بینی بہادر عالمگیر ثانی کے عہد میں صوبہ اربہار واڑسیہ تھے
سیاہی مو کی گئی دلی آرزو نہ گئی ہمارے جامہ کہنہ سے مٹی کی بونہ گئی
ہمیتا ہے۔ لاکھ کشن نرائن کھتری۔ بنارس میں مقیم اگرہ سابق ہمارا جہ نیپال مقیم
بنارس کی سرکار میں مختار ہے تیس برس ہوئے کہ انتقال کیا۔

آبر و بتیاب کب پائیں جو فی علم ہیں مرتبہ ہوتا نہیں کچھ گوہر بے آب کا
مجھزار کہ کتاب ہو وہ نہیں نہیں کے دم نزع گل ہونا ہی اچھا ہے چراغ سحری کا
کھولہ دوست کرم لے منعم ہو چکے ہیں ایک دن اٹھنا پڑ گیا سب یہ ساماں چھوڑ کر
عاشق معنی کبھی موتے نہیں صوم رت پرست تیغ جاتا ہو حرم کیوں کعبہ دل چھوڑ کر
عبث ہے منعم تو کو بھر و سحر جاہ و ثروت کا

زمانہ کا و گم گوں۔ حال ہو جاتا ہے دم بھریں
آج کا کام چھوڑ مت کل پر زندگانی کا اعتبار نہیں
صحبہ پیراں جو انوفیض سے خالی نہیں یہ کہاں کا زور ہو دیکھتے ہو تیریں

کون کس کا ہے بزمِ غم میں شریک
ابر و تاس ہے برقِ ہستی ہے
معتنم جان صحبتِ احباب
یہ بھی اک اتفاقِ ہستی ہے
بڑھے اتنی ہی عینی پنج کیجئے
کوئی دولت نہیں بہتر منہ سے
بیتاب۔ منشی و نایک پر شاہ کھتری و بلوی۔

دلی خطا ہو کچھ یہ زباں سے نہ کہہ سکا
ناوان تھا جواب کی محفل میں کیا
پائی نہ تھا اسکی خدائی کی شریک
وہ یا بھی ڈوب کر لبِ ساحل میں گیا
بیتاب۔ منشی حکیم شیر نادر صاحب و بابریوی عمر ٹھیکانٹیس سال آج کل
کے نوجوان شاعر ہیں۔

ستارے

یہ مٹی میں موجِ نور سے حوروں نے رو لے ہیں
شرارے اڑ رہے ہیں یا کسی کی آہ سوزاں سے
نجومِ ضوفشاں سے نور کا عالمِ گہروں پر
گرے ہیں چاندنی کے پھول کس مہوش کے
اڑا کر ریزہ افشاں چنی ہے لیلیٰ شب نے
مرتب بزمِ انجم کی ہے جلوہ ہائے خنداں سے
چراغوں کا یہ عالم ہے کہ یہ تاروں کی محفل ہے
طبیعت بچھ گئی اپنی نہ وہ ہم ہیں وہ دل ہم

کسی کے ساغر زنجیں کے ہیں چھلکے ہوئے قطرے

ستارے کب ہیں چشم شوق تیرا وہم باطل ہے
جو آنسو جوش غم میں ات کو بتیاب ٹپکے تھے

ستارے بن گئے گر کر قمر کی چشم گریباں سے

بتیاب منشی رام چندر بتیاب دہلوی حال مقیم لاہور شاگرد آغ دہلوی۔

وادئ الفت میں ہو دل رہنما کیا ہوں جو یائے مد رہبر سے ہم

پیدار۔ راجہ ہرکشن سنگھ بہادر جاگیردار کشن کوٹ ضلع گورداسپور۔

رئیس امرتسر ۱۸۸۵ء میں شاعری کا شوق ہوا۔ نواب مرزا آغ دہلوی

کے شاگرد ہوئے اور استاد کو باصرار کشن کوٹ میں طلب کر کے کئی مہینے

ہمان رکھا۔ آپ کی عمر ۵۵ سال کی ہے۔

عشق کیا چیز ہے خدا جانے دل میں سوزش کباب کی سی ہو

بے صبر۔ لالہ بالملکند سکندر آبادی ضلع بلند شہر خلف لالہ کاجی مل کٹھ

شاگرد غالب و منشی ہرگوپال تفتہ ستر برس کی عمر میں ۱۸۹۰ء میں انتقال فرمایا

مدعا کر رہا تو یہ ہے عاشق و لگیر کا اشک میں ہونا اثر کا آہ میں تاثیر کا

رخصت ہوا وہ اشک تلے بکھل گئے خورشید کے چھتے ہی ستارے بکھل گئے

بیفتہ۔ منشی ہریشاویچر کاہستہ ولد منشی دیبی دیال متصدی چھوٹی فہر دی

صاحبہ لکھنوی۔ فارسی بھی بقدر ضرورت جانتے تھے ۱۹۰۲ء کو انتقال ہوا

اس زمانے میں خوش ہو جو مرثیہ کرے رات دن رنج اٹھاتے ہیں مرثیہ والے
 بہوش لالہ گوردیال کا بیٹھ وکیل عدالت لکھنؤ شہر تک بقید حیات
 تھے آپ کے مناظرے اکثر شعرا سے رہتے تھے۔

ہر خدیج کی ہو دیر و حرم میں بہت تلاش ملتا نہیں ہو یار کے گھر کا نشان مجھے
 مضمون قد یار نہایت بلند ہے گویا زمین شعر ہوئی آسماں مجھے
 بیخود و نمشی زائن داس دہلوی شاگرد میر درد
 مے گلگوں کو چشم کم سے تو مت دیکھ اسے واعظ

بنایا ہے یہ اعجاز مغاں نے آب آتش کو
 بیدل پنڈت کی تلاش زاین صاحب کول بی اے ایل ایل بی کپل منظر نگار
 دیکھا ہے جب کے جلوہ رخسار یار کو ہے خیر باد گل کو چمن کو بہار کو
 احساس درد کیا ہوتے جاں نثار کو گلبن سمجھ چکا ہو جو ہر نوک خار کو
 بیغرض پنڈت تند لال و خلف پنڈت ٹیکالال در متوطن سری نگر کشمیر
 قوم برہمن عمر ۳۹ سال تمارنج ولادت، اچھ سمبھت ۱۹۲۲ تعلیم مڈل پاس مدرس
 سری پرتاب مڈل اسکول سری نگر کشمیر کے شاگرد نہیں ہیں۔

اے خالق کون و مکاں اے مالک ہر دو جہاں
 اُجڑا ہوا ہے آشیاں ہے تنگ ہم پر آسماں
 گلشن میں ہے باد خزاں بلبل ہوئے ہیں نیم جاں

کشتی پہ ہے طوفاں وداں ہے موج بحر بیکراں
ٹوٹا پڑا ہے بادباں

پ

یہ روانہ۔ راجہ جسونت سنگھ عرف کاکا جی جاگیر دار قصبہ منڈیاؤں دھونہ
ضلع لکھنؤ خلف راجہ بینی بہادر نائب نواب شجاع الدولہ بہادر شاہ گروہی
سر سپہ سالار و یوانہ ملک اشترامیر تقی تیسرا وراٹا کے بعد مصحفی سے بھی صلاح سخن
لی ہے صوفی منش بزرگ تھے نہایت خوبصورت اور خلیق تھے شاعر
میں انتقال کیا۔

بحر ہستی میں ترا جسم ہو مانند حباب
کون مدفون ہے چین میں صبا
پوچھتے اب ہو مرغ دل کا حال
پیرمچیم۔ جگنا تھ پر شاہ کالیستہ گورکھپوری۔ آقاے سخن و سیم کے شاگرد
ہیں۔ عمر تخمیناً ۴۴ سال۔

کسے جاوہ کھائیں کون دیکھے تاج کی ہو
ملاتے ہیں اسے کیوں خاک میں جس میں رہتے تھے
پورن۔ منشی پورن سنگھ کالیستہ و بلوی تلمیذ سعادت یار خاں رنگین علم و ادب
کے ماہر تھے شاعر میں انتقال فرمایا۔

سطور آوازے موسیقی وہ بکریا کرتے ہیں
ذرا سوچیں گھر اپنا آپ کیوں باؤ کرتے ہیں
علم و ادب کے ماہر تھے شاعر میں انتقال فرمایا۔

اس میں داری ہی لازم ہو سکتا ہوں
 سیماں سفر رکھے تیار فقیر اپنا
 پینڈت۔ دیارام واد پینڈت رُوس چنگ کشمیری دہلوی فرخ آباد میں نواب
 جہاؤ الملک کی جاگیر کے منجرتھے۔ فارسی کلام میں مولانا غلام علی آزاد بکری
 سے مشورہ سخن لیتے تھے آپ کی اردو شاعری نے شاہ عالم ثانی کے
 عہد میں عروج پایا۔

کیسے دل اس پر شیدا نہ ہوئے
 جس کا ثانی ہی پیدا نہ ہو سکے
 اس نے اب تک ادھر گزر نہ کیا
 آہ سنے آہ بچھ اثر نہ کیا



نائب۔ پینڈت وٹاب رسائے کشمیری دہلوی انتہاء علمی بھی معقول تھی۔
 انیسویں صدی کے آغاز تک بقیہ حیات تھے۔

باتنگت کرنا صح ناداں مجھے اتنا
 یا چلکے دکھا دئے ہیں ایسا کمر لپی
 قافلے میں آج کیا شور و فغان و آہ و
 ناتھ لیلا کے شاہ قیس بھی ہمارے
 نائب۔ منشی کھنولال ولد منشی جہاؤلال صاحب ابن جناب صاحب کھنوی
 سرفرازی یافتہ میر محبوب لیٹاں عرش مکان والی وکن۔

بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اب آپ کی عمر ۶۳ برس کی ہے۔
 گوشہ نشین کھنویں آپ کے شاگرد اطراف میں بہت ہیں
 نیکرین استعد جلدی ہو کیا شہر و رام لو
 ابھی تو ہم تھکے مانگے چلاتے ہیں

چلتا ہو کہکشاں کا عصا لیکے ارت کو اب ناتواں بہت فلک پیر ہو گیا
 آیام زلیست کتڑ ہیں انساں کے کیا ہی جلد کودک ہوا جوان ہوا پسیر ہو گیا
 متاثر منشی بانکے لال عسکر بولال کا بیتھ سکسینہ خلف منشی چھنگی لال نیر
 و لکیر مرثیہ گو شاگرد واجب لکھنوی کلام اچھا ہوتا ہے عمر نچھینا ۶۰ سال
 لکھتا ہوں صفا برائے خمدار یار کا جو ہر دکھا رہی ہے زبان فقر کا
 کیونکر نہ بیلوں کے اڑیں موش باغیں آئی خزاں ہوا ہوا موسم بہار کا
 تسلیم منشی رام سہائے ڈپٹی کلکٹر ضلع بدایوں شاگرد مرزا حاتم علی قمر ایک
 دیوان غلط مراد طبع ہو چکا ہو تھوڑا زمانہ ہوا رحلت فرمائی۔

چشم تر حال تیرے میں کہا شکاؤں طفل شک ایک بھی آغوش میں ملنے نہ دیا
 کج روی نے فلک پیر کے احوالے ضیاب کوئی ارمان مے دل سے نکھلنے نہ دیا
 تسلیم منشی بالگو بند ممبر میونسپل بورڈ وٹسٹرٹ اناؤ اکثر لکھنؤ آیا کرتے
 تھے۔ ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا۔

جواؤں تمکنت کے رکھتے نہ تھے زمیں پر ملتا نہیں ہوا نکا نام و نشان کہیں پر
 تسلی۔ رائے بیکارام خلف منشی گویاں رائے لکھنوی شاگرد مصحفی شاعر
 تک بقید حیات تھے۔

فہمید والے کرتے ہیں دولت کیا گھمنڈ کیا اعتبار زندگی مستعار کا
 جو چاہے سلطنت اسے ظل ہوائے مجھ کو یہی ہوس ہو کہ وہ مجھ سے آملے

تبسم منشی سورج بلی صاحب خوشنویس لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ -
منشی خیراتی لال شگفتہ ان کے چچا اور استاد تھے۔ آج کل منشی نوکشور کے
مطبع میں کتابت کرتے ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

ہمتو کیا ہیں نذر دل آ آ کے دیں گے سیکڑوں
آپ تو کچھ دل کے لینے کا ہنس پیدا کریں
کیا لگائیں یار بے پروا سے اپنے دل کو ہم
فائدہ کیا جان شیریں کا ضرر پیدا کریں
تصور کنور فتح بہادر تعلقدار کوڑا جہان آباد تلمیذ آغا شاعر ۲۰ برس کی
عمر میں ستمبر ۱۹۵۴ء میں انتقال کیا۔

دیکھتے دیکھتے نثار دہیں،
قضا آئی اور چھپ گئی ہاتھ ملکر
تبسم منشی کالی راے ابن لالہ ویبی دیال عزیز متوطن فتحگڑہ
آبدیہ صحن باغ میں کس گلبدن کی ہر
اچھے وہ ہیں جو مر کے تری خاک اہ ہوں
تمنا منشی رام سہائے تمنا منشی پٹی ان سیکڑہ دارس خلعت لالہ پورن چند
بن لالہ ایسری پرشاوشاعی ساکن قدیم محلہ نوبستہ کاسیتھ سکسینہ شاگرد
منشی شنکر دیال صاحب فرحت سابق اوڈیٹر اخبار تمنائی و حال اوڈیٹر لالہ دیار

مالک مطیع تمنائی عمر تھینا ۱۰ سال -

عشق کی لومیں جو پرانے کو جلتے دکھیا

بعد مرون ہی مٹی میں مٹے خاک ہوئے

تنازگی کرم حق سے تمتنا ہونے

گل گلشن میں رنگ و بو نہ ہی

اے تمنا ہو آبرو سے بسر

یوں تو میں ہر روز شب مصروف کار و بار ہوں

لیکن اس دنیا کے جھگڑوں بہت بے بار ہوں

کبھی گزری جوانی گزری اب پیری ہوئی

پھر بھی اب تک خدمت قومی کو میں تیار ہوں

ہو بادہ نش باعث نقصان جان مال

یہ انقلاب قوت متناس ہے دیکھ لو

تمنا نشی چھیدی لال صاحب کا کوروی ملازم سر مشہد تعلیم

شاگرد طاہر فرخ آبادی -

یہ سرکشی کا نتیجہ تھا باغ عالم میں

چھپا کے مجھ سے باتیں الگ الگ کرنا

وفا جو آج ہی وعدہ کرو تو کیا ہو جائے

شمع کو بھی غم عاشق میں گھلتے دکھیا

جسکو محلوں میں بٹے نانسے پلتے دکھیا

نخل امید دلی چھو لے پھلتے دکھیا

بے وفا کی بس آرزو نہ ہی

تاج شاہی کی آرزو نہ ہی

مشہور اس سب سے ہر مینخوار خوار آج

ہنستے تھے کل جو رونے لگے زار آج

خدا نے سر کو دنیا میں بائرنہ کیا

ملیں کلیم تو ان سے ہو گفتگو میری

یہ کوئی فرخ ہے محشر ہی جیسا ہو جائے

تتویر۔ بابو پیار سے لال صاحب تپا پوری عرائض نو ہیں۔
 ہم کہتے تھے دنیا دشمنوں کو جام عشق
 اب بڑے پھرتے ہیں محبت در و نام عشق
 اقتیاز پنج و راحت جوش حشمت میں کہاں
 ایک لمحہ حشری کو ہوا کام عشق آرام عشق

ش

نہایت۔ فحشی روپ کشور کا لیستہ ماتھر خلف فحشی حکم میں لال شاکر دہلوی
 میر تقی تائب تحصیلدار گھاٹم پور۔
 کیا کہوں حال مریض عشق میں، کم بہت بیچتے ہیں اس آزار کے
 مذاقت۔ فحشی شن دیال قوم کا لیستہ سری ہاستو۔ دکیل ہائیکورٹ کانپور
 ابن فحشی ارجن سنگھ

ہم ننگ ازل بچے دورنگی زمانہ
 گریہ زمر دستے تو ہو لعل میں سُرخ
 مذاقت۔ راجہ شیو پر دھان ہمارا جہ بچے گویا سنگہ سبکدہ باشی مصاحب
 آخری شاہ اودھ و واروغہ مرزا فرید علی قدر قوم کا لیستہ رئیس سندیلہ سندھ
 میں سرریس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

جوج دیتے ہیں اللہ انکو خوش رکھے
 ہم اپنے منہ سے کسی کی کریں بانی کیا
 نتیجہ جبکا عداوت ہو وہ محبت کیا
 جو آشنا کرے غم سے وہ آشنائی کا
 مذاقت۔ پروفیسر کنھیا لال۔ ایم۔ اے۔ آر۔ اے۔ ایس۔ امرتسری آپ کا
 کلام اکثر رسائل میں شائع ہوتا ہے بعض نیچرل نظمیں کچھ اچھی ہوتی ہیں۔

فضا خاموش ہو عالم سراپا محو ہستی ہے
 جہاں میں ذرہ ذرہ سے محو غسرت برستی ہے
 صدائے خاموشی سی گو بختی ہو سبز زار و نیل
 ہوا محسوس ہو گویا چمن کے راز دار و نیل
 فلک پر ہو چلی ہو چاند کی رفتار بھی ہلکی
 عجب صوم ہو اسکو خبر تک بھی نہیں کل کی
 وہ یکھو اس سر پہ پر سامنے والی پہاڑی ہو
 کوئی درشن جہی رخ سے پرو کو ہٹاتی ہو
 مگر - منشی اودھ بہاری لال صاحب لکھنوی کالیست خلف کنور چندی لال
 صاحب نہال بن راجہ جیا لال صاحب گلشن ۵۹ء میں موضع ستیا پور میں
 پیدا ہوئے شاعری میں اپنے والد کے شاگرد ہوئے فارسی میں خواجہ
 عزیز الدین عزیز لکھنوی کے شرف تلمذ حاصل کیا۔ پنجاب یونیورسٹی فارسی
 امتحان میں کامیابی حاصل کر کے آگرہ و اودھ کے مختلف مدارس میں فارسی
 مدرس رہے کالیست سماچار الہ آباد کالیست اپدیشک لکھنؤ و کالیست اخبار
 لکھنؤ کی اڈیٹری بھی کی ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۵ء تک چرچ مشن ہائی اسکول
 لکھنؤ میں مدرس فارسی رہے۔ ناگاہ ۱۹۲۵ء میں جوان بیٹے خلف اکبر
 بابو پر بھودیاں کے انتقال کا ایسا سخت صدمہ پہنچا جس نے بڑھے باپ کو
 زندہ در گور کر دیا۔ طبیعت دنیا سے ہٹ گئی شعر و شاعری رخصت ہو گئی۔
 بقائے نام کے لئے فارسی ایک مجموعہ خیابان شمر کے نام سے چھپوا کر شائع
 کرویا اسوقت آپ کی عمر ۶۷ برس کی ہے۔

تم سے کیا کہہ کے کروں بات بھی کھو دوں اپنی

جو نکالے وہی پوچھے تری حسرت کیا ہے

کیوں نہ ہو محسوس کو جستجو تیری دل میں رہتی ہے آرزو تری
ثمر لالہ متھرا پر شاد کالیست سکینندہ لکھنوی شاگرد منشی خیراتی لالہ سگفتہ لکھنوی

بیرو عارف کامل کو خدا ملتا ہے جاوہ راہ سے منزل کا پتہ ملتا ہے
جستجو صاف ہو مجھ سے کوئی میں میں صاف آئے سے دل پر نور مرا ملتا ہے

ج

جرمی کنور ہری سنگھ اوڈیا اخبار راجپوت گرنٹ لاہور شاگرد لالہ شگل لالہ شج

اے ہندو زمانہ وہ ترا یا وہ ہے مجھ کو اس دور گزشتہ کی نصیایا وہ مجھ کو
وہ اہل شجاعت کی وفا یا وہ ہے مجھ کو وہ تیرے جواہر کی ضیایا وہ مجھ کو

تھا تجھ سے فرین سحر و شام کا رستہ

چلتا تھا خدائی میں تیرے نام کا رستہ

میدان تھا تیرے قصر کا میدان شجاعت ہر ذوق تھا پروردہ دامن شجاعت

تھا ہاتھ میں تیرے سر سامان شجاعت پلتے تھے تری گود میں مرزاں شجاعت

ہر کھوپ یہ کہتا تھا سپردار ہوں میں بھی

ہر شاخ کو دعوتے تھا کہ تلوار ہوں میں بھی

جگر منشی زنگ سہاوردی اے وکیل گورکھ پور عمر نچینا ہم سال شاگرد و سیم

تنگدستی تو زمانے میں کھٹکتی بھی نہیں
وادی عشق ہو صحرائے صیبت نہیں
حرص کا پاؤں جو چاور سے نہ باہر ہوتا
خضر کیونکر میرا اس راہ میں رہبر ہوتا
جگر۔ مسٹر شاہ موہن لال صاحب بریلوی عمر ۴۴ سال۔

کسی کی راہ میں خاک ہو کے سمجھا ہوں
ہیں ہی تھا جو ہر تخلیق دہر روز ازل
مراد جو وہ کیا چیز اور میں کیا ہوں
ہمارے حسن و دو عالم ہو میل حسن عمل
میری نگاہ کا محتاج غفل کا جو ہر
بلند شان ملائکت میری بستی ہے
خزاں ظہور غم اشک کی مٹنائی
ازل ابد میری ہستی مستقل کے حدود
نگاہ عشق میری خوشی چین جو ہر دم
بنائے رفیق و یار رفیق صفات میری
جنگ۔ جنگ بہادر میر ٹھی۔ ناظر عدالت کلکتہ میری و محکمہ بند و بست اڈیٹر
اخبار ایسٹس ہند انگریزی فارسی میں کافی و تنگ گاہ رکھتے تھے ۱۹۰۰ء میں
۵۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

جگر میں کیا دل سے پیکان نکلا
مرے ساتھ ہے انقلاب زمانہ
اٹھا دو بھی ساتھ پس بد دل کو
بدل و نو گاہ و نیا کو کر وٹ بدل کر
جوال۔ ہزاری لال لکھنوی شاگرد قدر لکھنوی شمسۃ میں انتقال کیا۔

ہم تم سے کوئی روزگار نہ تھا
انساں تو کیا ہو چیز ملک گزرتھا
پتھر کا تیرا دل سے تو فولا دکا جگر
اسپر بھی میرا نام کوئی بے اثر نہ تھا
جو رہنمائی کدانا تھا بسوائی تمہیں جگر بسوائی تو مشق شاعر ہیں

جانتا ہوں عشق میں اسے تو کچھ جانیں
کیا کروں مجبور ہوں قاتل ہوں نہیں
لاش و فنائت و قاتل کے اپنے ہاتھ سے
اور تو کوئی بھی باقی حسرت نہیں
جوش پندت لہجورام محرم پوری درس اول ضلع جالندھر عرف جوش ملیح آبادی

معاون اعزازی رسالہ رہنما کے تعلیم لاہور۔

خنجر جو کھنچ کے پتھر قاتل میں رہ گیا
ارمان قاتل کا دل پہل میں رہ گیا
حسرت نصیب ہو جو ہو کر شکستہ پا
منزل سے دور حسرت منزل میں رہ گیا
نخت جگر سے مجھ کو زیادہ عزیز ہے
ٹوٹا ہوا جگر تر اول میں رہ گیا

جوش پندت ہری ہرنا تھا ناگرا الہ آبادی شاگرد پہل الہ آبادی
نظر آتا ہے ہر صورت کے جگو جلوہ قدرت
کہیں ایسا نہوسن کوئی یہ خوف متا ہو
عظم خانے میں جا کر میں خد اکو یاد کرا ہوں
تری تصویر سے میں حکم چکر بات کرا ہوں

جو ہر جواب سنگی خلف منشی بختاورد سنگی راقم قوم کا بیست شاگرد خواجہ وزیر
وزیر فارسی میں کافی و تلک گاہ رکھتے تھے اور مولانا گل محمد خاں ناطق کے شاگرد
تھے۔ غدر کے بعد ریاست بلرام پور میں عمر گزار دی۔ نہایت پرگوشتھے۔

پانچ دیوان آپ کے شائع ہو چکے ہیں انتقال کیا۔

اصل مطلب ایک آگاہ نا آگاہ کا
 بھولے ہیں مصنف بھی مجھ کو کہ ناقص
 نثار کی طرح ملی باغ جہاں میں تقدیر
 نہ کوئی رہا ہے نہ کوئی رہے گا
 بعید عقل سے ہو احترام دیر و حرم
 کچھ نہیں ماتمزدوں کو لطف سامان بہار
 جو ہے جرمی حکم خدا لا زوال ہو
 گر نہ حاصل کسی سے مدعا بیدل ہو

ہو الک کا ترجمہ عربی میں لفظ اللہ کا
 مژدہ بھی کوئی لیکے نہ آیا ہوا کا
 جس کے لپٹوں وہ چھڑا لیتا ہو امن اپنا
 فقط ایک حسرت کوئی رہے گا
 مکان ساختہ خود کو کیا سلام کریں
 گل چنیاں باغ میں شبنم ہو گریبان غمیں
 شہباز ہے حرام کبوتر حلال ہے
 آدمی کو اب اعلیٰ پر توکل چاہیے
 جو ہر لالہ مادھو رام ابن لالہ جواہر مل سا ہو کار فرخ آبادی شاگرد میر
 شکوہ آبادی سنہ ۱۹۰۹ء میں انتقال کیا انکا دیوان طبع ہو چکا ہے۔

ہیں تھی درگاہ میں ہمدوش فقر و سلطنت
 توڑا جو پھول بلبل شیدا کے سامنے
 غیب کے کردل کو کہیں عشق سمجھ کر دینا
 یہ شکوہ عشق میں تجھ سا کوئی قابل نہیں
 آج اے مرگ کھلی ہستی سوہوم کی اصل
 مرتبہ یکساں نظر آیا گدا و شاہ کا
 کیا تیرے لمبیں درد کچھ اے باغبانِ شہ تھا
 جامِ کھنکھوت کہ منہ نکش کہیں بھر دینا
 مہربانی آپ کی بند تو اس قابل نہیں
 کچھ سمجھتے تھے ہم اس شہ کو مگر کچھ بھی نہیں

چکبست برج نرائن چکبست بی۔ اے کشمیری ولد پٹت اودت نرائن

مولد فیض آباد متوطن لکھنؤ شاگرد مرحمت الدولہ حکیم شاہ ۱۸۸۳ء میں پیدا ہوئے
 ۱۹۰۵ء میں وکالت شروع کی ۱۹۲۶ء فاج میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔
 خوش گو شاعر تھے۔

زندگی کیا ہے غنا صر کا طہور تریب موت کیا ہے انھیں اجڑا کا پریشاں ہونا
 زباں کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں میرے خیال کو بٹیری پنھا نہیں سکتے
 غور جہل نے ہندوستان کو لوٹ لیا بخر نفاق کے اخلاک بھی وطن میں نہیں
 فریب زندگی جس نے نہ دیکھا ہو مجھے دیکھے
 نہ سینے میں ہو دل اپنا نہ منہ میں ہو زباں اپنی
 بیگناہوں کا تو انصاف ہو دنیا میں اب ہمیں دیکھنی ہو شرم گنہگاروں کی
 مرد قانع کو نہیں مہتی گدائی کی ہوس پاؤں پھیلا کر جو بیٹھا ہاتھ پھیلا رہا نہیں
 نفاق گبر و مسلمان کا یوں مٹا آخر یہ بُت کو بھول گئے وہ خدا کو بھول گئے

مصیبت میں بشر کے جو ہر مردانہ کھلتے ہیں
 مبارک بزدلوں کو گودش قسمت سے مرجانا
 گدائے سلطنت کی شکر حق سے اور فضاحت سے
 زبان کو تیغ اور زبان شہینہ کو سپر جانا
 وہی قطرہ لہو کا اشک بن کر گیا رسوا
 جسے ہم نے نمک پر درودہ جسم جگر جانا

نہیں ہوتا ہے محتاجِ تاثیرِ فاضلِ شبنم کا
 جس پر حجابِ بہت روئے فقط آنا تھا
 اسکو ناقدِ ری عالم کا صلہ کہتے ہیں
 آترے ہیں سخنِ باغ میں پھولوں کے قافلے
 بکھڑے وشنِ اندولِ یروہِ حرم کا نام ہو
 جس کا شبنم کے موتی باغ میں چری سگئے
 لطفِ آزادِ ی تھا جب چلے جو وہ صیفِ
 جسکی قفس میں آنکھ کھلی ہو مری طرح
 بعدِ فناِ فضول ہو نام و نشان کی فکر
 انسان کے بغض و جل سے دنیا تباہ ہے

ارمان بھیکے دل خاک ہوئے اور موت کے طالب جیتے ہیں

اندھیرے اس دنیا کو ہمیں آتی ہو سنسی اور رفت بھی

پر وہ خاک سے گل جام بکھٹ نکلا ہو
 مئے کی تاثیر سے کچھ کم نہیں تاثیر بہار

چند در۔ رائے زادہ چند بان صاحب دہلوی

گلستان کے گل و غنچے رہیں تازہ مدام
 معنی و مطلب چلے آتے ہیں ہرگز نسیم
 پھول میں نہ رہیں یس اور سحر گھبار ہیں
 فرطِ نکست ہو یارب غنیریں سارِ جمن
 خوب فصل گل کا دکھانا ہو نظارِ جمن
 دیکھنا ملے چند چشم شوق سوارِ جمن

اندھیری ات میں موتی لٹا جاتی گلشن میں
 گھر کو ویران کیا قبر کو آباد کیا
 مرچکے ہم تو زمانے نے بہت یاد کیا
 ندریں کھاتا ہے ہیں عروس بہار کو
 پائے بہت پر جو ہیں لب پر خدا کا نام ہو
 پھول کر نوں کے کہتے ہیں تمہارا کام ہو
 اب جمن کی صبح بھی مجھ کو قفس کی شام ہو
 اُسکے لئے جمن کی خزاں کیا بہار کیا
 جب ہم نہیں ہو تو رہیگا مزار کیا
 طوفان اٹھا رہا ہو شیت غبار کیا

چمن۔ رنجیت سنگھ خلف نشی سردار سنگھ ماتھر کالیست دہلوی ملیز مولانا

راسخ دہلوی عمر تخمیناً ۱۰ سال۔

یہ لکھتا توڑ ڈالا اس بہت خود سر آئینہ
ہمارے رخصت ملتا ہوا تھکے دلتے ملتا ہوا
سمجھ کر سوچا کہ لکھنا یا دیکھنے کا
وہ ل جو دلتے مل جائے بڑی مشکل سے ملتا ہے

ح

حامی۔ پنڈت لشن رائن صاحب ولد پنڈت دیبی پرشاد صاحب صادق
قوم برہمن وطن بریلی ولادت اکتوبر ۱۸۹۶ء عمر ۳۳ سال تعلیم فارسی کی گھر کے
مکتب خانے میں مولوی حامد علی حامد سے چار سال میں ابو الفضل تک ہوئی
پھر گورنمنٹ اسکول میں انگریزی انٹرنس تک پڑھی مجبوراً تعلیم ترک کے۔
او آر ریلوے میں ملازمت اختیار کی ترقی کر کے ہیڈ کلرک مقرر ہوئے
آخر نو دس برس کے بعد استعفا دیکر تین برس تک خانہ نشین رہ کر بی بی
میں راجہ مہنی لال خلف راجہ شیو لال و موتی لال کے پرائیوٹ سکریٹری مقرر
ہوئے۔ راجہ صاحب فیاض نیک دل دو لہتمند قدر وال شرفا ہیں،
آج تک انھیں کے سائے عاطفت میں پرورش پا رہے ہیں شعور و شاعری
کا شوق بارہ برس کی عمر سے ہے اپنے والد کے کتب خانہ کی سیر سے بہت
کچھ معلومات میں اضافہ کیا صحیح مذاق شاعر ہیں۔

گروں نے طفل غنیہ کو بخشا تھا شیر صبح
شبنم نے آہیں حرص پانی ملا دیا

ہمنے تجھے چرپکھکے مرنی تری پالی
 اب فصل خزاں باغیں آئی ہو ندیو
 خواہش کرینگے کبھی مقدر سے بڑھ کر
 فنا کر بعد بھی باقی رہی بالیدگی غم کی
 ہمارا حق ہو جنت پر اگر انصاف سے دیکھو
 تم جو بے پروہ لکھل آؤ قیامت ہو جائے
 تو نہ پہچانے تو یہ تیرا خیال خام ہے
 منعموہ دنیا میں تعمیر مکاں ہو کیا حصول
 مایوس نہیں ہوں تری جست کے الہی
 کنج لحد غریزہ نہ کیونکر ہو جان سے
 کیا کیا بھٹک رہا ہوں محبت کی راہیں
 نام آوری کے شوق نے بدنام کر دیا
 کل جوانی کی خاک قدر نہ کی
 فاتح کی ہو توقع ہمیں اللہ کے کیا خوب
 حضرت موسیٰ تو پھر انسان تھے
 زاہد و توبہ کر و کیسی شراب
 آیا ہوں تنگ زند کی مستعار سے

گو یا لب خاموش نے اک بات نکالی
 موقوف کرو تذکرہ ماسبق گل
 ہم پاؤں نہ پھیلا پنکے چادر سے زیادہ
 مے تابوت میں کبھی شاخ نکلی نخل ماتم کی
 کہ وہ میراث آدم اور ہم اولاد آدم کی
 چاہیے حسن جہاں سوز کو کھوٹھٹ کوئی
 ویر قدرت کا تو سارا راز طشت ازبام ہر
 قصہ دل کا سب سے پہلے لازم استحکام ہے
 ہر حسد سیہ نامہ اعمال ہوا ہو
 ہوتی ہے آدمی کو محبت مکان سے
 ہوں آج بتکرے میں تو کل خانقاہ میں
 ہم خوار ہو گئے ہو س غرور جاہ میں
 آج امنوس ہے جوانی کا
 جو مرضیوں کی عیادت کو بھی کم جاتے ہیں
 جنگیا جلو سے سے کوہ طور تک
 میں نہیں کھاتا کبھی انکور تک
 توڑوں گا اس طلسم کو لوح مزار سے

دل میں پیکان رہا جاتا ہے اُن کا احسان رہا جاتا ہے
 ہم تو جانتے ہیں عدم کو حامی ساز و سامان رہا جاتا ہے
 گل کہیں شمع کہیں مہر کہیں ماہ کہیں ہر جگہ انکو نئی شان سے ہم دیکھتے ہیں
 حشم۔ ڈاکٹر کرپاشنکر دہلوی تلمیذ مرزا قربان علی بیگ سالک دہلوی۔
 مجاہد حکمت میں بہت خل ہو لیکن اپنے در و دل کا نہیں پایا کوئی ران باتک
 حشم۔ بابو ہر رشا و تعلقدار بنارس شاگرد مولوی الطاف حسین پدرس
 جے نرائن کالج بنارس۔

ہاتھ کرتے ہیں قلم کا تیر تیری تحریر پر منہ کی گویا کھار ہے ہیں خوبی تقدیر پر
 قصر تن قائم رہے کرتا ابد تو جانیئے مستمونا حق ہونا ز اں اپنی اس تعمیر پر
 حکم فشی دوار کا پر شاد کالیست ولد فشی منگلی پر شاد طاہر دہلوی شاگرد حسن
 بریلوی فارسی اور عربی میں قابلیت رکھتے ہیں عمر پچھنچا۔ ۵ سال۔
 طلق حق پرستی عشق دالوں کا نرالا ہو نہ پروا مسجد و مکی ہو نہ پروا ہو شوالو کی
 طے ہوا ہ عشق مشکل ہو مگر مشکل نہیں ہو اگر سالک میں ہمت نہ و کچھ منزل نہیں
 حضور۔ بالکنند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد عربی اچھی جانتے تھے،
 غدر سے پیشتر انتقال کیا۔

یاں مجھ میں نہیں ہے جان باقی واں اب بھی ہے امتحان باقی

خاطر رے سورج نراین صاحب تلمیذ حضرت ظہیر دہلوی
مرغوب ہوا سد رجا بھیس اپنی ہمیش آئینے لگا رکھے ہیں دیوار میں دیش
خرد۔ منشی ہر دیال پر شاد سرشتہ دار محکمہ سکریٹ دربار گوالیار
دلپرنگاہ ڈال کے اُسے لگا دی آگ شعلہ چراغ طور کا برق نظر میں ہے
خستہ۔ منشی جیا لال کالیٹ دہلوی۔

نہ واں بچہ سے پری پیکر نہ میں خوروں کا شیدائی
نہ جنت میرے قابل ہے نہ میں حبیب کے قابل ہوں
خلش۔ منشی جگیش ریشا و خلف منشی کاشی ناتھ متوطن ندرہ ضلع گیانسر
تخمیناً ۳۵ سال قوم کالیٹ

خضر بھی راہ عشق میں گم ہیں کس سے پوچھوں نشان منزل کا
آہستہ جس کو آپ کہتے ہیں ایک ٹکڑا ہے وہ مکے دل کا
خستہ۔ منشی ہر لمب متوطن روپر ضلع انبالہ

ستارے ہیں کہ موتی ہیں کہ شبنم کے قطرے ہیں
دکھاتا ہے فلک نیزنگیاں گویا سر فشاں ہو کر
نئے گل اور نئی پتی نئے غنچے زنی کو بل
نئے منظر دکھاتا ہے گلستاں گل فشاں ہو کر

خوشتر بنشی ہر ہرودت سنگھ صاحب رئیس گورکھپور۔ ولد بنشی لچھی زائن قوم کا
 اسٹھانہ پروپرائٹر رسالہ تحفہ خوشتر عمر ۵۳ سال شاگرد آقائے سخن و ہم خیر آبادی
 و حضرت راجن خیر آبادی تکمیل عربی و فارسی مولوی کریم داد صاحب ادیب
 کی علم و منطق مولوی اصغر علی صاحب سے حاصل کیا۔ انگریزی بھی بقدر ضرورت
 جانتے ہیں صاحب دیوان ہیں۔

اب ہر دشوار پہنچنا سر منزل میرا
 تو نے کیوں کاٹ لیا سر منزل میرا
 ڈوب کر بھی نہیں پاسکتی ہر ساحل میرا
 شوق جگر کرتی ہر فریاد و عناد میرا
 طریق عشق کا عالم میں رہنا نہیں
 خدا نہیں مہر مگر سایہ خدا ہو نہیں
 ندایہ غیب سے آئی کہ دکھتا ہو نہیں

خوشدل بنشی مہنی پشاو بن لالہ درگا پشاو لکھنوی تلمیذ عامل لکھنوی
 زمینہ نام حقیقت ہر مجاز لے زاہد
 ہون جو گوش شنوا سننے حقیقت کا بیاں
 راستہ کعبہ کا سیدھا ہر صنم خانہ سے
 کوئی قصہ نہیں بہتر ہو اس افسانہ سے
 خوشتر بنشی جگناتھ ولد بنشی منالال کالیست لکھنوی آخری شاہ آودھ کے
 دفتر میں متصدی تھے ان کی تصنیف سے رامائن خوشتر سری بھاگوت۔

چتر گپت اردو نظم میں مشہور کتابیں ہیں۔ غدر کے سات برس کے بعد ۱۸۶۷ء
میں انتقال کیا۔

ہم غم بیل شیدا ہوں خوشی ہو تو یہ ہے فصل گل آئی منا کو دلی ہو تو یہ ہے
میر قمری گل و بلبل سے ساغر ہیں ہم دوڑ ساقی کہ دم بادہ کشی ہو تو یہ ہے
خوشحال۔ گیان سنگھ ساکن ضلع جہلم۔ چلا متقل کی جانب دل کی تاشاؤں کو ہر
خوشی کو شوق سے سوار لیں وہ امتحاں میرا چلا متقل کی جانب دل کی تاشاؤں کو ہر
خوشتر۔ منشی لشن سنگھ حیدر آبادی آج کل کے نوجوان شاعر ہیں۔
(پروانہ)

اے خریدار فروغ حسن اے سینہ فگار اے فنا فی الشمع اے نفثہ جگر وقف شرار
جذب عشق شمع سے تو ہو سراپا پر شرار شعلہ ہو ہر عضو تن ہر موئے تن شعلہ شر
حال میں بد حال بنا کیوں بنا لیتا ہو تو شمع کے سر چڑھ کر کیا معراج پالیتا ہو تو
دخل کیا اسمیں تصنع کو یہ عادت ہو تری آہ جلتی شمع پر جل مزا فطرت کے تری
تیرے مہ سے ہو ہویدا عشق کا نام نہ منو باعث تشہیر شمع حسن ہے تیرا وجود
ویر میں ایتھار تیرے غور سے دیکھے کوئی سرفروشی کے چلن تجھ سے مگر سکھے کوئی
ہے سبق آموز عالم کو الوداعی تری واقف رمز فغان عشق ہو ہستی تری
آہ قیمت حسن کے دلتے تری چھپے کوئی شمع کے خاطر بھالیتا ہو شمع زندگی
خورشید۔ پنڈت بلد یویشن لاہور میں انسپکٹر تحصیل جنگی ہیں

نہ وہ اوصاف ہیں ہم میں نہ وہ الفت رہی دل میں

ہماری غفلتوں سے دیکھئے سارا وطن بگڑا

اگر دل میں خیالات من و مانی نہ لاؤ تم

تو اس اجڑے چمن کو آج ہی رونق پہ پاؤ تم

میں کیا نیسے کہو نہیں کوئی دنیا کیسا نہیں
بشر کی ہستی ناپاک کا اک آئینہ ہو نہیں
خدا کی جب نظریں کل بشر دنیا کے یکساں ہیں
تو ہمیں کسوں خلش رکھے ہوئے ہندو مسلمان

نہیں بگڑا ہے کچھ اب بھی اگر تھوڑے سنبھل جاؤ

کہ ورت چھوڑ دو اور جانب اصلاح تم آؤ

کہاں لکھا ہے مذہب میں کرو تم سیر آپس میں

غضب ہو کر زمانے میں جدا بھائی سے بھائی ہو

خورشید پنڈت جو الا پرشاد ایم لے۔ کیل جین کورٹ لاہور۔ ولد راجہاؤ

پنڈت جانی پرشاد میٹھی قوم کشمیری

اور کوئی بھی نہ ساتھ ہو امر کر اپنا

ایک حسرت ہی گئی ساتھ مرے زیرِ حسد

ہائے مر کر بھی نہ ٹھہراؤں مضطرب اپنا

نہو دست قضا سے بھی کیشتہ سیاب

خیال۔ منشی حبیب الرحمن لے کالیست دہلی

بالیس پڑم مرگ نہ آئیے کسی کے

حسرت ہی ہی جی میں مئے آہ پس مرگ

میتلا ہو بدن ہاتھ لگائیے کسی کے

اگر بائیں اس سے نہ مقابل ہو کہ جبکا

خیالی - منشی خیالی رام صاحب سیالی لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ، صاحب تصانیف کثیر
آپ ترکی زبان بھی خوب جانتے تھے مزر قنیل کے شاگرد تھے ۱۸۸۲ء
میں انتقال کیا۔

ہو اسی طرح طبائع میں بھی فرق انساں کے مختلف جیسے ہو فرد بشر کی صورت
کر دیا بادخراں نے لے درہم برہم وصل بلبل کی کبھی گل نے اگر کی صورت

و آنا۔ منشی روشن لال کالیست سکسینہ لکھنوی شاگرد نواب عاشور علی جاں خلیف
منشی مہتاب رائے اردو فارسی میں شاعری کرتے تھے ان کے والد بھی فارسی
کے شاعر تھے ان کا دیوان طبع ہو چکا ہے۔ مہتاب تخلص تھا۔ ۶۰ برس کی
عمر میں ۱۸۸۲ء میں انتقال فرمایا۔

نہ گل حبیب ہوں عالم میں نہ خارِ دامن جامہ زیبوں کا ہوا ہونیس غبارِ دامن
و آتش۔ منشی شمسو شگھ سنہوری نوشق شاعر ہیں۔

دعائے وصل جانان مانگتے جاتے ہیں میں کوئی دیکھتے تو یہ سمجھے خدا کو یاد کرتے ہیں
ورق۔ لالہ امرت لال زمیندار ساکن موضع لوٹے پور ضلع گیا کالیست تلمینہ خلیف
کیا دی تھوڑا زمانہ ہوا ۵۴ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

ہر گل میں ہر شجر میں ہر اکسائی میں جاوے راہی ہے چمن روزگار میں
درس۔ ماسٹر منی لال صاحب کالیست شاہ جہان پور می تلمینہ خلیف شاہ جہان پور

کسی کو ایک سے ہو گی ہمیں دونوں سے الفت

خدا کی یاد ہے دل میں تہوں کا سر میں سودا

طبیعت کو خوش آنی وہی ہنس سے ہنس

جوا نکھو نہیں سما جائے وہی اچھوٹے چھا

دخشاں - لالہ بھولانا تھ جینی - مختار عدالت سکندر آباد شاگرد شیخ ضمیر الدین

گھر کو اہل آنے ہیں خوش و خوش

آسمان کیا کیا دکھاتا ہے فضا برسات کی

بھاگتی پھرتی ہر جھبہ کیوں کھٹا برسات کی

دل منشی بینی پر شاہ خلف منشی دیو پر شاہ عظیم آبادی تلیند راسخ عظیم آبادی

پرہ اٹھا کے تو نے ادھر کو گزر کیا

عالم کے دلیس تیری محبت نے گھر کیا

دل چاہتا ہے بولنے ہرگز نہ یار سے

پر بس نہیں چلے ہو دل بقرار سے

دلخوش - لالہ بہادر سنگھ کھتری نیپور لالہ خوشحال رائے دہلوی شاعر

میں اتفتال کیا

ہوں تیرے جہیز میں جو یہ دیکھ کر کس حیراں

چشم پوشی نہ کر اپنے گنہگار سے مل

دلسور - چیمپن رائن خلف منشی آتھارام رئیس بھوج پور ضلع فرخ آباد تلیند ناور

آمد جاناں کی شادی نے کیا اچھا سلوک

بجو دی ایسی ہو اب اپنی خبر تکو نہیں

دلریش - منشی اہل بہاری مختار علی گڑہ تلیند منشی منواری لال شعلہ

کہیں مہتی ہو عشق و مشک کی خوشبو ہاں ہو کر

مجھے سو اگر گئی میری خاموشی باں ہو کر

یہی لرزش حسرت ہو یہی دلکی تمنا ہے

کہ گزے عمر ساری خام ہندستان ہو کر

وہ مانع۔ پنڈت پر شیر ناتھ صاحب نکر و کشمیری متوطن الہ آباد

وا حشر تاکہ چلے کے ارمان دل تمام اب دیکھتے ہو کیا مے اجڑے دیار کو
وہ مانع۔ منشی گنگا لال خلیف منشی کنھیا لال صاحب کن میران پور ضلع گیا۔

درود دل سے جو کراہا تو وہ بولے ہنس کر جاں ملیب کون ہوا وارہ دیار اہلی رات

ایک ہی شکل کو دو کر کے دکھا دیتی ہو جو ہر آئینہ قاتل تری تلوار میں ہے

دیوانہ۔ رائے سرب سنگھ دہلوی کھتری فارسی میں مرزا فاخر علی کے شاگرد

تھے اردو میں صاحب دیوان تھے میرزا جعفر علی حیدر اور میر حیدر علی حیدر ان کے

شاگردوں میں تھے سن ۱۲۰۰ء میں جام فنا نوش فرمایا۔

جان پر آہنی ہمد مری خاموشی سے بات کچھ بن نہیں آتی ہوا بظہار بغیر

دیوانہ۔ منشی بس گوپال شاہ بھانپوری تلیندار شاہ دہلوی سن ۱۸۹۲ء تک بقیہ حیات

مرزہ ہوا اگر میر سے دل میں رہو تم مری آرزو میرا ارمان سن کر

آپ بھی کچھ دل بتیاب کے کہتے جائیں یہ سمجھتا ہی نہیں ہو کے سمجھائیے

دیوانہ۔ مسٹر سردار موہن سنگھ ایم اے۔ مصنف ترانہ قدرت۔ اعتراف محبت

جو ہر تہذیب۔ ویشیہ۔ سابق اڈیٹر۔ مسیح آف ہند و خالصہ ایڈوکیٹ

اسٹنٹ اڈیٹر دہلی گزٹ پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور بہت نیک طبع اور

خوش اخلاق ہیں۔ میری شاعری

فطرت کی بہاؤں کو آئینہ دکھاوے تو رضا حقیقت کے پرے کو اٹھاوے تو

پیغام ترقی دے پیغام محبت دے
 دے بہت وہ محبت نے جو آپ بنائے ہوں
 سو تو نگو جگائے جا بچھڑو نگو ملائے جا
 احساس نگاری سے شرما تو مصور کو
 دے حسرت طفلی بھی آگاہی پیری بھی
 دل تجھ سے مفرح ہو اور جان منور ہو

دنیا سے اسیری کو آزادی حُثّت دے
 دے نقش و فطرت نے جو آپ بنائے ہوں
 غیرت وہ جنت تو دنیا کو بنا کے جا
 کر لغتہ نوازی سے شرمندہ تو ساحر کو
 دے عیش متول بھی اندوہ فقیری بھی
 فطرت تری حامی ہو رحمت تری باور ہو

و

ذلیق۔ پندت ہر دیال تیواری ساکن بڑی صنلع بار و بنکی
 مینہ برس کر رہ گیا بادل گرج کر رہ گیا
 ڈرہ۔ راجہ رام ولد راجہ کد از ناتھ شاہ عالم کے زمانہ کے شاعر ہیں۔

ترے کوچہ میں روز و شب پڑا رہتا ہو یہ ڈرہ
 بجا ہے ایسے دیوانے کے مطلب کو ادا کرنا

ڈرہ۔ فشی ہر ریشا و نقل نویس کلکٹری سلطانپور شاگرد بالکشن قمر لکھنوی
 ریم جان کے تھک و خطائیں کی میں نے
 زمانہ بھاتا تو موافق شرک حال بھو سب
 اوشنخ جو ہاں ہو وہی تہکد میں ہے
 کہاں سے آئے ہو کسو اسطے پشیاں ہو

کریم جان کے تھک و گناہ گار رہا
 پڑا جو وقت تو کوئی نہ غمگسار رہا
 کعبے کو جا میں کسکی زیارت کیواسطے
 یہ کیا ہو آج نہیں آنکھ رو رہی ہوتی

ذکا۔ نشی خوب چند دہلوی کا لیست ماتھر ساکن چاندنی چوک شاگرد نصیر دہلوی
۶۲ء میں انتقال کیا۔

کرنا بے زندگی پر اپنی اے منعم نظر
سمجھا میں جسے دوست ہوا وہ ہی مخالف
کوئی ٹھکانا مقرر نہ کوئی در اپنا
مرد تہید ست سے ہو خیر کیا

ذکا قسمت پہ شاگرد نصیحت تجھ کو کرتا ہوں،
کسی کے جاہ و حشمت پر اسے ماداں حسد مت کر

موتے سفید نکلے بعد از شباب منہ پر
جگر گرے ہر کیوں اسکا ہوئی کیلہ دہانی
دیتی ہو زندگانی دیکھو جواب منہ پر
کھلا ہمیشہ کچھ چال پریشان گل و بنم
چھپاتے عیب میں سب منہ کو دیکھتے ہیں

راجہ۔ بلوان سنگھ ابن راجہ چیت سنگھ راجہ بنارس شاگرد مرزا حاتم علی قہرانکا
دیوان مہر مرحوم کے خاندان میں موجود ہے۔

کیا جانے کہاں قافلہ ہمسفراں ہے
آستان یار پر ہم جہ سائی کرتے ہیں
یاران عدم کی نہیں آتی ہر خبر کچھ
دیکھیں کہا یہ تھا ہر قسمت آزمائی کرتے ہیں
پہلے قاصد جوئے اور ست عال جوئے

۶۱
راجہ۔ ہمارا جد گنج سنگھ بہادر کے سی ایس آئی والی ریاست بلرامپور تلمسی پور
شاگرد جو ہر شے میں انتقال کیا۔

خواب نخل جن نخل انداموں کو فرش خار بھتا
موت نے تربت میں اُن کو خاک بستر کر دیا
اپنی نظر بھی اکثر انسان کو لگی ہے آئینہ میں نہ دیکھو منہ بار بار اپنا
راجہ۔ راجہ بہادر خلیفہ راجہ شتاب رائے صوبہ دار ٹپہ
یہ زخم دل پہاڑے مرہم تلمکٹ پہنچے ہم ان تلمکٹ پہنچے وہ ہم تلمکٹ پہنچے
راحت۔ منشی بھگونت رائے ولد منشی دین دیال کاکوروی شاگرد سستید
آغا حسن آمانت لکھنوی مصنف منوی نمد من منوی غنیمت اردو منوی ہمتی
منوی زہرہ تہرام۔ منوی بوستان راحت سستید میں انتقال فرمایا۔

اعمال بد پر اپنے نہ رو نہیں کس طرح
تحریر کی جو حالت درد دل حزیں
وہ محکمہ ہے محکمہ عدل و داد عشق
بعد مردن کبھی تربت پہ بھی سایہ نہ کیا
راز۔ ماسٹر پیارے لال صاحب دہلوی۔
وہو ما ضرور چاہیے فرد گناہ کا
عالم مرے قلم میں ہوا مذاہ کا
ہو ماسے بندنا طلق جس جا گواہ کا
ہم گنہگاروں کو ایسی ہوئی بنی ارگھٹا

کرنی پڑے گی نامہ بری اپنی خود مجھے
قاصد تو جو کیا تری محفل میں رہ گیا
میں اور اسکا وقفہ راز نہاں نہیں
آنکھوں میں بس گیا جو مری دلیں رہ گیا

راستی - دیوان پیارے لال جی رئیس اگر آپ کی تصنیف سے گلستاں،
 بوستاں - انوار سہیلی نظم اردو میں طبع ہو چکی ہیں ۸۹ء میں بعالم ضعیفی -
 انتقال فرمایا کہ نہ مشتق شاعر تھے۔

کیوں نہ اچھٹوں کو بُرے گھیرے رہیں اللہ نے
 خاروں میں گل تپھروں میں سیم و زر پیدا کیا
 چھپاتی ہر بدی سیرت کی صورت مکان سے عیب چھپتا ہے مکین کا
 پست بہت روتے رہتے ہیں سدا تقدیر کو
 صاحب بہت ہمیشہ کرتے ہیں تدبیر کو

بُرانی سے اچھٹوں کو ہوتی ہو نفرت تو اچھا ہے کیوں پھر ترا دل بُرا ہے
 دل سے دلگوراہ ہوتی ہو اگر بیج ہر بات تو مرا محبوب مجھ سے کسلے بیزار ہے
 بھول جاتا ہے آپ کو کم طرف کچھ بھی گراقت سدا رہتا ہے

راحم - لالہ بندرا بن دہلوی شاگرد سودا و میر تقی میر دہلوی
 اے باغبان نہیں تو گلشن سے کچھ غرض مجھ کو قسم لے چھٹیروں اگر برگ بر کو کہیں
 اتنا ہی چاہتا ہوں کہ میں اور عنایب آپ میں درو دل کہیں ٹپک بیٹھ کر کہیں
 سنا کہنے حال میرا کہ جو لبروہ رویا رکھے ہر مگر قصہ اثر و عاے باراں

راحم - پنڈت رام دلا سے بسوانی شاگرد جگر بسوانی
 دلنے بھی چھوڑ دیا ساتھ ہمارا آخر کون تھا منزل لفت میں جو رہبر ہوتا

۹۲
رام۔ بابو ہارام منٹگری ملینڈ طبیب میرٹھی

اس وقت میرا نامہ لیکر چلا ہوا قاصد
جسٹاڑیاں رگڑتے دیکھا مجھ پر
رام۔ منشی سیلی رام صاحب کا شمیری۔ عمر ۴۵ سال۔ پہلے طالب بناری
سے اصلاح لیتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد نوح ناروی کی شاگردی
اختیار کی۔ آج کل بمبئی میں مقیم ہیں۔

میرے دل کے ورق جب سب طرف بھر گئے سارے

پر پروانہ پر لکھا گیا افسانہ الفت کا

راغب۔ منشی شنکر لال راغب ڈیرہ دون

عسم تنہائی بے مزہ ہو گا گر کوئی کاوش بکرنہ ہوئی

کیا بھروسہ کسی کی باتوں کا آرزو بھی پیام بر نہ ہوئی
رحمتی۔ کنور سکھراج بہادر بکینڈہ باشی رئیس عظیم آباد خلف کنور ہیرالال منیر
ابن راجہ پیارے لال الفتی کالیست دہلوی۔

پوچھتے ہی حال مرغان چمن جیادنے کھول کر اب قفس کچھ مشت پر دکھلا دئے

رعد۔ منشی حب لال کالیست سری و ستویہ ولد منشی کنیش پرشاد وکیل ہائیکوٹ

دائری محطریٹ بھنڈ ریاست گوالیار۔

دلبر کی جگہ دروہا کرتا ہوں دل میں گھر اور کا تھا آہ ہوا اسمیں مکھیں اور

دل لیکیا جہاں نہ گزرتھا خیال کا پہنچے ہیں ہم کہاں کہاں رہا ہر کسیاتھ

رمز - منشی مہراج سہائے حبیب پوری - زیادہ حال معلوم نہ ہوا۔

آپ کیوں کہتے ہیں ہم عورت جھاکتے ہیں ہم بھی تو کچھ آپ کے اسکا گلا کرتے نہیں

رمز - سوامی سداوند سرتی عورت بہاری لال جی حیدر آبادی تلیند تائب

ایک گل پھولا تو اسکے موگہو دشمن ہزار اس چمن کی رنگ بوکی اور ہی تاثیر ہو

روشن - منشی رام سرن لال لبوانی شاگرد جگر لبوانی

عالم نزع میں ہو ان نکھ میں مٹا کا ہو کاش آجاتے وہ اس وقت تو بہتر ہوتا

روشن - بابو شکرن لال چندرنی لے - ایل ایل بی - پانی پتی

پس مرون ملا ہو چمن بکھو شوش دل سے مرا کج لی بہتر ہوا راناو نکی محفل سے

پیغام یہ پہنچا دو جو اتان وطن کو یا مال خزاں موعنے نہ دیں اپنے چمن کو

اے قومی جوانو اسے پیچ کر کے دکھا دو پیڑھتے ہو گرا انسانہ ایام کہن کو

کوشش ہی تمہاری ہو نہاں راز بزرگی بھولو نہ کبھی اپنے بزرگوں کے سخن کو

روشن - بابو منی لال شاہ جہاں پوری تلیند احساں شاہ جہاں پوری

عالم افتادگی میں کچھ کہا جاتا نہیں ناتواں تیرا مثال نقش پا خاموش ہو

رواں - مسٹر جگت موہن لال - بی لے - ایل ایل بی - ویل اناؤ - خلف

چودھری گنگا پرشاد عمر ۸۴ سال ۱۸۸۹ء سال ولادت ہے - لسان الہند

مولانا عزیز لکھنوی کے شاگرد ہیں -

حسرت انگیز ہو اے شمع لی تیری حیات جل بھی جکھ لے اُس نے نہ جلتے دیکھا

نزع کی اک نگہ بایں نے وہ کام کیا
 اہل نظاویہ ہر تہمت تشریح عبث
 سیکاری پر آتا ہر حبش کا دل غافل
 حرص دنیا میں گرا انسان گرفتار نہ ہو
 گلوں کو پیار نہ کر مجھ کو ڈھونڈنے والے
 گزر ہی جائیں گے غربت کے دن بھی
 جانے والے چلے دنیا کی بستی چھوڑ کر
 رواد محبت کی کیا متے کہیں کیا تھی
 ہم نہ بت خانیکے بندے ہیں کعبہ کے مرید
 مسحور ہیں و عالم کل کائنات مجنوں
 داستان شوکت ماضی سو کچھ حال نہیں
 رواں غریب کی اہل وطن کو کیا پروا
 رونق۔ لالہ رام سہاسی ولد حکیم منالال
 مانج سلسلہ میں انتقال فرمایا۔

در ثباتی گل کی حبیب ہر تھی باغ و ہریا

رونق۔ منشی سیایے لال ابن لالہ جے نرائن کاسیت ماتھر ساکن روشن پورہ
 دہلی کثیر التلامذہ کہنہ مشفق شاعر ہیں یوان طبع ہو چکا ہے عمر ۶۷ سال۔

عمر بھر جو نہ کیا طاقت گویائی نے
 حسن کو عام کیا حسن کی مکتائی نے
 یہ بالکل بھولتا ہوں کہ کوئی دیکھتا بھی ہو
 دل پشیمان نہ ہو روح کبھی خوار نہ ہو
 کہ میرے حسن کا جلوہ ہر ایک خطا میں ہو
 کریں وودن کو اب اخلق کم کیا
 رونے والے ایک دن کیا عمر بھر بیا کریں
 آغاز غم دل تھا انجام غم دل تھا
 ہو جہاں نور حقیقت سر جھکانا چاہیے
 اللہ سے طلسم لیلے راز بہتی
 خود اگر کچھ ہوں تو چھیریں قصہ جدا بھی
 سمجھ لیا ہوں کہ ایک نقش رہ گزرنہ ہی
 لکھنؤ از خاندان راجہ جہاؤ لال تلمیذ

دو گھڑی کی واسطے بنام کیوں گلچیں ہوا

رونق۔ منشی سیایے لال ابن لالہ جے نرائن کاسیت ماتھر ساکن روشن پورہ
 دہلی کثیر التلامذہ کہنہ مشفق شاعر ہیں یوان طبع ہو چکا ہے عمر ۶۷ سال۔

شاگردِ راسخ و ہلوی۔

ناز کیا ہوا اس بہار گلشنِ ایجاد پر
دلیر رہ کر کیا ہو جسے خونِ آرزو
کھل نہیں سکتی تہم پر بھی زبانِ شکوہ سنج
صفوحہ کا غریب لولہ تھنے کو ہر تصویرِ حسن

نقشِ ہر نیرنگ ہستی خاطرِ ناشاد پر
اعتماد و دوستی ہے اس رستمِ ایجاد پر
ضبطِ زمیں لگا دی ہیں لبِ فریاد پر
شوخیوں مچلی ہوئی ہیں خامہ بہرِ اد پر

ریحان۔ دیوانِ دریا کرشن لکھنوی خلیفہ منشی گنگا بخش سری باسنت کالیست
شاگردِ منشی موجی رام موجی شاہی زمانہ میں کشمیری ملکات جہ لفت رائے الفت
کے سرِ رشتہ دار تھے غدر کے بعد پڈت شیو دین وکیل کے دیوان ہوئے،
چھاچھو کے کنویں کے قریب باورچی ٹولے میں وکیل صاحب کے یہاں

رہتے تھے استعدادِ علمی اچھی تھی طبیعت عاشقانہ پائی تھی معاملہ بندی کا خاص
مذاق تھا۔ شاعروں کی سوسائٹی میں شریک ہوتے تھے۔ منشی آغا علی شمس
شاگردِ قاضی محمد خاں اختر۔ منشی فدا علی عیش منشی طوطا رام شایاں۔ اور
میاں رنگیں لکھنوی سے صحبت گرم رہتی تھی۔ ان کی وفات کے بعد ان کا
دیوان منشی رکھبر دیال نے ترتیب دیا اور منشی براتی لال قدیر نے کاپی لکھی۔
مطبع آفتاب عالم تاب میں طبع ہوا ۱۳۵۷ء میں انتقال فرمایا۔

تیرا ہی نور پاک تھا کچھ پیشتر نہ تھا
عقل آ کے بتاتی نہ اگر فرقِ مرتب
نہ آسمان و نہ زمین کا اثر نہ تھا
کچھ تذکرہ عابد و معبود نہ ہوتا

کیا اعتبار اسے دل نیا کی دوستی کا
 میں بھی نہیں گاؤں ہوں کہ بھلا ہوں
 کس شت بلا خیر میں لائی مجھے جنت
 گئی اُمید پہلے صبر و بعد اسکے حلت کی
 سٹی کی مور تول کو بنایا نظر فریب
 اگر پیدا کرے مجھے جو ہر آدمیت کا
 دور و کے شمع کہتی ہو اپنی بان میں
 ہونیک بد کا ساتھ ازل و جہان میں

جھوٹا ہے کارخانہ کوئی نہیں کسی کا
 اللہ کو ہے علم کے عیب و ہنر کا
 پانی کا سہارا ہو نہ سایہ ہو شجر کا
 کہوں کیا ماجرا میں خانہ دلی تباہی کا
 دیوانہ ہو نہیں صانع قدرت کی شان کا
 مثال مذہب ہو چشم مرم میں گہرا فساں کا
 مہمان شام سے ہوں سحر تک حیاں میں
 تیروں میں استی ہو جی ہے کمان میں

زآہد۔ بلد یوسہائے سب پوسٹ ماسٹر و ٹیل

قصہ لعل کا تماشا دیکھ کر شاواں نو
 زہیا زہنی پڈت بر جوہن لال نکو بی لے
 خاموشی کہہ رہی ہو غنچہ نو بہار کی
 کیسے چمن میں دل لگو کیا ہو خوشی بہار کی
 زار زہنی مینڈ و لال خلف لالہ مینڈ لی لال لکھنوی صاحب دیوان قوم کا سیت
 سکسینہ شاگرد طوطا رام عاصی شہ میں انتقال فرمایا۔
 کبھی غافل نہ پایا اگر کسی مینڈ اہل رحمت کی
 ظالم و بید اگر ٹھپولا پھلا کرتی نہیں
 منہ پر ہو مہر گو لگی لہیں میں ہوں غار کی
 جب تمید ہو کوئی آمد گلزار کی
 کیا نالہ نے میری صوبے تاپیاں پیدا

۹۸
 میں پڑھ رہا تھا مگر میری ہانسی بند ہو گئی۔
 زخمی۔ منشی الملک راجہ رتن سنگھ لکھنوی ایک دیوان فارسی میں طبع ہوا تھا
 عمر ۶۵ سال ۱۸۵۷ء میں انتقال فرمایا۔

ذرا بات آج اُن کو میسر ہوئی کہ فلک کل تک نہ جن کو آتا تھا بنانا نواٹ کا
 زیب۔ ڈاکٹر کشوری لال ولد پنڈت گیند رام نطق برادر خردنشی سیار لال
 آئندہ علوم مشرقی کے علاوہ انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں۔ فن ڈاکٹری
 میں یدِ طولی حاصل ہے۔

پیدائش ۱۸۹۲ء وطن مقام کھنہ آجکل ملک برامیں گورنمنٹ سروس
 پر ممتاز ہیں۔

اشکباری دیدہ بقیاب تو کی بہت
 کچھ درجاناں درخت سے ہم کو کم نہیں
 داغِ فرقت کی کیا دل غیرت شمعِ قمر
 عجب کچھ اندوں تقدیر نے چکر میں ڈالا ہے
 بخت ہی الٹا ہو تو پھر کیا کریں تبیر کو
 فوق ہو کب خاک کوئے یا پر اکیر کو
 خانہ دل میں چھپا یا منہج تنویر کو
 کہ شلخِ زندگی ہو مسکنِ باخِ زلالِ سری

س

ساحر۔ پنڈت امر ناتھ دلہوی ولد پنڈت جانی ناتھ کہنے مشق شاعر ہیں۔ عمر
 ۶۵ سال۔

بنا ہے پروہ پندار دیدہ دل سے ملا ہے ذوقِ نظر حسنِ جہاں کیلئے

۶۹
 ساحر پنڈت سوہن لال صاحب بنی۔ سارے متوطن بایست کپور تھلہ
 مری ناکامی تدبیر دیکھی
 مری مظلوم خاموشی کو دیکھا
 ستاتی۔ پنڈت جواہر ناتھ کول کشمیری سب وہ داروہلی اردو فارسی میں اعلیٰ
 قابلیت رکھتے تھے تصوف کے رنگ میں اچھا فرماتے تھے زیادہ تر
 آپ کا کلام فارسی میں ہوا ۶۵ برس کی عمر میں انتقال کیا۔
 قفل منیا سے مر کا شور منجاڑ میں تھا
 آمد و رفت نفس کے محضے میں پڑ گئے
 پردہ حائل بنا کر خیال غیر کیوں
 شیوہ مکین واپس وضع کر دیا ہے
 سامی۔ منشی ولیب سنگھ شاگرد جناب کلامی ساکن اوزنگ بادکن
 یہ وہ دنیا ہو کہ اسے حضرت واعظ اوم
 سالک منشی سالک ام بکیتھ باشتی غازی پوری تلمیذ شمشاد لکھنوی۔
 چاکر لیکٹی کسکی لگا ہا ز سینے سے
 بے عیب سے خوش و بھی کم ہوتے ہیں نہا میں
 لبو پراہ لمیں در خواں نکھوں سے جاری ہو
 منشی راج کشور لال صاحب ساکن ضلع بستی شاگرد نہیم گور کھپوری
 خدا جانے ہوا کیا کچھ تپہ ملتا نہیں لکا
 شہاد کو ہو کافی داغ روئے ماہ کامل کا
 نہ پوچھو حال سالک نزع الفت حاصل کا

پست بہت ہے جس کا شوق میں جو رہ گئے حوصلے والے کے آگے دور کچھ منزل نہیں
 سرشار۔ پندت رتن ناتھ بکینڈہ ہاشمی کشمیری ثم لکھنوی خلف منشی، جین ناتھ
 کشمیری لکھنوی شاگرد اسیر مولف، فسانہ آزاد، سیر کشمیر، جام سرشار، خدائی جہاں
 ہمشو، پی کہاں، بچھری ولسن، الف لیلا سرشار، دیوان مرتب ہو چکا تھا
 مدت تک اودھ اخبار کے اوڈیٹر رہے۔ آخر عمر میں حیدر آباد شریف لیکن
 وہاں وہ بدیہ آصفی کی اوڈیٹری کی سالہ ۱۹۰۷ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۶ء
 میں سرزمین حیدر آباد پر انتقال فرمایا عمر ۵۵ سال۔

کاوش خار سے گلشن میں ڈرا دیبل
 کعبہ کیا دیر کے بھی لوگ نہیں چھوئے
 دل لگا کر اس پری پیکر سے پھپھانا ہوا
 جھوٹ میں کہتا نہیں محکومیلیاں کی تم
 سرور۔ منشی درگاہائے ولد حکیم سپایے لال صاحب قوم کالیست،
 متوطن قصبہ جہان آباد ضلع پیلی بھیت۔ مولوی سید کریمت حسین صاحب
 ہمارے نیل درسیہ فارسی کے بعد فن شعر میں بھی اصلاح لی۔ پھر حضرت بیان
 ویرانی کے شاگرد ہوئے پہلے دشت نخلص فرماتے تھے پھر سرور اختیار کیا
 جب ان کی المیہ اور اکلوتے بیٹے نے انتقال کیا دنیا سے دل سرد
 ہو گیا اسی رنج و غم میں ذات الحنب میں قبلا ہو کر داعی اجل کو لبیک کہا

۳۷۳ء میں پیدا ہوئے اور ۱۱۹۱ھ میں ۳۸ برس کی عمر پر انتقال کیا،
 نیچرل نظموں میں رنگ تغزل پیدا کیا اور تاثیر و سوز و گداز کی روح پھونکی۔
 (بیوہ)

وہ دکھیا ہوں نہیں درد نہاں کا راز داں کوئی
 وہ بکیں ہوں نہیں سنتا ہے میری داستاں کوئی
 بنایا ہے سراپا داغ حسرت سوز حراماں نے
 پنھائے آہ پھولوں کی نہ مجھ کو بڑھسیاں کوئی
 نقا ضالذت ذوق خلش کا ہے شب غم میں
 جگر میں آہ رکھ دے چیر کر نوک سناں کوئی
 زمانہ ہو رہا ہے آہ جب تار یک آنکھوں میں
 سنوارے بام پر کیا گیسوئے عنبر فشاں کوئی
 سنبھال اے ضبط اٹھ کر اضطرابِ دل سے ڈرتی ہوں
 کہ نازک ہے زمانہ ہونہ مجھ سے بدگماں کوئی
 جلایا چپکے چپکے آتش خاموشی غم نے
 بھائی آہ کب دل کی لگی ابر کرم تو نے
 میر ہوئی

آہ! اونٹنھے سے کپڑے نازش صحرا ہو تو شعلہ زارِ حن کی چھوٹی سی اک دنیا ہو تو

کچھ عجب عالم ہر تیرے حُسن کے انداز کا
گل بداماں ہر شفق میں شعلہ تنویر حُسن
جلوہ گل سرِ فصائے وادی پر خا میں
محضر خون شہیداں ہر تراداماں سُرخ
بادہ گلگوں تیرے چھوٹے سپاؤں میں ہر
جلوہ گل سے ہر رنگیں رُسے زیبائے بہار
سبزہ کہسار نے یہ لعل ہر اگلا کوئی
سیتا جی کی گریہ وزاری

ہمراہ اپنے بن کو مجھے ناتھ لے چلو
نازک ہر میرا شیشہ دل ٹوٹ جائیگا
راتیں نہ کٹ سکینگے اکیلے فراق میں
مستمتنے جسے باپ کے گھر سے جدا کیا
پتلی کی طرح آنکھوں میں شام و سحر رہی
دکھ آجتک سہانہ غم روزگار کا
مانا کہ دشت میں غم و آلام ہیں بہت
ایدا اگرچہ آبلہ پانی کی ہے کڑی
یہ آگ وہ ہے جو دل مضطر کو چھونکے

سُرخ دُورا ہر کسی چشمِ صنوں پرواز کا
خون عاشق یا زمین پر ہر گریباں گھرن
سُرخ تکرہ ہر قبائے سبزہ کہسار میں
یا ہر خون کشتگانِ عشق کا عنوان سُرخ
عالم نیرنگ افسوں تیرے منجانی میں ہر
ناز میں ہر یا کوئی محو تماشائے بہار
چن رہی ہر پھولِ دوشیزہ رُشنا کوئی
رکھا تمھارے چرنو کی ہوں ناتھ لے چلو
چھوٹا تمھارا ساتھ توجی چھوٹ جائیگا
کڑیاں وہ جسے جھیلی ہوں جھیلے فراق میں
سوامی! مجھے نہ تمنے نظر سے جدا کیا
پہلو میں بن کے صبر و سکیم جگر رہی
مجھ پر کرم رہا ستم روزگار کا
بن باسیونکو دکھ سحر و شام ہیں بہت
دُرخ سو بڑھکے آگِ حبابی کی ہر کڑی
بچتی ہی آرنے کے بھرے گھر کو چھونکے

تار یک تم بغیر ہے عالم میرے لئے فردوس بھی ہو آہ جہنم میرے لئے
 سلیم نشی گوری شکر خلف لالہ جین سکھ رائے ابن لالہ سادھوم رام قوم
 کالیست اسٹھانہ ساکن لکھنؤ محلہ اشرف آباد شاگرد محمد میرزا صاحب الت
 لکھنوی فن خوشنویسی سید احمد مرزا صاحب صابر یعنی جناب رشید کے والد
 سے حاصل کیا اور علم عروض بھی انھیں سے سیکھا۔ پھر بھتیجہ ملازمت بھٹاکر
 مہراج سنگھ تعلقہ دار پر گئے اتوا قبضہ سندیلہ ضلع ہردوئی کی ریاست میں رہا
 رہے اور وہیں شاعری میں انتقال کیا۔

پست ہمت کے حصول عاجل نہیں ہاتھ آتا ہر ٹبری مشکل سے پانی چاہ کا
 کیا بلا ہو آسماں روشن لوں کے سامنے کب بھلا بجلی جلا سکتی ہو خرمن ماہ کا
 صاف باطن جم ہیں آدھیں برس پیش عکس آئینے میں کسیاں ہو گدا و شاہ کا
 ہیں سا پورا پھر حرص سے ایمن گدا خوف شیران نیستاں کو نہیں رو باہ کا
 جھڑائی گئیں تن میں ہو سب بال سفید پر نہ فرق الفت گیسو میں سر مو آیا

سبک و صفوں سے کب ممکن ہو چارہ سورش دل کا

کف دریا نہیں ہوتا ہے مرجم زخم ساحل کا

خاکساروں کو لازم ہو جھک کر منگو سرزمین پر ہو نہال بارود نے خم کیا
 حسن کی زینت ہوا آنسو بہانا شمع کا زیب گردن بزم میں موتی کا مالا ہو گیا
 کچھ بجز غم نہیں اس نغمہ عالم میں آدمی ہوتے ہیں اس واسطے گریاں پیدا

بانع عالم سے ہوا خندہ عسرت منفقود ہونگے اب گل کے عوض غنچہ بیجاں پیدا
 تنگی۔ بابو جی بابتھ سہائے ولد نشی درگا سہائے قوم کالیست ساکن موضع
 خواص پور ضلع گیا زمیندار و مختار اردو انگریزی بھاشا میں اچھی قابلیت رکھتے
 ہیں شاگرد خلش گیا وی عمر ۳۴ سال۔

بدی کرتے ہیں کیوں اہل جہاں نیکی کے بدلے میں

سبب اس کا یہ ہے شاید زمانہ اب خراب آیا
 سوگ۔ نشی ہمیش پرشاد نائب مدرس مدرسہ نارہ ضلع الہ آباد تلمیذ تاج الشعرا
 نوح ناروی عمر ۳۴ سال۔

خانہ دل میں کچھ ارمان نظر آتے ہیں میری گھر میں ہی مہمان نظر آتے ہیں
 نقش قدم نظر نہیں آتی ہیں اہ میں جاتا ہوں پرگاکو وہ دشمن کے گھر میں کیا
 آئسو اگر نہ ہے تو زمانہ بھی بہہ گیا دریا بھرا ہوا ہومری چشم تر میں کیا
 آدمی پر آدمی قربان ہے حسن فطرت ہو خدا کی شان ہے
 سیما پ۔ ماسٹر چن بہاری لال صاحب ساکن قطب نگر ضلع سیتاپور۔
 شاگرد شباب سیتاپوری۔

شمع

دل شاد و مکیں تجھ سے ہو رورسکاں بھی مداح ہو ہر طفل تر پیر و جوان بھی
 مضمحل ہو تر و حال میں نریک جہاں بھی اک ساتھ ہیں آئسو بھی روال سوز نہاں بھی

جب تک نہ ہو تو جلوہ فلک شام سو گھڑیں ۷۵
 مرقد کی طرح رہتا ہوا ایک مکان بھی
 گلگیر نے سرکاٹ لیا ہائے ستم ہے خاموش ہیں لب تیری نہیں آہ و فغاں بھی
 ستم۔ منشی درگا پر شاد و خلف منشی ہیرالال کالیست متوطن قصبہ گیا تلمیند
 کیفی کیا وی و سلیمان خاں جادو کو اتھوی ۷۷ برس کی عمر میں ۱۹۷۹ء میں
 انتقال فرمایا۔

رگڑ رگڑ کے حبیں سنگ آستانہ یار مٹا دیا نہ ہو تجھ کو تو میرا نام نہیں
 ہمیشہ جا جا کے پھر پھر آنا یہی تماشا ہوا کریں گے
 ہوا رہے گی خلاوت جب تک تو اُٹے دریا بہا کرینگے
 سش

شاد و منشی بالکند مکیٹھ باشی دہلوی اڈیٹر اخبار چار کہنہ مشق شاعر تھے
 ۱۹۷۹ء میں انتقال فرمایا۔
 یہ شوخی رنگ میں پیدا کبھی خانہ کرے ہمارا خون دل اسمیں اگر ملانہ کرے
 وہ یہ سمجھ کے مے وقت نزع آئے ہیں کہیں یہ جا کے خدا سے مرا گلانہ کرے
 شاد و منشی کالی پر شاد سندیلوی ملازم راجہ التفات رسول ہاشمی شاگرد
 افضل لکھنوی۔

بیدست و پا کو غیب سے دیتا ہے ذوق تو پروردگار جان فدا تیری شان پر
 خاک لحد نہ ہو کسی خانہ خراب کی چھایا ہے کچھ غبار سا آج آسمان پر

شاد و منشی بالک رام پٹیا لہ میں سیلائی ڈپو میں سررشتہ دار تھے و فی ۱۹۰۹ء
میں تحفہ میں آگئے اور پٹیا لہ کو خیر باد کہنا پڑا اس حسرت ناک واقعہ کو اپنے
نظم کیا ہے اسی کا انتخاب درج ہو

حسرتاؤ پٹیا لہ گہوارہ خلد برس
خصیت جو ش بہار لالہ رنگیں ادا
اب کہاں نالوں سے فرصت ہم صغیر ان جہن
تجھ کو رخصت ہو رہی ہیں آج ہم کو غمگسار
دیکھئے پھر سکو کب ہو تیرا نظارہ نصیب
ہم وفا داروں کے آخر کیا ہوا ایسا قصوہ
تجھ کو لے غمخوار ہو یہ توقع تھی نہ حیف
ہمیں ہم سرگرم تھے حکام کی تعریف میں
شاد و۔ رادے بہاری مصر ساکن پر تباب گڈھ۔
چھوٹی ہو آج مجھے آہ تیری سوز میں
حسرتاؤ نظارہ سرو خیار ویاہیں
دو دسمع کشتہ میں ہم درخور تحفل نہیں
ڈالتے ہیں تجھ پہ حسرت سے نگاہ لہیں
کھینچ کر کب لائے ہلو تیرے کوچہ کی زمیں
تو نے ہم سے یوں حوالے پٹیا لہ نکھیں کھیریں
آسمان بجا لے گی کوچہ کی تیرے سوز میں
کیا خبر تھی اکدن آجائے تھکے تحفہ میں

یاد آگیا نہ جانے انھیں کیا کہو ترک
شاد و۔ بدری ناتھ خلف منشی ہر بن رانے قوم کا لیست ساکن موضع چندی پڑ
ضلع گیا مختار عدالت گیا تلمیذ خلش گیا وی وحشر بیتیھوی عمر تخمیناً ۵۰ سال
کرتے ہو دل میرا مٹھی میں لے کر
شاد و۔ ہزارا سلنسی راجہ راجگان ہمارا راجہ سرکشن پر شاد و بہادر۔ زمین السلطنت

جی سی بالیس آئی۔ صدر اعظم حیدر آباد دکن خاندانی وسیع الاخلاق ہیں۔
اردو زبان کو ذات گرامی پر کمال مخزن ہے۔

لے لامکان ملے ہر شان لا و بالی
اس خاک کے کھنڈر میں گل بوٹی ہیں ہزاروں
اہل ہنر کی قدر زمانے سے مٹ گئی
آپ اپنے کو فنا ذات میں اسکی کرنا
دڑہ دڑہ میں ہے جلوہ اس کا
رنگ پر یہ کہتے ہیں نیلے کے نقش کو
عشق منظور ہو کر سوز جگر پیدا کر
دیر و کعبہ میں جو غنیمت آگیا
سرفرازی اسی کو حاصل ہے
جہنم تار نفس سے یہ صدر اپنی ہوئی
کوئی میں نے معشوق تجھ سانہ دیکھا
طریق ہر مراصوفی کبھی نہ کہتا شاد
شماظر کنور درباری سنگھ صاحب مہر و شکر پور و پیلی بھیت عمر ۴۴ سال
نکیند نوح ناروی۔

دیکھنا ہو مجھے محشر میں کدھرتے ہیں

ہو یہ نیا وہاں رہے میں چھپنے کو چھپیں

پاساں شکیہ ہو تو ہو وہ دریاں دن کا باری باری سے وہاں شمس و قمر جاتے ہیں
 نشاط بخشی بیلی رام صاحب امرتسری سب انسپٹر آف ورکس لٹیاور۔ اردو
 فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے تھے۔ علم عروض سے واقف تھے بمبئی
 کی انجمن ادب نے تاج الشعرا کا خطاب عطا کیا تھا ۱۹۲۲ء میں انتقال کیا۔
 عمر ۳۶ سال۔

کستور سخت عدم کا بھی سفر ہوتا ہو پہلی منزل میں ہر اک خاک لہو ہوتا ہو
 بے ثباتی جہاں کھ میں پھر جاتی ہو طرف گور غریباں جو گزر ہوتا ہو
 رشتے لگتے ہیں سرشام سے سننے والے میری آہوں میں جگر ووز اثر ہوتا ہو

شاکر پنڈت شیونما تھ صاحب ناسب دیوان راجہ بنارس

غرض مجھ کو نہیں ہو بعض وکین سے کہ ہے قطع تعلق کفر و دیں سے
 کچھ ایسا گم ہوا ہے اختر سخت نظر آتا نہیں ہے دور ہیں سے
 شاکر۔ ماسٹر گور وھن واس صاحب سکسٹ ماسٹر ڈل اسکول چھارہ
 ضلع رتھک اگر وال مہاجن ولد لالہ بھگوان واس مہاجن خلف لالہ رام پشاور
 بکینڈہ باشی جہنا کے کنا سے منہدی پور تحصیل سوسنی ضلع رتھک وطن
 ہے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ دادا ضلع کے نامی ساہوکار تھے
 بہت سے کنویں بنوائے پوسالے جاری کئے گھر میں رتھ بیلی سب کچھ تھا
 پوتے نے تعلیم سے فراغت کی اور چار برس سے چھارہ ڈل اسکول کے

۲۹
سکنڈ ماسٹر ہیں عمر ۲۰ برس کی ہے

بیگانے کو یگانہ بناتی ہے عاجزی
بغض و حسد کو جوش غضب کو عناد کو

خانہ دل جسکا روشن بخدا کے نور سے
کچھ مشقت کی کمائی میں جو ملتا ہے مزد

شکارِ منشی کا لکپڑشا و خلف لالہ منگل سین بریلوی تلمیذ عیش بریلوی
لڑ گئیں جس سے لگا ہیں لڑ گئیں

شایق۔ بابو رام سہاسے بھرتو پری تلمیذ شیدا دہلوی
میں خط میں لکھنا بھول گیا بے غلے دل

تیز نگاہ ناز کے انداز دیکھنا
شکارہ۔ بابو دیو دیال سکنڈ ماسٹر کالیست سر وایستو ولد گجاد ہر ریشا و مختار

مورث اعلیٰ دیوان کاشی رام زمانہ تصف الدولہ میں قانون گوئے سرکھ اور
جاگیر دار تھے۔ متوطن قدیم لکھنؤ محلہ نگریاں ٹھاکر گنج شہداء میں پیدا ہوئے

۲۲ برس کی عمر میں ۱۹۱۳ء میں انتقال کیا فارسی انگریزی ہندی میں کافی
لیاقت رکھتے تھے۔

میساجر ہوا خطا ہر جا پر گروئے قف
شفتق۔ منشی لالتا پرشا و خلف منشی بیچی لال شاکر و منشی کنور جی مدہوش و منشی

وہ سر بلند ہے جسے آتی ہے عاجزی
حرف غلط کی طرح مٹاتی ہے عاجزی

کام اسکو ہونہ پر یوں کہ نہ مطلب سے
اسکی لذت پوچھیے جا کر کسی مزدور سے

سین بریلوی تلمیذ عیش بریلوی
ہو گئی جس سے محبت ہو گئی

شایق۔ بابو رام سہاسے بھرتو پری تلمیذ شیدا دہلوی
اک مختصر سا ذکر مفصل میں ہو گیا

آنکھوں سے آنکی چلکے مرے لمیں رہ گیا
شکارہ۔ بابو دیو دیال سکنڈ ماسٹر کالیست سر وایستو ولد گجاد ہر ریشا و مختار

مورث اعلیٰ دیوان کاشی رام زمانہ تصف الدولہ میں قانون گوئے سرکھ اور
جاگیر دار تھے۔ متوطن قدیم لکھنؤ محلہ نگریاں ٹھاکر گنج شہداء میں پیدا ہوئے

۲۲ برس کی عمر میں ۱۹۱۳ء میں انتقال کیا فارسی انگریزی ہندی میں کافی
لیاقت رکھتے تھے۔

میساجر ہوا خطا ہر جا پر گروئے قف
شفتق۔ منشی لالتا پرشا و خلف منشی بیچی لال شاکر و منشی کنور جی مدہوش و منشی

لکھنوی و مرحمت لکھنوی متوطن قدیم لکھنؤ مولف فرہنگ شفق فارسی انگریزی
میں اچھی لیاقت رکھتے تھے پیشہ کا پی نویسی قوم کا لیست تخمیناً ۵۵ برس
کی عمر میں انتقال کیا۔

اسلئے خاک پٹھیا ہوئیں کہ اٹھا کر وہ نظر دیکھیں تو
کبر کیوں کر رہیں یہ دنیا میں پہلے اصل اپنی بشر دیکھیں تو
شگفتہ سردار سدرشن سنگھ امرتسری۔

بیٹھا ہوں آرزوں کی دنیا لئے ہوئے یعنی خیال یار کا نقشہ لئے ہوئے
ڈرہ نہ اُنکے ظلم کا شکوہ زبان تک لئے جاتا ہوں حشر میں لب گویا لئے ہوئے
شگفتہ بخشی خیرانی لال کالیست سکسینہ متوطن لکھنؤ محلہ نوبستہ شاگرد نسیم
دہلوی کہنے مشق شاعر کھپیت بانک پٹہ میں کامل تھے ۸۰ سال کی عمر میں
۱۳۱۶ء میں رحلت فرمائی۔

صاف کیا ہو صحبت ظاہر سے باطن کا غبار منہ نظر آتا نہیں آئینہ تصویر میں
مجلوئے دیکھ کر پاپس آئے وہ نفیس کو کیونچ دل سے دلیں عا میں اپنی غینم کو
دیکھو نگاہ شوق سے میری طرح مجھے یہ مدعا ہے اور کوئی مدعا نہیں
نہ شرماؤ آنکھیں ملا کر تو دیکھو ملاقات ہے ہم سے متھے کبھی کی
نیمجاں ہوں ندگی سو چراغ کشتہ ہو میری مٹی صورت بود چراغ کشتہ ہو
ہو ثبات زندگی نقش تصو سے کی یک بود اپنی بود و نا بود چراغ کشتہ ہو

بشکل ناخن انگشت سر کٹانے سے
 حیات ملتی ہو جب انتقال ہوا ہو
 شرک چشم دکھاتے ہیں گرمیاں اپنی
 کمی یہ جب عرق انفعال ہوا ہو
 ادب بختا ہو ایسا ربط الفاظ مناسب
 دو زبانو ہو مری طبع رسا ترکیب اودے
 تشاواں - مہراجہ چند ولال ملقب بہ راجہ بہادر خلیفہ راجہ نرائن داس ابن
 راجہ لچھی رام بن راجہ موچند از نسل راجہ ٹودر مل شالہ میں بمقام حیدر آباد
 پیدا ہوئے۔ قوم کھتری سویرج منسی ۵۰ برس کی عمر میں ملازمت سے مستعفی ہو کر
 ۸۶ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔

دیکھ لے غافل نہیں بحر جہاں جا قیام
 کان کھ کر سن دیتا ہو صد اکوس حساب
 آنا نہیں جو سامنے مائے حجاب کے
 ہم دل سے ہیں تیار اسی آفتاب کے
 بھڑو ہو ترا ہی اور ہو تیرے سوا کس کا
 نہ دیوے آسرا حبیب مجھے ہو آسرا کس کا
 وہی ہو ایک ہر گھٹ میں سما یا
 مگر یہ بھید ہر اک نے نہ پایا
 شوق پر بھتی ناتھ صاحب نسیرہ آنریبل پنڈت شہنشاہ شمشیری ثم الہ آبادی
 عالم پر بے ثباتی و نیا ہوا شکار
 وہ اپنے ہی مٹاتا ہو نقش زنگار کو
 شوق - مہادیو پرشاد - ہو میو تھیک ڈاکٹر حرنل مرہٹ - امین آباد متوطن
 گھنہ عمر ۴۰ سال۔

دل ہو دل وادی امین کا ہو دھوکہ چہر
 اللہ اللہ ہمارا وہی ویرانہ ہے
 شوق - پنڈت جگموہن ناتھ صاحب رینہ وٹی کلکٹر ستیا پور شاگرد سید محمد فرخ

شہر مچھلی شہری۔ آپ کو شاعری کا بہت شوق تھا اکثر مشاعرے کیا کرتے
تھے بیشتر ہونے کے بعد منجر رایت لکھنا ہو گئے تھے۔ وطن شاہ جہا پور
ہیں تھا عمر پچھننا۔ ۶۰ برس کی تھی۔ اب حال معلوم نہیں کہ کہاں ہیں۔

ترد مستون کی حالت منحصر دو دو ہوا۔ کبھی ہشیار ہو جانا کبھی سرشار ہو جانا
شایاں منشی طوطا رام خلف منشی آتمارام ولد لالہ منسکھ رائے بن لالہ
نسا رام قوم کاہست سری باسنت مولف مہا بھارت اردو منظوم نظم شاہاں
الف کیلئے منظوم تاریخ علیہم ہندوستان میں انتقال کیا۔

رحم دل ہما کہاں میکدہ عالم میں آ نکھیں بھرا میں جو جاتے کہیں غرو کھیا
مصری کرے نبات تھے لکے روبرو کیا کہیے کستور تراشیرس کلام ہے
شیام ریچھو مال عورت شام بابو اکبر آبادی خلف ماسٹر شکار دیال عاشق
شاکر دستار علی شاہ شاعر عمر ۴۴ سال۔

کیونکر چھپے کسی سے حقیقت کا اجرا کثرت ہے عیاں تری وحدت کا اجرا
سوز فراق درد متناعم فراق پوچھو نہ مجھ غریب سے غربت کا اجرا
یہ کہہ کے میری شمع لحد ہو گئی خاموش ناگفتنی ہے صاحب تربت کا اجرا
کوئی اتنا تو کرے سوز محبت پیدا شمع نے آگ لگا رکھی ہے پروا نہیں

شبنم۔ پنڈت منسی دھرتیوانی شاکر دجگر بسوانی۔ عمر ۲۴ سال
توجو بالیں پناہ شوخ شکر ہوتا تزع کے وقت ترا نام زباں پر ہوتا

۸۳
شیم شیر سنگہ گوردی تلمیذ جناب لسان الہند عزیز لکھنوی

یہ سب کچھ کرتا نہ کوئی غم ہے کوئے جاناں میں ہمیشہ ہم ہے

دل مرا آباد رہنا چاہیے، تم نہیں تو پھر تمہارا غم ہے

شیم۔ بابو چھتر مل بھرتو پری۔ شید آدھوی کے شاگرد ہیں۔

صرف لکڑیاں بہار جمین سرسبز مونی مام گلوں کا شور عنادل میں رہ گیا

اٹھتی ہو کس مزیکی خلش ہر نفس کے ساتھ رکنا تری نظر کا کہیں دل میں رہ گیا

اسکے حسن صاف کا آئینہ تھا گویا جہاں وہ سراپا نور ہر اک دیکھے کا شانے میں تھا

شایق۔ فتح چند ولد لالہ بیتی رام کالیست لکھنوی تلمیذ ناسخ

دماغ دلوں پہنچی گل مراد کی بو بہت نہال ہوئی باغ و زرگار میں روح

شمس۔ بابو کھنیا لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ شیدا فرخ آبادی۔

مجدوب بھی حیراں میں سالک بھی پرشیاں کیا راز خدا کے بھلا عقل شبریں

اس طرح سے کوئی پئے تفریح چلا ہے ہو تیر و کماں ہاتھ میں خنجر ہو کمر میں

شید ا۔ جناب ششی پریشری دیال صاحب عمر تحفینا ۴۴ سال بسوانی تلمیذ

حکیم جگر بسوانی۔

مہرباں وہ مہ خوبی بھی ہم پر ہوتا اپنا اجر اہوا کا شانہ منور ہوتا

خسکدین بھی جہوتی تری چہرہ پہ نقاب اور بٹیاب ہمارا دل مضطر ہوتا

شید ا۔ پتو لال صاحب شیدا فرخ آبادی تلمیذ قمر لکھنوی

کچھ نہ کچھ صد و غم جان کو لے آتا ہے
 ہم جد ہر سیکھتے ہیں آنکھ اٹھا کر شیدا
 شیدا ارغشی چیدی پر شاو دہلوی سابق اڈیٹر کمال دہلوی عمر، سال۔
 بخودی شوق و لطف جلیجانی میں تھا
 شمع کے دلی لگی لگی کا سور پرانی میں تھا
 اک نامائے نظر تھا جلوہ گاہ کائنات
 سنتے ہیں دم کی لغزش ہو گئی جہاں
 شیدا۔ چودھری بابورام ولد چودھری لال بہاری قوم کالیست سروا ستیو
 زمیندار قصبہ مچھڑہ ضلع سیتاپور ولادت ۱۹۰۵ء فارسی میں فارغ التحصیل۔
 ابھرتی پچیس برس کی عمر تھی کہ والد نے انتقال فرمایا۔ عدم توجہی سے زمینداری
 جاتی رہی تو چھاو نی سیتاپور میں خطوط نویسی کرنے لگے تین سو صفحہ کا دیوان
 چھپنے گیا وہ تلف ہو گیا دوسرا دیوان تیار کیا سیتاپور سے مچھڑہ آ رہی تھی
 ڈاکہ پڑا اسباب کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا ضعف دماغ ضعف بصر سے
 شاعری سے بے نیاز کر دیا ۱۹۲۵ء میں عمر ۲۰ سال انتقال فرمایا آپ کے
 صاحبزادہ رام سرور پ خزانہ صدر کلکٹری سیتاپور میں ملازم ہیں جنہیں بخل سے
 کسے پردہ سے رخ روشن نمایاں کر دیا
 کیساں ہیں مجھ گلشن توحید میں دونوں
 تو بے نیاز ہو گئے سب ہیں نیاز مند
 یار کی بزم سے کوئی نہیں بچتا خالی
 اچھے لوگوں سے نظر آتی ہو دنیا عالی
 کیا تمنا کے بجز اس آرزو خانے میں تھا
 عالم فانی نہاں گندم کو اک دانے میں تھا
 زمیندار قصبہ مچھڑہ ضلع سیتاپور ولادت ۱۹۰۵ء فارسی میں فارغ التحصیل۔
 ابھرتی پچیس برس کی عمر تھی کہ والد نے انتقال فرمایا۔ عدم توجہی سے زمینداری
 جاتی رہی تو چھاو نی سیتاپور میں خطوط نویسی کرنے لگے تین سو صفحہ کا دیوان
 چھپنے گیا وہ تلف ہو گیا دوسرا دیوان تیار کیا سیتاپور سے مچھڑہ آ رہی تھی
 ڈاکہ پڑا اسباب کے ساتھ وہ بھی جاتا رہا ضعف دماغ ضعف بصر سے
 شاعری سے بے نیاز کر دیا ۱۹۲۵ء میں عمر ۲۰ سال انتقال فرمایا آپ کے
 صاحبزادہ رام سرور پ خزانہ صدر کلکٹری سیتاپور میں ملازم ہیں جنہیں بخل سے
 کسے پردہ سے رخ روشن نمایاں کر دیا
 کیساں ہیں مجھ گلشن توحید میں دونوں
 تو بے نیاز ہو گئے سب ہیں نیاز مند
 یار کی بزم سے کوئی نہیں بچتا خالی
 اچھے لوگوں سے نظر آتی ہو دنیا عالی
 کیا تمنا کے بجز اس آرزو خانے میں تھا
 عالم فانی نہاں گندم کو اک دانے میں تھا

۸۵
مشید را۔ پندت ما و صو رام صاحب بحر جو دیشلی سہارنپور

بے تیغ ناامیدی زحمتی نہ کر مراد دل امید صل جاناں مہمان ہو یہیں پر
شیطان۔ برجموہن ناتھ کشمیری ولد کشیو ناتھ اور فشی ویا شکر لیتھم کے
حقیقی پوتے فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت رکھتے تھے اعزاکلی اندرسانی
دل گرفتہ رہتے تھے۔ افیون کا کسی قدر شوق تھا عدالت میں ملازم تھے
نہایت زکی الطبع تھے شعر کا مذاق صحیح رکھتے تھے لیکن ظرافت کی طرف
طبیعت زیادہ مائل تھی کلام فحش زیادہ ہے۔ بعض اشعار اس عیب سے
پاک ہیں ہر وقت فنانی الشعر رہتے تھے اور بازار میں اپنا کلام بلند آواز
سے پڑھا کرتے تھے ۱۹۱۱ء میں انتقال کیا۔

اب خیر نہیں اپنے نشیمن کی چین میں گل خوش ہیں اگر تھہے تو صیاد و خفا،
جھوٹے وعدے ترے غنیمت ہیں اسمیں تسکین دل تو ہوتی ہے

ص

صابر۔ اکھوری ستیل پرشا و خلف اکھوری لچمین سہائے قوم کا لیست متوطن
میکو ضلع گیا۔ ابتدائے عمر سے اردو شاعری کا شوق ہے مجموعہ کلام مرتب
ہے عمر ۷۰ سال۔

بڑھنے لگا تعظیم کو ہر خار مغیلاں دیکھا جو کہیں دشت میں مجھ آبلہ پا کو
گروش چرخ سو گھبرا تا ہو کیوں دل میرا شاید اس پردے میں پاں کو لگی حکمت ہوگی

صنابر۔ ماسٹرست دیو عرف ایس ڈی راٹھور۔ ادیب عالم پنجاب یونیورسٹی،
ولادت ۱۹۰۳ء خلف سی ڈی راٹھور۔ متوطن ویٹھربائی اسکول کھنہ ضلع
لدھیانہ تلمیذ پیارے لال صاحب آنند کھنوی فارسی انگریزی میں اچھی
قابلیت رکھتے ہیں سکرٹری نرم سخن۔ آپ کو اردو زبان کی خدمت کا بید شوق
ہے۔ بسنت میں انجمن کی طرف سے ایک مشاعرہ ہوا ہے جس میں اطراف
کے شعرا تشریف لاتے ہیں۔ قوم راجپوت نابی اسے۔

سنا تو کرتے ہیں لوگوں کے بیرخی انکی بلا کے ان کو مگر اکیبار دیکھیں گے
کریں گے تھام کو دل ہم کچھ طرح نالے نظر اٹھا کے وہ بے اختیار دیکھیں گے
صادق۔ پنڈت دیوی پرشاد صاحب ولد پنڈت کشن لال برہمن ولادت
۱۸۲۳ء بریلوی۔ دراز قد فرہ جسم سینہ کشادہ پیشانی فراخ رنگ گندمی،
تمام عمر میں چار شادیاں کیں۔ چوبیس اولادیں ہوئیں جن میں سے اب تک
چار بقید حیات ہیں پنڈت چھمی زاسن ادیب پنڈت ہر زاسن سحر پنڈت
بشن زاسن حامی اور ایک صاحبزادی ہیں یہ چاروں بچے آخری بی بی
سے ہیں۔ شاعری کا شوق ۱۸۶۶ء سے شروع ہوا۔ جلیس منیر سکولہ آبلوی
لالہ مادھورام جوہر اور ڈپٹی کلیم حسین خاں نادر تھے۔ پہلے فخر تخلص تھا
لیکن منیر کے مشورہ سے صادق تخلص رکھا اور انھیں سے مشورہ سخن
ہونے لگا۔ ۱۳۔ دسمبر ۱۹۲۱ء، ۹ برس کی عمر میں سکینٹھ باشی ہوئے۔

خوش طبعی سوا بدل ہوا ہر نام سب کا
 نام سے اپنے آپ ہوش ہو بہو ختن میں
 جب خرچ تو کیا مال ہو حال ہو چرخ
 یوں تو ہر غنیمت کی مٹھی میں بھی زر ہوا ہو
 سخت فل سو سو خالی نہیں ہو صادق
 دیکھ سینے میں تپھر کے شر ہو ہوا ہو
 صدر - منشی پھیمی پرشاد ولد منشی نوبت رائے قوم کا است سکینہ دوسرے
 عمر ۲۰ سال ساکن بازار کھالہ لکھنؤ - تلمیذ منشی سلفیہ لکھنوی شاگرد نسیم
 دہلوی کہنے مشق ہیں - آپ مشیر الدولہ ہمارا جہ بالکرشن بہادر جبارت جنگ
 کے نواس داماد ہیں - نانا منشی لالچند انش مرزا قلیل کے شاگرد تھے -
 جارج پنجم کی تاج پوشی کے موقع پر سال ۱۹۱۱ء میں آپ نے قصیدہ
 تہنیت لکھ کر بھیجا تھا اسی کے صلہ میں آپ کا روٹیشن دربار دہلی میں طلب
 کئے گئے تمغا اور سائٹفیکٹ اعزازی مرحمت ہوا۔

فارسی بھی خوب کہتے تھے سحر ایریانی اور خواجہ عزیز لکھنوی سے تلمذ و
 استعداد علمی فارسی میں بہت اچھی ہے عربی بھی شرح جامی تک پڑھی
 تھی ہر صنف سخن میں آپ کا کلام موجود ہے - تاریخ گوئی میں خاص ملکہ
 حاصل ہے سال ۱۹۲۹ء میں والی بھوپال کی مسند نشینی پر قصیدہ اردو میں
 کہا جس کے ہر مصرع سے تاریخ نکلتی ہے صنعت غیر منقوطہ اردو میں بہت
 کچھ کہا آجکل دہلی میں قیام ہے۔

ثبات دہر ہماری نظر میں خاک نہیں
 کہ اس مکان کے دیوار و در میں خاک نہیں

جہاں میں ایسی مخالفت ہر طبع آپس میں
کسی کی قدر کسی کی نظر میں خاک نہیں

ازل سے حصے میں ہر خاک و باد و آتش و آب
کچھ اور اس کے سوا میرے گھر میں خاک نہیں

شباب ہی ہوئے صد اپنے بال سفید

اڑی تھی ایسی کبھی دو پہر میں خاک نہیں

جہاں گردش میں جام بادہ گلغام آتا ہے
ہمیں جمشید کا عبرت یاد انجام آتا ہے
اٹھ استقبال کو ہر خدا و غالب خاکی
طدیر فاتحہ پڑھنے وہ سیم اندام آتا ہے
ہمد م نہیں انیس نہیں آشنا نہیں
آئے اجل کہ رست کا تنہا مزار نہیں
تنہا کو بھی جہاں میں نہیں کنج عنایت
کیا بقرار طائر متبلہ بنا نہیں
گلکاریاں تھیں وزد خاکی نظر فریب
دست صنم تھا یا سب گلفروش تھا
وہ رد خلق تھا میں جہاں میں کہ بعد مرگ
احباب کو خازنہ مرا بار دوش تھا
کوئی گل تجھسا نظر آ یا نہ اے گلزار حسن
عمر بھروں کیا تماشہ گلشن آباد کا
بہار آئی تو آئے ہم صغیر و کیا خوشی مجھ کو
نفس میں اگر نکلا بھی تو بربال پر نکلا
عدم سے آئے جائینگے عدم کو
ہمارے ابستہ ادا انتہا کیا
بازار دہر میں زر کا مل عیار ہوں
بناد عشق ہوں نہ سبک مارے نام نہیں
صحرائی لالہ بلد یو سہائے مدیر خصوصی قوس قزح اسکے علاوہ بہت سے
رسائل کے اوپر چکے ہیں خود رسالہ نوشیرواں کوئی بلوچستان سے نکالا تھا

جو بند ہو گیا عمر مخمیا ۳۵ سال متوطن کو ٹٹہ بلو حسیان

چرخ پر پھیلا ہوا ہوا ایک عالم نور کا
لیلی شب بھرے ہیں لعل میں موتی نئے
عکسے تاؤں کو اکینہ ہیں مجھیں بحر کی
جب چنی تاؤں کی افشاں لعلبان چرخ نے
کی مدارات نظر شمعیں جلا دیں دور تک
صفا۔ لالہ منو لال لکھنوی ساکن محلہ نوبستہ کالیست شاگرد میر تقی میر
ستارے میں انتقال کیا۔

چرخ کو کب سلیقہ ہو ستم گاری میں کوئی معشوق جو اس پرہ زنگاری میں
صنّعی۔ منشی کوڑے سنگھ خلف لالہ مہر سنگھ زمیندار موضع رسولپور ضلع میرٹھ
تلمیذ زکی دہلوی و شوکت میرٹھی ذوق شاعری کے ساتھ طبیعت تصوف
کی طرف مائل تھی اور صوفی شاہ نجم الدین سے عقیدت رکھتے تھے جیسا کہ
ایک مقطع میں فرماتے ہیں۔

بغیض حضرت مرشد کہ کیئے نجم دیں ان کو
صنّعی طبیعت میں تیری پارسائی ہوتی جاتی ہو
دیوان ان کی وفات کے بعد منشی بختاورد سنگھ پواری کشن پور فرزند مصنف نے
چھپوا دیا کہ بقائے نام رہے۔

طلسم جلو کن آئینہ ہر خود نمائی کا
جو دیکھے چشم حق ہیں فنا میں ہر بقا نہاں
عدم آغاز عالم ہر فنا انجام دوراں ہر
چمن کے رنگ تغیر کا ہر نظر سے خطاب
حیف چمنے قیام دنیا میں
ساز تار نفس کی ہے یہ صدا
اگر چشم حق ہیں سے ہم دیکھتے ہیں
عبثت پذیر گردش دوراں سے ہونے
صوفی - بشیر ناتھ صاحب لاہوری شاگرد و جاہت چھبھاؤمی

تصویریں غیر از ذات لائیں ہم کہاں اپنا
بنا ہر قطرہ گم ہو ہو کے بحر سبکراں اپنا
مثال خواب حائل ہر قیصر مہیاں اپنا
وہ گل ہر کونسا جسکو غم خزاں نہوا
دم کی دم صورت حباب کیا
دار دنیا ہے مثل خواب غلط
تو دل ہی میں دیر و حرم دیکھتے ہیں
جائے بہار صاف منو خزاں ہر آب
شاگرد و جاہت چھبھاؤمی

جلو ہر تیرے نور کا سا کے جہاں پر
صتم - بابو امبکا سہائے خلف منشی جگن ناتھ سہائے قوم کالیست متوطن
ہر چاندنی زمیں پہ چاند آسماں پر
ہر نام ادبہ ضلع کیا تلمیذ رشید خلش گیا وی عمر ۵ سال
بیفائدہ کیوں ہاتھ اٹھاتا ہر دعا کو
لکھ آج صتم تو وہ پھر کتنے ہوئے اشعار
صمد - لالہ برہیدو سہائے خلف لالہ بلدیو سہائے سبکدھڑ باشی قوم کالیست
مختار علی الت کلکٹری ساکن موضع نجابت پور - پرگنہ ارول سب ڈویژن جہان آباد
ضلع گیا کتب و ریاست فارسی میں فارغ التحصیل ہیں انگریزی میں مہارت

معلوم ہے دل کا تری احوال خدا کو
ترپا پائے غزل اپنی سنا کر شعرا کو
معلوم ہے دل کا تری احوال خدا کو
ترپا پائے غزل اپنی سنا کر شعرا کو

رکھتے ہیں۔ شاعری کا شوق کمسنی سے ہے نوٹو گرافری باغبانی میچک
 ستارہ بار مونیئم میں کافی معلومات رکھتے ہیں ابتدا میں ستم کیا وہی صلاح
 لی پھر حضرت خلش گیا وہی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ مینوسیل کمشنر بھی
 رہ چکے ہیں دیوان مرتب ہو عمر ۵۰ سال

جلوہ انگن ہو وہی و نون حکماء و ناصح
 مرتبہ کم نہیں ہو کعبہ سہبت خانے کا
 سزا کس کو ملی تھا جرم کس کا
 لڑی اُنسے نظر دل پر لگی چوٹ
 مل جل کر رہیں جو ہر شمشیر کی صورت
 سیما ہے دل میرا میں آئینہ اگر آپ

ط

طالب۔ بابو اقبال بہادر سہا سیتا پوری۔

ام جنوں صدقے نہرا آزاویاں سیتا پور
 وہ اگر خود مٹھ کر در بانی رنداں کریں
 انتہائے سوز غم سے ہو گئے آنسو کھنکھ
 اب اثر پیدا کہاں دیدہ گریاں کریں
 انتہائے رنج و راحت کا سبب کیا عجب
 مشکلیں حد سے گزر کر کاڑاں ساں کریں
 بنکے شمع انجمن سول ہیں جو اے لحد
 ہائے وہ آباد تیری منزل یراں کریں

طالب۔ مسٹر نند لال بی اے کیل چکوال ولادت ۱۸۹۹ء عمر ۳۳ سال

وطن سرینگر کشمیر قوم پنڈت تعلیم فارسی منشی عالم منشی فاضل ادب فاضل شاعر
 امیر کشمیری و منشی رام سہاسے تمنا لکھنوی۔ و پنڈت برجموہن ناتھ صاحب
 و تاتریہ کیفی۔

غم اور جوشی کا دل ہی پڑا رو رہا ہے
 تڑپے ہر آن سماں کو تارے خیال نے
 بیدل ہوئے خزاں موہنی بادل بہا ہے
 گلشن تصورات کا باغ و بہار ہے
 طالب لب - نشی و نایک بر شاد و بنارس ڈراما سٹ - اکثر بیسی میں قیام رہتا تھا
 تھوڑا زمانہ ہوا انتقال فرمایا۔

حیات بشر
 انسان بے بنیان کی ہے زندگی اک آن کی
 آئی قضا انسان کی تو خیر کب ہے جان کی
 یہ برق ہے یا سہے شریر یا سایہ ویدوار و دور
 شبہم ہے ہم شکل کس سر یا غنچہ گلزار تر
 مثل نمود شام ہے یا صبح کا ہنگام ہے
 اک شعبہ دے کا دام ہے اور زندگانی نام ہے
 شب نے مٹایا شام کو دن نے سحر کی جان لی
 ناگاہ ٹوٹا شعبہ موت آگئی انسان کی

خواب عبرت

اک وقت کہ میں خواب میں نہنگام سحر تھا
 یاد آئی یکایک جو مجھے شوکت مرحوم
 کیوں منگئے وہ نقش گہیں کیا ہوئی صوٹ
 ناگاہ مرا تربت قیصر یہ گزرتھا
 عبرت سے یہ دریافت کیا بادل معوم
 کیا تھی اسی دو ہاتھ زمیں کیلئے دولت

تربیت نڈائی کہ لے لے مقرر
دو ہاتھ میں بھی پاؤں نہ پھیلا سب تر
ہر عضو تر اسیں بھی کیڑو کی غذا ہے
طاہر نشی خیراتی لال کا لیست لکھنوی مالک اخبار خیر خواہ اودھ مست ۱۸۶۷ء
میں انتقال فرمایا۔

کمال گرمی حسن تباں سے گلشن میں
عروج دولت دنیا پہ جو ہوا نازاں
طیش نشی گنگا پرشاد صاحب بسوانی تلمیذ جگر بسوانی
شکوہ پھول ہوا شرم سے گل آب ہوا
میان آب رواں ساغر حباب ہوا

استد رصاف ہو آئینہ دل عاشق کا
آپ کیوں میری محبت کو برا کہتے ہیں
طالب لالہ شیش چندر کا لیستہ سکیسنہ طالب دہلوی خلیفہ رائے صاحب
قدر کرتا جو کہیں آج سکندر رہتا
ایسی باتوں کا ہو صد مرے دل پر ہوتا

لالہ مہیش داس صاحب انری محٹرٹ دہلی عمر ۲۰ سال تلمیذ خباب بق دہلوی
آنسوئے آنکھ کو وہ قوت تقریری
نقش صد حیرت ہنویں عبرت کا ساں کھیر
جن کے عریان میری حساسیت کی تصویر ہے
ہوش کم ہن نظر شہر خموشاں دیکھ کر

ضاتیلیم و عجز و کساری اپنا شیدو ہے
یہیں پر ہو خط امتیازی نسل آدم میں
بلا تفرق ہنسب فیضین پنجا اہل دنیا کو
ستم ہو درپے آزار میں اہل عیاں بھی
وہاں پر ایک میں سب خواہند یا میلان ہو
تعصب بڑی ہو خلق کی رحمت کا خواہان ہو
اثر انداز اسپر گر دش و زمان کہیں ہو
جو نیز گنتاں کو ایک افسانہ سمجھا ہو

عاجز بنشی ننھے لال کا لیت سری و استو پیدائش ۱۸۷۲ء چھ مہینے کی
عمر میں چچا پ کے نکلنے سے آنکھوں سے ہاتھ دھو نہیٹھے مگر اس قدر ذکی
تھے کہ اسی حالت میں عربی فارسی سنسکرت میں کافی دستگاہ حاصل کی اور
علم موسیقی رام کشن داس سے سیکھا۔ شاعری میں محمد سجاد حسین و قار لکھنوی
کے شاگرد ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد تبلیغ لکھنوی سے بلند حاصل کیا
ان کا دیوان نظم و نثر بعد وفات طبع ہوا۔ ۵۳ برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء
میں انتقال کیا۔

خاک کے پتلے کو حق ذکر دیا سب کچھ عطا
راحت و تکلیف کی اس کے خبر تھی نہیں
اسی سے اچھے برے کی تمیز کر لینا
نزع کی حالت میں یہ عالم رہا تقریر کا
خوف سے کانٹوں کے ہمہ نکل نہ توڑی باغیں
عامل۔ رام پرشاد و خلت شیو پرشاد کھتری ان کے مورث اعلیٰ لاہور کے
رہنے والے تھے مگر فکر معاش لکھنؤ کھینچ لائی۔ کتاب ایکادشی مہاتمہ جرم
درمائیے طلسم ان کی تصنیف سے ہیں مہراج سکھ رام اخلاص کے شاگرد
تھے چنانچہ اپنا حال ایک ثنوی میں نظم کیا ہے۔

میں ہوں اک بندہ ناپسندناشا
مچھے کہتی ہے خلقت رام پرشاد
پدر تھے میرے شیو پرشاد نامی
بقوم کھتری استاد نامی
بزرگوں کا وطن ہے شہر لاہور
عجب رنگیں چمن ہے شہر لاہور
چھڑایا بخت واڑوں نے وطن سے
اڑایا صورت بیل چمن سے
غرض مدتے یاں دلشاد ہو نہیں
میان لکھنؤ آباد ہوں میں

عاجز۔ برج باشی لال امر ہوئی ضلع مراد آباد

ہر سو چمن میں طابہ گل بھی ہوتا تار مار
کیسا جنوں کا جوش ہر فصل بہا میں
عاجز۔ بھاگت لال صاحب فوڈ گرافر و پچر تلمیذ جناب و جاہت
خواہشوں کے ہاتھ سبھی کے لالے پڑ گئے
مثل دریا آنکھوں میں نہاں ہو آنسو ایک ایک
کشتگان عشق کو مدفن مٹاتی ہیں تو کیا
عاشق۔ ماسٹر سنکر دیال ایم اے ابن گرو دھارمی لال بن چھپیلی رام بن
خوشحال رائے ساکن موضع ساڈی انگریزی و فارسی میں ایم اے تھے
۱۹۱۷ء میں عمر ۶۶ سال انتقال فرمایا۔

پھر تمنا کا ہوا جوش کہ اصرار کرے
پھر تغافل نے کالانیا طرز انکار
عاقب۔ دیوان کیشو داس خلف دیوان کشن کشور رئیس و انگریزی ٹیچر
لاہور تلمیذ تاجور نجیب آبادی

ایک سالہ لکھنؤ میں

انکے ہر ایک لطف میں نہاں ہیں سو تم گل کر دیا ہوا شک نے شمع مزار کو
عجب نور۔ کنور ابے سہائے خلف اکبر راجہ جیالال گلشن لکھنوی سنہ ۱۹۰۹ء
میں ۷۰ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

اسے برق کسکے خرمین ہستی یہ نظر کچھ بھید تو بتانے لگے اس اضطراب کا
عشرت۔ لالہ میکولال صاحب لکھنوی تلمیذ جلال لکھنوی عمر ۶۲ سال،
آج کل ڈیرہ دون میں ہیں۔

سرباں جو وہ مہ کامل نہیں چاندنی راتوں سے کچھ حاصل نہیں
ذکر ہر جا ہے تری بیداو کا زخم سے خالی کسی کا دل نہیں
عشرت۔ کنور مٹھن لال صاحب بلوچی متعلم طبیبہ کلج دہلی۔

ازاد ہم بھی سوتے امیر کاش زندگی میں یہ آرزو تو لیکر جاتے نہ جی کی جی میں
غم میں ہوئے گزراں آں سو بھی میری مجھ سے آتا ہر کام کسکے کب کوئی بکیسی میں
عطا۔ منشی ایشری رشاد عظیم آبادی کالیست مولف عروض عطا۔ اردو
زبان کے شیدائی تھے ۷۲ برس کی عمر میں تھیں دس برس ہوئے انتقال کیا
ذکر میری وفا کا سن کے کہا کیسی بے مثل یہ کہانی ہے
عادل۔ منشی نند کشور متوطن سیتاپور قوم کالیست سنہ ۱۹۰۹ء تک
بقید حیات تھے۔ تلمیذ اوج

وہین چینگے جو فرصت ہوئی غم کھانے سے دو قدم خانہ اللہ ہے تنہا سے

عرش۔ پندت بال مکند عرش ملیسان قصبہ ملیسان ضلع جالندھر خلیف
 جناب جوش ملیستانی۔ تاریخ ولادت۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۸ء۔ ایف اے تک تعلیم
 پہلے محکمہ نہریں اور سیرکھے۔ اب محکمہ صنعت و حرفت میں ملازم ہیں۔
 اے ذوق سفر تو ہو تو پڑا نہیں مجھ کو صحرا مے آگے ہو کہ دریا مے آگے
 یہ رز و تو ہو کہ کوئی آرزو نہ ہو میں کس طرح کہوں کہ کوئی آرزو نہیں
 یہاں ہر دم نئے منظر یہاں ہر دم نئے نقشے

یہ دنیا ہے نئی اس کو پرانی کون کہتا ہے
 مراد دل ہی مرے دل کا بیاں ہو محبت کی دو حرفی داستان ہو
 کوئی بوچھے قفس والو کی حالت اٹھا گلشن کی جانب سے دھواں ہو

غ

غریب۔ تاج بہادر عرف لالہ خدا بخش صاحب خلف منشی عالم چند صاحب
 عرف لالہ حسین بخش ابن لالہ اجودھیا پرشاد صاحب بن دیوبند پرشاد صاحب
 دہلوی۔ ساکن لکھنؤ محلہ متبا کو منڈی۔ پہلے مطبع ٹرمہند میں منچر تھے۔
 مصلح سنگی۔ کاپی نویسی میں دخل رکھتے تھے پھر اپنا مطبع کیا اور محلہ چوپاں
 میں سکونت اختیار کی ہمیشہ عشرہ محرم میں تعزیه رکھتے تھے اور مختلف
 شعبات لوگوں کی دلچسپی کے لئے دکھاتے تھے۔ جیسے لالوں کا لڑنا
 نوارہ کا چھوٹنا۔ اور سبیل بھی رکھتے تھے ۱۸۹۷ء میں تھینا۔۔ برس کی

عمر میں انتقال کیا۔

مجھ کو ان کے درو دیوار کو یہ الفت ہو
میں اگر واک چلوں ساتھ ہی دیوار چلے
غینمت - بابو اجودھیا پرشاد صاحب - بی۔ اے۔ کالیست امانوی ضلع گیا
شاگرد بتیاب عظیم آبادی آریا سہج اشرم میں ملازمت کر کے پنڈت ہو گئے۔
بوستان میں پھاڑ ڈالا گل نے اپنا پیرن
غیرت - منشی کنھیا لال - بھٹناگر - سکندر آبادی ضلع میرٹھ۔
نہ آئی گھر کے کیا جانے کیا سمجھ کے قضا
یہاں تو جان بھی حاضر ہو میہماں کیلئے
سنو و اہل عبرت کہہ ہی ہو خاک و تر
کہ جل کھنک کسیدن شمع بھی محفل نہ بکلیگی

ف

فدا - لالہ ٹھاکر پرشاد صاحب خلف راجہ رام ساکن لکھنؤ پوری ٹولہ ۸۰۰۰ء
میں عمر ۶۴ برس انتقال کیا۔

بعد مرنے کے کیا یاد کسی نے نہ فدا
کستور جلد ہیں اہل وطن بھول گئے

فدا - پنڈت دت ستر پرشاد بی۔ اے۔

فدا جہان میں جہاں یک نظر نے کام کیا
مشاہد ہی میں ہم نے سحر کو شام کیا
کہ ہو رہا ہو نہاں صنعتوں میں کاریگر
نظر فریب بہت اسنے انتظام کیا
ہنساکہ ہیں وہ کسی پھول کو تبسم میں
صبا کے ساتھ چین میں کہیں خرام کیا
کہیں غزال کی آنکھوں سے دلو چھین لیا
کہیں ترنم دریا کو نیک نام کیا

ہمالیہ میں اثر ریز اسکی شوکت ہو
اسی کا نور چھلکتا ہو چاند سو بج میں
برس ہا ہو کرم سہکا ابر رحمت میں
ہے رک سرگریباں کہ کس لئے لسنے

زبان شیر سے اظہار چشم کیا
کسی کو برم میں ساغر کسی کو جام کیا
فضا میں سکے اشار نے فیض عام کیا
نظر سے بچنے کا اس درجہ اہتمام کیا

فراق مٹ کر گھوٹ فراق بی لے۔ ولد منشی گورکھ پرشاد صاحب فرجوان
شاعر ہیں نظم و نثر دونوں میں ملکہ رکھتے ہیں۔ عمر ۲۵ سال
وہ میکیش ہوں کہ موج بادہ خود ساغر سے اٹھ اٹھ کر

مرے ہونٹوں تک آئی اور ساقی بار بار آئی

کچھ لڑکھڑا رہی ہر سیم ہمار بھی
نیکدیسے کوئی پیکر جو چلا کھینچ ہی گئی
رنگ تو حیلہ چھلتا تھا دم گردش جام
فرحت منشی شنکر دیال بن منشی پودن چند لکھنوی شاگرد منشی جواہر سنگھ

جوہر علم انگریزی فارسی ناگری میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے
بہت مذہبی کتابیں سنسکرت سے اردو میں نظم کی ہیں انیس سے راماں

منظوم بہت مشہور ہے ۱۸۹۷ء بمبر ۷۰ سال انتقال فرمایا

رنگ دنیا کا بس ابلوے دگر ہو تا ہو پیری آتی ہے جوانی کا سفر ہوتا ہو
فرزاد منشی بدری نرائن ولد منشی درگا پرشاد کالیست ساکن موضع ندرہ

صانع کیا نقل نویں کلکٹری کیا اسٹنٹ سکرٹری انجمن چشم سخن مژ شاگرد
سینم لکھنوی عمر ۳ سال۔

یہ بچہ نہ بھریا میں رُسے سے کیا ہوا سوکھا ہوا درخت تمنا ہوا
فہم۔ ماسٹر بر بھو دیال کالیست سر دیو استو خلف منشی گجاد ہر رشا مختار
لکھنوی ساکن محلہ نگراں ٹھاکر گنج۔ آپ کے بزرگ دیوان کاشی رام
قانون گو پر گنہ سترکہ و جاگیر دار نواب آصف الدولہ کے عہد میں گرزے
ہیں۔ انگریزی فارسی اردو بخوبی جانتے ہیں تعلیم فارسی و ہندی
منشی شکر لال خلف منشی جگناتھ خوشتر۔ ناظم رامائن اردو سے حاصل
کی علم نجوم میں بھی دخل ہے۔ خیر لکھنوی کے شاگرد ہیں۔ کت تاب
سری کرشن جنم کے مصنف ہیں۔

ہم اپنا دل سمجھتی ہیں اپنا دل سمجھتی ہیں
ہم اپنے دل کو اب جڑی ہوئی محفل سمجھتی ہیں
فقیر کون کہے مجھ کو بادشاہوں میں
کیا بنو فقیر ہے کیا تاجدار ہے
ہو تفاوت عہد اور معبود کی تعمیر میں
کعبہ دل سوئے کیا نسبت دیر و حرم
بڑھ گئے احباب شوق منزل مقصود میں
ہم سیکستہ باغبان کاررواں دیکھا کئے

امید کیا پھر آئے گزری ہوئی جوانی
دوبنے والے کو تنکے کا سہارا ہے بہت

عیش و نسیم سے کوئی جا خالی نہیں ہوا
باغ میں بہتے ہیں گل شبنم کو گریاں دیکھ کر
فیض۔ بابا جگنا تھ پرشاد صاحب اکسٹرا سسٹنٹ کمشنر و مہتمم بندوبست
ضلع نماڑ شاگرد ویم مرحوم۔ آپ نے ایک تذکرہ شعرا بھی لکھا ہے۔ عمر تخمیناً ۶۰
برس کی ہے ۱۹۲۲ء سے حال معلوم نہیں ہوا۔

داغ پیری میں نوجوانی کا
قصہ مرگ کوہ کن بھی ہے
شمع رو رو کے کہتی ہری تربت پر
دید اس کا سینے کے سنگتہ کوئی بھول
فلک منشی لال چند سابق اوپر تہکار می ان کے کلام کا ایک مجموعہ فلک کے
نام سے ۱۹۲۲ء میں چھپ چکا ہے تخمیناً ۵۰ برس کی عمر ہے۔

جدائی دو ہونیکو ہر کچھ دہلنے والے ہیں
باغ سے صرصر کا جھونکا آشیانہ لیگا
نہمی جناب منشی گنگا پرشاد صاحب خلف اکبر منشی شیو پرشاد صاحب و سہی
لکھنوی کا ایست سکینہ خلف منشی سو بھارام صاحب دہلی آپ کا تخلص پہلے

واپس نہ تیرا یا چھٹکار بھی کہاں سے
میرے دل کو ہو گئی تسکین تھاری یاد سے

چاند ہے صبح زندگانی کا
ایک ٹکڑا مری کہانی کا
ہاں اس قبر چھائی ہوئی حسرت کیا ہے
اور پیر دل اندر وہ کی قیمت کیا ہے

تراں طاقی ہر گلشن میں نر گل کھلنے والی ہیں
عندلیبو کو قفس میں آہ و آواز لیگا

۱۰۲
 مہتر تھا مبقا بلچر کین لکھنوی اور اکثر ایک دوسرے سے نوک جھوک رہا
 کی چٹا پنچہ آپ کا یہ مصرع زباں زد ہو سہ میں مہتر ہو اٹھا کر پھینکا دیا کین
 عمر ۶۰ سال

وہ آئے دم نزع بہر عیادت قضا دیکھ لینے سے صورت کیسکی

قابل - بھیروں پر شاد حیدر آبادی شاگرد ثاقب لکھنوی
 دیکے خطا نشے زبانی بھی یہ کہنا قاصد آپ کا خیر طلب خیر گال اچھا ہے
 قمر - منشی بالکرشن قمر ولد منشی رادھے لال صاحب عمر ۶۴ سال لکھنوی
 پیشہ ڈاکٹری -

وغن گل کو جلا دیتے ہیں محفل میں حراغ و غنا دل کو لڑا دیتے ہیں پروانے سے
 آپکی خلوت سرا میں کیوں صبا ہو بار یاب آنیوالی جانیوالی کوچہ و بازار کی
 قمر - بدری پر شادابی - اے وکیل گورکھپوری - شاگرد و سیم
 چلتا ہوا بتو جام بلوریں بھی باغمیں پتھر میں جان ڈال دی جوش بہار نے
 قیصر - منشی شیا م سندر کلرک جنرل پست آفس حضرت گنج لکھنوی

سہنے دو قبر کی آغوش میں خاموش مجھے بعد اک عمر کے سویا ہوں کہاں موش مجھے
 اقربا وہ جو بھی سیت کیا بھرتے تھے بعد مر نیکی کریں دل سے فراموش مجھے
 سامنے داؤد شر کے وہ شرمندہ ہیں اہ زباں سہنے بھی دے شرمش موش مجھے

۱۰۲
 قمر۔ لالہ لالت بہاری لال صاحب تعلقدار پنج محبٹرٹ بسواں
 اپنا آئینہ دل میں جو دکھاتا اس کو صورت آئینہ حیراں سکندر مہوتا

کرشن۔ ڈاکٹر پر ہلا دکرشن شرما دہلوی
 سارہا ہر کوئی گلندار آنکھوں میں نہ کیوں ہو چج گلونکی بہا سہ مکھونیں
 جو کوئی آئے تو مشکل ہونوع کی آساں اٹک ہی ہو مری جان زار آنکھوں میں
 لکھیدا جو کچھ کہ قسمت میں ایسے منظور ہے کاتب قدرت کا ہم شکوہ کلا کرتے نہیں
 کنھیا۔ رائے بہادر کنھیا لال صاحب زری می محبٹرٹ و صدر خزاہی کا پیور
 کیوں نہ مر جاتا مریض غم سیاہاں دیکھ کر رو دیا سب گھر کا گھر انکو پریشاں دیکھ کر
 خواجہ گاہ شتگان ناز ہو عبرت کی جا فاتحہ تم بھی پر صو کو ر غریباں دیکھ کر
 کشتہ۔ بابو اودھ کشور پر شاد صاحب کشتہ بی۔ اے ایل۔ ایل بی کیل
 و مینو پیل کشتہ خلف بابو بندیشری پر شاد کا ایست ساکن موضع پروہہ
 ضلع گیا۔ شاگرد جلس گیاوی۔ و حضرت نوح ناروی۔

اتنا شہر ہے ماہ کا رمل کا لیکن اک داغ ہو مرے دل کا
 بھول بر سائیں وہ رقیبوں پر میں تو کاٹتا ہوں انکی محفل کا
 مال مفلس سمجھ کے اے کشتہ کوئی گاہک نہیں مے دل کا
 کشتہ۔ منشی بھگوان داس صاحب جلال پوری شاگرد جمل جلال پوری

کیا عبادت کو وہ آئیں وقت نزع ^{۱۰۴} اپنی حالت دید کے قابل نہیں

گلشن۔ راجہ جیالال بہادر۔ رئیس اعظم شہر لکھنؤ خلفائے بھوانی بخش
صاحب قوم کالیستال چودھری سابقہ تعلقدار مرتضیٰ نگر ضلع اوتاؤ۔
عمد حضرت فروس منزل محمد علی شاہ فرمانروائے ملک اودھ میں بعد
سردفتر محکمہ خاص سلطانی ممتاز تھے آپ کو بزرگوار برابر دربار شاہان اودھ
و شاہان دہلی میں بعد جلیل القدر سرفراز رہے۔ آپ کا سال ولادت
۱۷۷۵ء اور سال وفات ۱۸۶۵ء ہے شاگرد خواجہ حیدر علی آتش۔

پھانک راجہ جیالال متقبل سرائے معالینجاں اور ایک باغ متصل علیگنج
آپ کی یادگار موجود ہے۔ آپ صاحب دیوان ہیں بہ برس کی عمر میں انتقال فرمایا
نام دتیرے جوڑشن مطلع دیواں ہوا ہر ورق خورشید کا مانند نورِ فشاں ہوا
نشی قدرت کے مدحو نہیں امیر گلشن تو ہر یہ سمجھ لے چاک تیرا نامہ عصیاں ہوا

ہمارا فی شکوفہ پھولا اٹھلا ہے تختہ ہر ایک چمن کا
کہیں تماشا ہو یا سمن کا کہیں نظارہ ہو نشترن کا
جو یاد آیا وہ روئے زکیں ہو ان اکھوں کے شک غنیں
کہ ہو گیا ہے رگ گل تر ہر ایک تار اپنے پیرہن کا
سرشتہ دلو زلف گرہ گیر سے ہوا دیوانے کو یہ سلسلہ زنجیر سے ہوا

گلشن - دیوان منشی رادے لال کو لکشمیری عمر ۵۵ سال میں لاہور
 پچھوئے کون ہیں اور ہم کہاں کو ہیں
 گوہر - بھوانی پرشاد ملکتوی ضلع گیا
 کھولے میخانہ کرباب کرم آراستم
 لطف ہے ساتی ہو کلفام کا برساتی میں

چھمن - منشی لچمن پرشاد صاحب چاندنگری
 تراوہیان میرے دل پاک میں ہو
 یہ ادنیٰ تماشہ ہے قدرت کا تیری
 تصور تراپشمن مناک میں ہے
 زمین پر ہو کچھ اور نہ افلاک میں ہو

ماوہو - منشی ماوہو رام جوگی ولد لالہ گنگا پرشاد بھگت سکینہ بانشی قوم کا
 سکینہ - علم نجوم حکمت - علم موسیقی سے واقف ہیں - جدا مجد دیوان دہلی
 والد دیوان نواب مرشد آباد تھے - خود آخری شاہ اودھ کے زمانے میں
 بخشش الملک کے عہد پر ممتاز تھے - اس وقت عمر پچانوے سال کی ہے
 آپ کا شمار فقرا میں ہے -

بلا اپنا نہ دلبر جب کوئے ما میماں میں
 تیرا دیوانہ اکثر جا بکلتا ہے - باباں میں
 جگر سے دل پہ لے چم پر آنکھوں سے مرگاں پر
 یہ نکلے اشک غم آخر چھپو تھو دیکھو ان میں
 محسن - دیوان امر ناتھ - امر تسری - امرت سینا اور شاہی سینا کے مالک ہیں

علم دوست اور ادب اُردو کے دلدادہ ہیں۔ بزم روشن امرتسر کو آپ کی
ذات سے گرا نقد راہِ ادبیتی رہتی ہے۔ بزم اُردو امرتسر اور منروالاج
کے آپ اعلیٰ رکن رہے ہیں۔ کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال۔

دام صد افکار ہر عقدہ مشکل مجھے
اب رہا کرتے طلسم مستہتی باطل مجھے
دارِ فانی کی مسافت ہر قریب اختتام
آ رہی یاد پھر بھولی ہوئی منزل مجھے

قیس ہوں دیدارِ لیلیٰ حق فطری ہر مرا
اک فقط حد ادب ہے پڑہ مجھ
ماہ۔ منشی دیو پرشاد صاحب میں پوری تلمیذ داغ مرحوم کہنہ مشق شاہ ہیں

ہم تو کچھ کچھ بچے ہیں خوگر مشق جفا
سختیاں سہمہ کو دل ہو جائے پتھر اور بھی
ہائے یہ کہنا کسی کا مجھ سے قوت اضطراب
مرئی ہیں تیرے سوا دنیا میں مجھ پر اور بھی

آج وہ محشر میں ماہل بے نقاب آنیکو ہے
ہو بجائے دیکھئے محشر میں محشر اور بھی
ماہ۔ ٹھاکر راج بہادر زمیندار موضع بوٹہ ضلع ہر دوئی شاگرد جگر لبوانی۔

اور کھل جائے سرسبز کہ جوہر اسکے
خون میں میرے جو تر آ پکا خنجر ہوتا
ماہل۔ لاجپت شرما صاحب دہلوی

خود فنا ہو جائے انسان پھر وصال یا کر گیا
آنکھوں آنکھوں میں نگاہیں نیکے آجاؤ تو کہیں
آنکھ چھبکا نا ہو بامِ عرش تک جاتے ہوئے
پھر کوئی دکھیگا کیا آتی ہوئے جاتے ہوئے

محشر جناب بابو پیارے موہن لال صاحب کالیست۔ سری داستان،
گورکھ پوری۔

۱۰۶
 فصل گل آذری محشر سیاہاں ہو جائے
 میرا دامن ہی گل تر کا گریباں ہو جائے
 محروم - منشی تلوک چند صاحب محروم بی - اے متوطن عیسے خیل ضلع
 میانوالی - پیدائش ۱۸۸۵ء عمر ۴۵ سال -

جب ترا جلوہ رخسار نظر آتا ہے
 مجھ کو اک عالم انوار نظر آتا ہے
 اسکی تدبیر بھی امر چارہ گردہ کہ نہیں
 دیکھے آئینے میں رنگار نظر آتا ہے
 حشر میں سرِ لطیف جھک کے کہا رجتے
 مجھ کو یہ شخص گنہگار نظر آتا ہے
 نظر آتے تھے کبھی خاں میں جلوہ گل کے
 بچوں بھی ابھونے مجھے خار نظر آتا ہے
 نوجوانی میں تیرے رخسار پر یہ زری محروم
 ہو نہو عشق کا آزار نظر آتا ہے

شعبہ

وہی شام وھندلی وھندلی وہی رات کالی کالی
 وہی خاموشی ہوا میں وہی بدلیوں کی جالی
 وہی شمع پھیکلی پھیکلی مرے ساتھ رونے والی
 وہی میں وہی مراد دل وہی مشورے خیالی
 شب غم بڑی بلا ہے شب غم بڑی بلا ہے

محبت - منشی برج بھوکن لال - چتر گپت و منشی سری داستانویہ دوسرے
 کالیست - خاندانی لقب یکہ دھاری عرف جگدھیا چھتری وان ولد
 منشی بھیرن پرشاد سبکدھار منشی ساکن قیوم دریا باد ضلع بارہ بنکی اوڑھ و لاڈ

۳۰ سالہ تلمیذ نظر لکھنوی۔ ابھی کمسن تھے کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔
 غریب ماں نے تعلیم جاری رکھی اسکے بعد ملازمت کا سلسلہ ۱۹۲۲ء
 تک قائم رہا اسکے بعد آزادانہ زندگی شروع ہوئی تصنیف و تالیف
 مضمون نگاری ہندی فارسی انگریزی بھاشا زبان کی۔ خوشنویسی۔
 فیاض اصحاب کی قدر دانی رؤسا کی علم دوستی ذریعہ سہراوقات ہے۔
 نشر میں تاریخ وریا آباد اور نظم میں رنگ زمانہ آپ کی تصنیف سے طبع
 ہو چکی ہیں اسوقت آپ کی عمر ۷۰ سال کی ہے۔

اُسٹھے گر چشم ظاہر بس پرہ خودمانی کا
 نظر آنے لگو ہر چیز میں جلوہ خدائی کا
 جہاں کے ساز و ساماں پر ہونا چاہئے نازاں
 جب اپنی موت پر قابو نہیں سنا میں انساں کا
 بہت جہیں انکو کسے دنیا میں قرار؟
 ایک جاسا یہ کبھی رہتا نہیں دیوار کا
 جو عالی ظرف ہر انکو نہیں فکر تن آسانی
 کہ غیروں کے مزے کیواسطے ہو جام گردنیش
 وہر میں کم مایہ کو نخوت مٹا دیتی ہدیوں
 دفعہ جیسے مولے سے کوئی قطر خشک ہو
 خود فراموشی عالم ہو طلسم قدرت
 آئے جو لوگ یہاں، ملک عدم بھول گئے
 مخلص۔ رائے آنند رام دلی کے رہنے والے فارسی میں مرزا بیدل اور
 خان آرزو کے شاگرد تھے۔ کبھی کبھی اردو بھی کہتے تھے نہایت قابل
 استاد تھے۔

وہم آنے کی کسکی گلزار میں پڑی ہو
 ہاتھ ارگو کا پیالہ زکس لہو کھڑی ہو

مذاق۔ پنڈت شیونرائین صاحب شرما ویدراج دہلوی

اگر کھانے میں غریب تھے تقدیر کو ٹکڑے
تو وہ تدبیر کر جس میں تو قیر کے ٹکڑے
قیامت ہو نہیں سکتی کہیں تو قیر کے ٹکڑے
کہیں کیا مری تقدیر تو تدبیر کو ٹکڑے
مجھے ہیں کھینچو دل پر ادا و ناز کے نقشے
اس آئینہ میں کچھ لونگاری تصویر کو ٹکڑے
مسکین۔ لالہ کنج بہاری لال صاحب کا لیٹھ سکینہ ساکن سدھو تحصیل
جید گڑھ ضلع بارہ بنکی میں کسی زمیندار کے یہاں متصدیوں میں ملازم تھے کہنے
مشق شاعر تھے ۱۹۱۱ء ۸۶ برس کی عمر میں انتقال کیا۔

وہاں جب وہ غیرو کی محفل میں بیٹھے
یہاں رہ گیا دل تڑپ کر کسی کا
پیام اجل سے نہیں کم ہے مجھ کو
وہ منہ پھیرنا ہائے ہنس کر کسی کا
مسرت۔ لالہ گوری شنکر کالیست ساکن محلہ اشرف آباد لکھنؤ نمینہ حکیم فدا احمد
وانش لکھنوی ۲۰ برس کی عمر میں ۱۹۱۲ء میں انتقال فرمایا۔

تجلی تھی وہ جیسی جس کو موسیٰ کو شرا کا تھا
مجھے بھی دیکھنا دیکھنے کو چاہتا ہوں
مقبول۔ لالہ جیسکھ رائے خوشنویس ولد جنی لال خیر آبادی ساکن لکھنؤ آپ
فرمان نویس سلطانی تھے شاگرد منشی مینڈ و لال صاحب زادہ

بہت کھلا بیگاکل گرجوں سلامت ہے
دکھائیگا ابھی کیا کیا بہار دل میرا
منکسر۔ رام بی نام۔ خلف لالہ سورجی جی و صری۔ وطن قصبہ دریا باور ضلع
بارہ بنکی سکونت حال رودلی (ضلع بارہ بنکی) ذریعہ معاش تجارت ہے۔

۱۱۰
بی۔ ملے کی ڈگری بنارس ہندو یونیورسٹی سے لیٹر لکھنؤ یونیورسٹی میں قانون
پڑھ رہے ہیں شاگرد جناب آزاد لکھنؤ عمر ۲۴ سال۔

دام ہوا و حرص میں محصور کر دیا ہر طرح مرغ رخ کو مجبور کر دیا
منزل کی ہم قریب پہنچ ہی گئی تھے آہ خود بینی و خودی نے مگر دور کر دیا
اسرار وحدت اسپیہ سب آئینہ ہو گئے جس نے کہ دل سے داغ دُئی دور کر دیا
منور۔ منشی شبیر رشاد خلف ملک الشعرا منشی دوار کا پرشاد وفق ابن منشی
پورن چند دتہ بن منشی انیشری پرشاد شاعری سال ولادت جولائی ۱۹۰۷ء
عمر ۳۳ سال قوم کالیست سکینہ ابتدا میں اپنے والد ماجد سے اصلاح لیتے
تھے پھر منشی نظر کے شاگرد ہوئے اب منشی صدر صاحب سے تلمذ ہے۔

خاندانی شاعر ہیں تیرہ برس کی عمر سے مشق سخن جاری ہو۔ انگریزی ناول کے
ترجمے بھی کئے ہیں سچل نظیم زیادہ تر کہتے ہیں طبیعت اس فن میں مناسب
ہو۔ ریلوے دفتر میں ملازم ہیں ہندوستان میں اکثر رسائل میں آپکا کلام
شائع ہوا کرتا ہے رابعیوں کا ایک مجموعہ چھپ چکا ہو

کمال خود شناسی عائے زندگانی ہو فنا فی الذات جو با حیات جاودانی ہو
کوئی کیا از سکھے اس طلسمی کا خانے کا مریستی میں مضمرا ایک دنیا کے معانی ہو
مٹے مٹے بھی ہو کینست کی خوشناتی اہل دنیا کو ذرا غیرت انجام نہیں
مرتبہ یہ جان دینے سے حامل ہو گیا سونہ پروانہ فرغ ستم محفل ہو گیا

اس قدر محو فریب آرزو دل ہو گیا
کیوں رہ روی جاوہ عرفاں نہ کیجئے
عشق بقائے روح ہو عشق غنائے روح ہو
معمو دل ہو اسکی تجلی سے آجتک

اب تعلق چھوٹنا دنیا سے مشکل ہو گیا
اس راہ میں نہیں ہیں گرد سفر کا نام
یہ جو نہیں تو دہر میں لطف حیات ہی نہیں
دیکھا بس اک نگاہ تھا روز ازل جسے

موجی - منشی موجی رام خلف دیوان چھتر پٹ لکھنوی ملازم بہار الدولہ
امیر الملک نواب حسن علی خاں خلف نواب سعادت علی خاں شاگرد مصحفی نامی
گرامی استاد صاحب تلامذہ تھے۔

وصل بھی دیکھا جدائی دکھ لی
دلکے آئینہ میں ہو تصویر یار
حق نے جو صوت دکھائی دیکھ لی
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی
موہن - پنڈت موہن لال صاحب سکندر آبادی عمر تخمیناً ۲۰ برس۔

مکان سے ہمو تعلق نہ لامکان سے ہیں
سراغ ملک یا یہ تیرے نشان سے ہیں
تمام عمر اسی آرزو میں خستہ ہوئی
موہن - مدن موہن لال صاحب دہلوی نو آموز شاعر ہیں۔
جہاں ہو جلو ترا ہو غرض ہاں سے ہیں
تھیں نے صید کیا تیرے کماں سے ہیں
پیام وصل ملاپ کی زباں سے ہیں

فلک کو تھی یہ قتل مرے مٹا نیکی
وہ عاقبت میں مرے کام آئے موہن
منت - منشی رام دیا ل صاحب تلمیذ نور میر ٹھی
چمن میں خاک بھی چھوٹی نہ آشیانہ کی
میں اپنے ساتھ جو دنیا سے لیکیا نیکی

نہ دیکھو کہ پھر بکھر جائیں گے وہ بنے والو " جابو آنکھ بھر کے سوئے ساحل دیکھتے جاؤ
 مہتاب مہتاب رائے صاحب مدکار ہستم متفرقات خانگی شرف الامراء
 شاکر و نائب

حد پر پنی ہو یہی سن ہر اک چیز کا ہو میل اچھا ہو زیادہ نہ ملال اچھا ہو
 سینکے بجلی کو گرا نیکی بھیں مشق ہو خوب روکے برسانے کا مینہ ہم میں کمال اچھا ہو
 قہر بابو زائن پر شاد و راہ جانشین فصیح الملک ذاب مرزا داغ دہلوی
 عمر تحفینا ۵۵ سال ریاست گوالیار میں کسی اعلیٰ عہدے پر ممتاز ہیں نہایت
 خلیق مذاق صحیح رکھتے ہیں ایک دیوان اور ایک مثنوی طبع ہو چکی ہو
 ملائیکہ قیامت میں کیونکر ہو یقین ہو کہ یہیں اشر نے رکھا کہیں نہ کہو کہیں ہو کہو
 سما ہر تمہارا حسن جسد کے نگاہوں میں زمانے میں نظر آتا نہیں کوئی حسیں ہو کہو
 اکھی چھوڑ کر دنیا کو ہم جنت میں کھینچاں میں جو ملنا ہو ہاں ہو کہو وہ مل جائے یہیں ہو کہو
 قہر حکیم سورج کنول عرف دو گل خلف حکیم حیدر اس مخلص پر شاد ساکن
 دولت نگر صنلع کجرات عمر ۳۳ سال علمی قابلیت منشی فاضل پیشہ تجارت
 ان کے بزرگ دس پشت سے دہلی کے رہنے والے تھے غدر کے زمانہ
 سے کجرات میں سکونت اختیار کی
 چڑھ گئے دار پہ ہم خندہ جہیں تیر دے لئے
 کیلا اختیار ہو میں مہتی کا اپنی مہر
 اس سے بڑھ کر تجھے امید و فاکو لسی ہو
 ہر اک چراغ جب یہ سر رکھزار کا

مست۔ بابونہ کشور لال ایم لے۔ ایل ایل بی۔ رئیس وزمیندار کوئل گیا
 قوم کا بیست۔ عالم شباب سے فوق سخن تھا۔ اردو کے محقق تھے علمی اور
 لکی کاموں سے بہت چسپی تھی شاگرد اکبر وانا پوری ۵۵ برس کی عمر میں
 انتقال فرمایا۔

اٹھا بخار سے تو آنسو ٹپک پڑے بیچ، کہ مینہ برسے گا جب تک گھٹا نہ ہو
 میکش۔ غشی جانکی پرشاد صاحب ولد غشی بر جلال ساکن قصبہ جالس
 ضلع رائے بریلی ولادت ۱۳۵۷ء۔ مورث اعلیٰ چودھری رائے ملنا تھ
 صاحب اکبر بادشاہ کے زمانہ میں فنون سے جالس آئے بادشاہ کمپرنٹ
 سے چوراسی موضع اور خطاب رائے چودھری مرحمت ہوا۔ فارسی اردو
 بھاشا میں اچھی قابلیت ہے اردو فارسی کے شاعر ہیں۔ رامائن نظم اردو۔
 ایزد نامہ بطور خالق باری آپ کی تصنیف سے طبع ہو چکی ہیں۔ فن پارہ نیکوئی
 اور مقیدہ گوئی میں کافی مہارت ہے اس وقت ڈل اسکول رکھا صنایع
 رائے بریلی میں ہیڈ ماسٹر ہیں۔

سیکڑوں لاکھوں مصیبت اور دل رنجور کا
 میں عالی حوصلہ ہوں میں نظر نہیں فلک
 بار غم پڑتا ہے جسکے سر اٹھاتا ہے وہی
 ہم ہیں میکش لالہ و گل سے ہیں ہر کام کیا
 مڑکے سر پہ گویا بار کوہ طور کا
 دانہ اسپند ہو بیضہ ہو یا عصفو کا
 کام کچھ اس میں نہیں حال کامر زور کا
 ہو فقط درکار ہم کو باعجبہ انکور کا

جہاں میں ایسے ہیں اہل نظر ہم
مثال نیر اعظم شب و روز
وہی آئے نظر دیکھیں جدھر ہم
رہا کرتے ہیں سرگرم سفر ہم
میکیش۔ سروپ زائن مجبوری خلف منشی لچھی زائن رئیس مجبور تعلیم انگلش
ایف اے تک اردو فارسی میں قابلیت رکھتے ہیں۔ کاکٹری پبلی کسٹ
میں ہیڈ کلرک ہیں تلمیذ نثار۔

وہ کاشچین بنکے مئے میں آسکیں
کہد کہ کوئی دروسے محروم خواب ہو
میکیش۔ منشی سورج بھان ساکن تھانہ۔ دیوان طبع ہو چکا ہے ۱۹۵۷ء
تک بقید حیات تھے۔

حشر میں شرمندہ ہو تیری بلا
تہمتیں جھوٹی لگاتے ہو لگاؤ
تو شہید ناز کا قاتل نہیں
یاور کھواس سے کچھ جاہل نہیں

ن

ناز۔ لالہ نانک چند ولد لالہ کرم چند متوطن ضلع ہزارہ صوبہ سرحدی لاوت
سنہ ۱۹۵۷ء عمر ۳۴ سال تعلیم انگریزی فارسی انٹرنس تک۔ اس وقت اخبار
پرتاب کے اڈیٹر ہیں۔ اخبار میں ہر ہفتہ ایک مشاعرہ شائع کرتے ہیں
کلام زیادہ تر سیاسیات پر ہوتا ہے۔

مخمل ہست و بود کو جس نے بنا دیا ہست
مجھے ملی شگفتگی رنگ گل جنوش کو
میں فضا کے عشق میں سو شگفتگی زبانوں
نغمہ نمود میں کیف طرب طراز ہوں

چارہ گرد سے کیا غرض چاہے گرد سے کام کیا
 دو دل خیریں کام میں آپ ہی چارہ ساز ہوں
 نادان۔ اکھوری پرانگ دت ولد اکھوری گرو دھاری لال صاحب وطن موضع
 دھوری ضلع گیا قوم کالیست مختار ڈالٹین گنج تلمیذ سرریا بری سلسلہ ۱۹۳۳ء میں
 ۶۰ برس کی عمر میں انتقال کیا ان کے بھائی اکھوری گوپی کشور دپی مجسٹر
 کیا ہیں۔

ابتور واما ہوں جس میں نادان
 دل لگایا ہوتا دلگی کے لئے
 ناز۔ لالہ شیر سنگھ دہلوی تلمیذ برق دہلوی۔

ہو گئے راز آشنا وہ مجھ کو گراں دکھ کر
 آنسوؤں سے تر تیرا مان تر گراں دکھ کر
 دلکی بڑبی کا عقد مجھ پہ روشن ہو گیا
 آنسو نہیں آج رنگ حسن اراں دکھ کر
 کیسے کیسے چاند کو ٹکڑے نہاں میں نہ ریختا
 کانپ اٹھتا ہوں سوئے گور غریباں دکھ کر
 ناز۔ سردار بسنت سنگھ

ایسی بھی چند گھڑیاں تھیں میری زندگی میں
 برسوں جیاد ہوں خلو میں یاد کر دیجی میں
 آیا ہوں بھیک لینے صبر طمانیت کی
 تشکیں سے سو نہوا لو دنیا کے خاموشی میں
 مجنوں بنایا نولے اک اور یہ عنایت
 آباد کرنے مجھے بھی صحرائے بیخودی میں
 ناشاد۔ پرنسپل رام پرشاد گھوسلا۔ ایم۔ اے۔ ای۔ ای۔ ایس۔ اور حال معلوم نہوا
 بلیں بھری ہیں حسرتیں غم ہو بھرا گاہیا
 لے لے دل پرستہ ہو گل کی تمیم سے عیاں
 ڈر بھرا جگر میں ہو باس بھری ہوا آہ میں
 چاک جگر کی ہو صد انغمہ مرغ گلستاں

حسرت یاس کا ہر رنگ محفل انبساط میں
خند گل ہر عارضی اور ہر عارضی بہار
صد و غم سے ٹوٹ کر ساغر دل ہر چوچو
برق جہان کی رو میں ہر رخ چمن کا آشیان
بھولا ہر کیوں کہاں کو حسن و یکرنازیں

غم کو خار کی جھلک جام مے نشاط میں
آنی خزاں تو پھر وہی صحن چمن میں خارزار
عیش و طرب کی زرم میں بادہ غم کا ہر سرور
فصل خزاں کا منتظر رہتا ہر صحن گلستان
خاک نشیں ہو سر جھکا درگم بے نیاز میں

نامی منشی رام دیال برادر منشی مینڈر لال صاحب زرا و لکھنوی سندھ عریں
انتقال کیا صاحب دیوان تھے کلمہ نو بستہ میں رہتے تھے صاحب ملائذہ تھے۔
اک الموت نے مارا نہ قصا نے مارا

نامی منشی دیو دیال صاحب عرف منیب جی لکھنوی شاگرد غالب دہلوی اکبر پور
ضلع فیض آباد میں رہتے تھے۔ تھوڑا زمانہ ہوا کہ انتقال فرمایا

کبھی صبا سے مہر منہو گلوں کا دماغ ،
روما ہوں ہجر میں تو یہ کہتا ہے آسماں
توڑنا پھولوں کو گلچین کبھی گلشن میں
نامی منشی روپ کشور ولد منشی نند لال سہارنپوری تلیند شکر لال ستانی۔

طوان تیری گلی کا اگر صبا نہ کرے
طوفان اشک کے مری مٹی خراب کی
نالا بلبل بیدل بھی اثر رکھتے ہیں
سکندر آبادی و غریب سہارنپوری عمر ۷۵ سال قوم جینی مہاجن۔
فارسی و انگریزی میں کافی مہارت رکھتے ہیں آپ کی ہر غزل میں ایک مطلع
نعتیہ ضرور ہوتا ہے

آیا جو نام پاک محمد زبان پر ،
 فنا کرتا ہر خود بینوں کو ہستی سے گزر جانا
 مٹاتا ہے جاہوں کو ہوا کا سر میں بھر جانا

ہی جاتی ہو عمر کی کشتی نا خدا کا پتہ نہ ساحل کا

نانک۔ لالہ نانک چند کھتری ولد لالہ راجہ رام لکھنوی محلہ بہورن ٹولہ عمر ۳۷
 سال شاگرد پیائے صاحب رشید اکیس برس کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا
 تین برس کے بعد مرثیہ گوئی کا شوق ہوا پہلا مرثیہ نواب اکرام اللہ خاں کے
 امام باڑے میں ربیع الاول کو پڑھا جس میں آپ کی کافی شہرت ہوئی۔ دوسرا
 مرثیہ مولانا سید تقی صاحب مرحوم کے امام باڑے میں پڑھا مجمع کثیر تھا ہند
 شیعہ سنی سب لوگ شریک مجلس تھے مظفرنگر کی زماں میں شاعر کو مشاعرہ
 ہوا اس میں ایک شعر حاصل مشاعرہ تھا۔

یاں ذات عشق فانی واں حسن جاوانی موسیٰ نہ سمجھے اتنا کس سے مقابلہ تھا
 اسکے بعد اور بہت سے مشاعروں میں شریک ہوئے ایک دیوان چند مرثیے آرائیں
 آپ کی تالیف سے مطبوعہ موجود ہیں۔

ہر خیال ماسوا سے مطلقاً بیگانہ ہم
 ہم سے زبردل کو نہ سمجھے کوئی مجبور نشاط
 محدود زندگانی دنیا ہے اس قدر
 اپنی شمع حسن کے ہیں آپ ہی بڑا نہ ہم
 پاس ساتی ہو دگر نہ لوٹ لیں منجانب ہم
 ہر سانس پر گماں ہو کہیں آخری نہو

اے قیس نظر حسن حقیقت سے خبردار
جو ہوا اور ہو گا جو کچھ سمجھا لے کام ہو
تم حجاب نور سے باہر تو آ جاؤ کبھی
اب میں نہیں اور جلوہ طوڑ سیار ہے
عشق بڑا پالکے شرح شوق بڑا پالکے پوچھے

سایہ ہے اسے لیلیٰ محفل نہ سمجھنا
میں نہیں خود مختار یہ الزام ہی الزام ہو
بے تامل سجدے میں گزرا ہمارا کام ہو
موسیٰ بھی ساتھ ساتھ ہیں دیدار کیلئے
انتہا یہ ہو کہ اب جو لفظ ہو افسانہ ہو
ناچیز۔ ٹھا کر کلیان سنگھ خلف ٹھا کر مدین سنگھ میرٹھی شاگرد قلع میرٹھی پور لوی
دی۔ ایس۔ ہائی اسکول عمرہ ۵ سال کہنے مشق خلیق اور با اثر ہیں۔

استفاؤ اس قدر ہے مالہ ولسو مجھے
دیکھتے قابل تھی اپنا حیر غرقابی مری
نالال۔ ماسٹر گورنمنٹ سنگھ ولد سردار سند سنگھ ابن سردار بھگوان سنگھ ولادت
۱۸۹۷ء عمر ۳۳ سال آپ کے مورث اعلیٰ بلاق سنگھ مہاراجہ گجپت سنگھ
والی جنید کے حقیقی بھائی تھے۔

ابھی چھ سات برس کی عمر تھی اسکول میں داخل ہو چکے تھے کہ والد نے
عین شباب میں کثرت مے نوشی سے انتقال فرمایا جب کوئی مرنی نہ سلیکم
منقطع ہو گیا ادارہ گردی نصیب ہوئی تو چھوٹی پھٹی نے بڑی پھی کے پاس
ڈرو لی ضلع فیروز پور بھیج دیا۔ اور وہاں دیو سماج ہائی اسکول ضلع موگا میں داخل
ہو گئے ابھی چھٹی جماعت میں تھے کہ شاعری کا شوق ہوا اتفاق سے اسکول کے

دوستاد شاعری کا شوق رکھتے تھے دونوں میں شاعرانہ نوک جھونک ہوا کرتی تھی ان کی صحبت سے اس فن میں بہت مدد ملی اصلاح سخن بھی ہونے لگی۔ پھر مولانا محمد اسماعیل صاحب فائق دھرم کوئی کی خدمت میں حاضر ہو کر کتبا فن کیا فارسی علم ادب کی تکمیل جناب فائق سے کر کے پنجاب یونیورسٹی کے امتحان منشی فاضل میں کامیابی حاصل کر کے ۱۹۲۸ء انٹرنس پاس کیا اب یو سماج ہائی اسکول موگا میں فارسی کے مدرس اول ہیں۔

چمن الوں نے ملکر لوٹ لی طرزِ فغان مری
لاؤں سنہو الوں کو ملا دوں دلِ حسینوں کے
حال کیا پوچھتے ہو شمع سے پروانوں کا
عشقِ زخمت نشینوں کو کیا خاکِ نشیں
نسیم - پنڈت دیاشکر ولد پنڈت گنگا پرشاد کشمیری لکھنوی ساکن کشمیری محلہ
مصنف گلزارِ نسیم شاگردِ آتش - ان کا کلام کسی تعریف اور تعریف کا محتاج نہیں ۱۹۶۲ء میل انتقال کیا۔

رج روان جسم کی صوت میں کیا کہوں
بمجاہد حق کو اپنی ہی جانب ہر ایک شخص
بے گل غنچہ سے کہتی ہے نسیم
صدوار گہرا بار کو دیکھا تو کہسا
جھونکا ہوا کا تھا ادھر آیا ادھر گیا
یہ چاند اسکے ساتھ چلا جو جدھر گیا
بات بکلی منہ سے افسانہ چلا
عالم آب میں بھی ہوتے ہیں سایے پیدا

نسیم اس چمن میں گل تر کی صورت
 ہم شیشہ اسکتہ ہیں تم کیف موج سے
 صدقے اس پر کار پاک کر جنے کیا
 کل تک جو شمع محفل عیش و نشاط تھے
 دل بدل آئینہ ہے دیر و رسم
 کفر و ایمان دونوں جانب کی سنے
 دولت ہو جو پھیلائی بشر پیش بشر ہاتھ
 حبش جیتے جی مرے کام آئیگی
 خم نہ بن کر خود غرض ہو جائے
 منت دلا کسی کی نہ اصلاً اٹھائیے
 خاکساری وہ ہے کہ ذروں پر
 کان میں سب کے اپنی بات نہ ڈال
 غنچے سنستے ہیں یہ کہ گلچیس کو
 عہد پیر میں نہ ہوئے یوں مویش حواس
 دہریس کیا کیا باب ہیں
 پہنچی نہ راحت ہم سے کیسکو اور اذیت کوش ہوئے
 جان پڑی تباہ شکم تھے مر کے وبال دوش ہوئے

پھٹے کپڑے رکھتے ہیں پردہ ہمارا
 بنیاد عیش متھے ہو ہم سے بناؤ رنج
 بہر طفل غنچہ پیدا شیر بے ایتان صبح
 جلتا نہیں چراغ بھی آج انکی گور پر
 حق جو پوچھو ایک درہم دو طرف
 اسلئے گوش بشر ہو دو طرف
 یارب کبھی ہاتھ کا ہو دست نگر ہاتھ
 کیا یہ دنیا عاقبت بخشا سگی
 مثل ساغر اور کے کام آئے
 مر جائے نہ ناز میسجا اٹھائیے
 روز بامداد نور ہونا چاہئے
 آبرو مثل آب گوہر ہے
 خار ہو گل کہ باس زر کیوں ہو
 صبح کو جیسے مسافر سے ہو منزل خالی
 کیمیا درویش سچا آشنا
 پہنچی نہ راحت ہم سے کیسکو اور اذیت کوش ہوئے
 جان پڑی تباہ شکم تھے مر کے وبال دوش ہوئے

نشاط۔ منشی سحبت بہادر سبوانی تلمیذ جگر سبوانی

نہ کچھ عرش پر ہے نہ افلاک میں ہے
غرض ہے جو کچھ وہ اسی خاک میں ہے
وہی پھول میں خار میں بھی وہی ہے
وہ گلشن کو خس اور خاشاک میں ہے
بشر جان دیدیکے ملتے ہیں اسمیں
کشتش کو نسی ہائے اس خاک میں ہے

نشر۔ سرداری لال صاحب میر بھٹی عمر ۳۰ سال

ضبط میں بھی ہو گئی سوائیوں کی انتہا
ابتواک اکاشک غم طوفانِ اماں چاہے
نرمل۔ آثار ام شرما ولد بی بی شرما۔ وزیر کلر ٹیچر کر رہا ان اسکول ڈاکخانہ
بھٹو ضلع حصار۔ عمر ۲۵ سال۔

آتش غم سے میں جل کر مل گیا خاک میں
رہے ہیں قبر پر وہ یہ تباہی دیکھ کر
نظم۔ رائے ٹھاکر پرشاد صاحب صیغہ دار مصارف فوج حضور نظام
تم گئے جاو جفا و نہ جفائیں ہر روز
ہم ہی تھے کہ جاؤ گئے حال چھا ہے
نظم۔ منشی ملک بہار لال صاحب فرخ آبادی تلمیذ رشید افرخ آبادی۔
عمر تخمیناً ۲۵ سال نو مشق شاعر میں۔

ناز ہے حد سے سوا حسن پر اپنے آنکو
وہ سمجھتا ہے حسینیوں کے دنیا خالی
نظم۔ راجہ رجن لال بکینٹھ باباشی شاگرد مینڈ و لال زرار لکھنؤ
چشم سے اپنی بہا کرتے ہیں اکثر آنسو
ہم اگر چاہیں حشمیہ بھی دریا ہو جائے
نظم۔ رینگہ پرشاد گورکھپوری بی۔ لے۔ عمر ۲۲ سال تلمیذ ایشم

لطف میں فطرتی تمام منظر کو ہمارے
 نظر منشی نوبت رائے ولد واسٹر الفٹ رائے کا بیستہ سکیڈ نہ ساکن محلہ نواز گنج
 شاگرد رشید آغا منظر صاحب منظر لکھنوی مصور بے بدل تھے اور اس فن کو
 منشی چندن لال سے حاصل کیا تھا خوشنویس بھی تھے ابتدائے عمر سے
 شاعری کا شوق تھا غزل محنت سے کہتے تھے منشی لکھنوالا تائیت کی
 تحریک سے رسالہ خدنگ نظر شایع کیا تھا جو دس برس تک جاری رہا پھر
 رسالہ ادیب کے ایڈیٹر ہو کر الہ آباد گئے وہاں سال بھر رہ کر ترک ملازمت کر کے
 لکھنؤ چلے آئے کچھ دنوں خانہ نشین رہے پھر او وہ اخبار کی ایڈیٹری ملی ۵۰
 ۱۹۲۳ برس کی عمر میں ۱۹۱۶ء میں انتقال فرمایا۔ ایک مرتبہ نواب مرزا ملک شاگرد
 رشید لکھنوی کے مشاعرہ محلہ مفتی گنج میں ایک مطلع پڑھا جس کی داد شعرا
 نے بے انتہا دی۔

یاد دل ہو مرا یا ترا نقش کھن پاہو غل ہو کہ اک آئینہ سراہ پڑا ہے
 اسی طرح ایک مشاعرے میں یہ مطلع حاصل طرح مان لیا گیا۔
 نزع میں دیکھا جو انکو اپنا پس آتی ہوئے اُٹھ گئے اکبار و نعل ہاتھ تھرتے ہوئے
 ہندو شعرا میں ان کے معاصرین نے غزل گوئی میں یہاں مرتبہ نہیں پایا جو انکو
 حاصل تھا حقیقی الفاظ کا بید شوق تھا۔
 ہنستا ہے داغ جگر پر قہر ہے پھول ان کے ہاتھ کا توڑا ہوا

مطلب ال کالب شمع سے پایا نہ جواب
یا آتا ہو مزہ کس شمع کی تعزیر کا
جانکر ٹھنڈی ہوا وہ چین سوئی تو ہیں
موجہ ت ہو رہا ہوں داغ حسرت کچھ کر
مرگیا زنداں میں جب میں جوشی آتش نفس
عشق ذی لاکھ دے قلم غم میں غوطے
منزلت اپنی اگر غور سے دیکھی ہوتی
اہل دنیا کو کسیدن نہ ہوتی فکر عدم
کون رہتا ہو مذاق بھل سے مطمئن
اس سے پہلے اک پرستاں تھی مری ہم خیال
ہو ہاتھ اٹھائے نسو عین خلوت میں ملال
راز جسکو فلسفی کہتے ہیں ہفت افلاک کا
وہاں گور کو جس نے سمجھو پوچھنے الو
نظر سے عالم فانی کی مجھ کو سیر
ماول پھیریں میں عذرا سو درگذا
سے دہریں مہماں نوازی بھی عجیب ہے
آخرش کز لک غم نے ورق بہتی سے

سرخنارت کو پرانوں کی کیسا کیسا
و کو حسرت کے پہلو ڈھونڈیے تقصیر کا
و ہم بھڑک کر نہ کہنے آہ سر بے تاثیر کا
بلبل تصویر ہو نہیں گلشن تصویر کا
بجھ گیا شعلہ چراغ خانہ آرزو بکیر کا
پیر ہن خشک رہا صورت کو ہر اینا
آپ میں چشم تماشا میں تماشا ہوتا
کیا مسافر ہیں کہ جبکو نہ وطن یاد آیا
خندہ بیجانے غنچوں کو پریشیاں کر دیا
جشت دل نے بھری مغل کو ویراں کر دیا
آنسوؤں کے آگے دونوں کو پیشیاں کر دیا
ہر وہ اک جو ہر کے آئینہ اور اک کا
کہیگا حال خود پنا مرا مردہ زبان ہر
عینک بناؤں ڈھونڈ کے چشمہ حباب کا
قیامت میں سو گا کون میری شور و شہر میں
خوشی سو ماؤں بھلائی ہیں ماؤں کو دہریں
صوت حرف غلط کر دیا زائل مجھ کو

تماشا ہو کہ ہم زندہ ہیں لڑو نہیں داخل ہو
 سمجھے ہزار سال جو دم بھر سہاں رہے
 تیج ہو وفا کی جنس کا دنیا میں کال ہو
 جی جاؤ نہیں جو دلی تمنا مرے کوئی

یہ کس انداز سے ہو مٹایا نا امید رہنے
 وود چراغ کشتہ تھی ہستی ہماری کیا
 معشوق بمریت اجاب خود غرض
 بے عارفوں کو نفس کشی باعث حیات
 نکم۔ لالہ بلدیہ سنگھ دہلوی۔

غنجوں کو لگے ہی ہو دنیا کی ابت میں

ایسا نہو نیا وہ ہو اور گل کھلا نہیں
 نہال۔ کنوچندی سہائے صاحب خلت راجہ جیالال گلشن۔ رئیس شہر لکھنؤ
 زبان فارسی میں مذاق کامل رکھتے تھے۔ اردو شاعری میں نواب عاشور علی خاں
 بہادر سے ملندہ رکھتے تھے۔ آپ کا سال پیدائش ۱۸۵۵ء اور سال وفات

۱۸۶۵ء ہو فن خوشنویسی کے استاد کامل تھے۔ طرز سخن حسب ذیل ہو۔

لکھا جو وصف وہن غیب سے ندا آئی
 جو نخل بند ازل کا ہوا چمن میں خیال
 غریق بحر محبت کی لی خبر نہ کبھی
 بہار گلشن ہستی ہو قائم شادی غم سے
 جہاں معشوق ہو عاشق وہیں اسکا پہنچتا ہو
 نہال سکے کرم کی پار بیڑا ہو گاتیرا بھی

عدم کا قصد کیا تیری دلیس کیا آئی
 نظر گلوں میں عجیبان کبریا آئی
 خدا سے شرم نہ کچھ کچھ کو نا خدا آئی
 جو گل خنداں ہو گلشن میں تو گراں شمع محفل میں
 چمن میں جاؤ روانہ نہ بلبل آئی محفل میں
 بچایا نہ حکومتوں فاسد جسے عین مشکل میں

نیر۔ منشی جگند ز ناتھ پشاور کی خلف جہدار صاحب لالہ امیر چند گورنمنٹ منشی پشاور۔ ولادت سال ۱۹۱۵ء بمقام نوشہرہ ضلع پشاور عمر تقریباً انیس سال پہلے خلیل افغانی سے ملندہ تھا۔ اب جناب سہل صاحب پشاور کی جانشین تاج الشعر حضرت شاطر صاحب سے ملندہ ہے۔ ۹ برس کی عمر ہو۔ نہایت خلیق ملنسار نیک طبیعت ہیں۔

میں منکر تو نہیں مالک خدا ہے
مری تقدیر کی خوبی زمانہ سے زالی ہو
دل لبر زلفت سے کبھی شکوہ نہ نکلے گا
بلا میں ہر گل شاہد اب کی جی بھر دلتی جا
مگر دل تو بتوں پر ہی فدا ہے
کہ مر مر کے ملا ساغر تو وہ بھی مری خالی ہو
وہی کائنات صدا ہو جو اندر سے خالی ہو
چمن میں آج ادبیل گلچیں ہو نہ مالی ہو

وحشی۔ منشی کرشن سہاسی بی اے کپیل کانپور عمر ۳۴ سال
منزل گور میں جہت کا بھروسہ کرنا
خندہ برق بھی ہو خندہ گل میں مضم
دیکھ او کو چہ جاناں سے گزرنیوالے
ورما۔ گنگاپر شادور ماساکن پرتاب گڑھ مقیم ناگپور
کس طرح سے بچیں تری قد کے تانے
وشنو۔ بابو وشنو شنکر جیٹار و قمر کو نسل لکھنؤ عمر ۴۰ سال

صبر سے کام لیا جب کسی شیدائی نے
 وقاف منشی بابوالا صاحب اناؤ عمر ۴۵ سال آپ اٹناؤ میں رہتے تھے
 فائدہ انساں کو کیا ہو کوشش قدیر سے
 قطع کرتی ہیں تعلق گھر سے حبشی تھے
 وقاف۔ راجہ شیو کمار قوم کالیست کرے سرسی باسنت ساکن کٹرہ ضلع
 الہ آباد نواب آصف الدولہ کے عہد مبارک میں وقاف نیکو کار تھے۔ فارسی کا
 دیوان مرتب ہو چکا تھا۔ اردو میں کبھی کبھی طبع آزمائی کرتے تھے۔ سودا اور
 تیسرے زمانے میں مشاعروں میں اکثر شریک ہوئے تیسرے بلند حاصل تھا
 شہادہ میں انتقال فرمایا۔

مشغل رات وہ آتش تھی مری سینے میں
 مزیں گزریں یہ بھی تو ہوا ہائے نصیب
 پہنچیں ہاتھ جو اس پائے نگاریں یہ مری
 وقاف۔ پندت میلارام صاحب وقالاہوری۔
 کسکو نصیب تھے ہیں پھر طبع ہائے عیش
 تم بھی کرو نہ جبر مری جان اس قدر
 زیبا ہو جتنا فخر کرے سرزمین ہند
 جتنا ہو کون دیکھئے اگلی بہار تک
 ہم بھی کریں گے صبر مگر اختیار تک
 حصہ فقط اسی کا ولادت ہو رام کی
 تاریخ میں نظیر سعادت ہو رام کی
 ایسا کوئی حریف سعادت نہ ہو سکا

جی چاہتا ہوں اُنکے قدم چوم لیجئے
 جسکے دلون پہ نقش ارادت ہر رام کا
 وقار۔ منشی گوردیال کاپنی نویں کالیست ساکن محلہ زوبستہ لکھنؤ شاگرد منشی
 مینڈ ولال زار۔ ۵۰ برس کی عمر میں ۱۸۹۹ء میں انتقال کیا۔

یہ طرفہ آگ بھڑکی عارضتِ باں کی لہشتیاں
 کہ حلیہ جو آخو اں میں شمع کے مانند برستیاں
 نہیں ممکن کہ پہنچے کشتی امیدِ حاصل تک
 ہمارا ناخدا خود غرق ہو دیئے نجات میں
 وقار۔ بخشی زندہ رائے صاحب لکھنوی کالیست ساکن زوبستہ ۱۸۸۵ء
 میں انتقال فرمایا۔

بہارِ حسن سے گلزارِ آبِ آب ہوا
 شکلِ قطرہ بنا غنچہ۔ گلِ حباب ہوا
 طلبِ کاغذِ مجھے بھیجا رقیب کے ہاتھوں
 ترجمِ آپ کا حق میں مرے عتاب ہوا
 گلہ تہوں کا خدا سے کروں معاذا اللہ
 یہی کہوں گا مجھے رنج بے حساب ہوا
 وقارِ طرود سے جب دُعا مانگی
 ندایہ غیب سے آئی کہ کامیاب ہوا
 وہ بھی۔ منشی شیو پرشاد صاحب وہی خلف منشی سو بہارام و صفی لکھنوی
 کالیست تلمیذ آفتاب الدولہ قلع
 غافلویہ اردو نیا بھی مسافر خانہ ہو
 چارون کی زندگی گزرا ہوا افسانہ ہو

ہوش۔ لالہ شیو نرائن صاحب ساکن جہول شاگرد ایشم۔ خلف
 دیوان جیبا تھ صاحب۔

کسی گل اندام کا ہوں کشتہ گلوں کی چادر نہ تو کیا غم
گلوں سے سینہ ہر باغ رضواں تمام ترست ہنک ہی ہر

زمانے میں بدنام ہو جان بھی دے حسینوں کی الفت کا حاصل ہی ہر
ہمدرد۔ بالو بشیر ناتھ صاحب انزیری محٹر سٹ و سدر خزاچی و رئیس کا پوند
عمر تھینا پچاس سال شاعری کا شوق بید ہے۔ اکثر مشاعرے بھی منعقد
فرماتے ہیں۔

بے پروا بالی پیری محکو نالاں دیکھ کر
اُفت و دیوانے کا تیرہ دھلنہ زندان میں
منزوی لے کو جگہ حبیبیت جب ندی
بجے کسیری شوہر سری پر بامیر
منفعل ہو کر پڑھا خوف خدا سے فاتحہ
ہمت۔ منشی منشی دھیر کالیست سکسینہ بن رائے دیوی دین خلعت منوالال
ناری۔ شاگرد نام ان کے شاگردوں میں منشی باقر علی مہر نواب کسری جاہ
بہت مشہور تھے۔ ساکن محلہ نوبستہ کہنہ مشق شاعر تھے۔ قصہ مہنس جوہر
آپ کے اردو میں نظم کیا ہے تحقیق الفاظ کا بہت شوق تھا صاحب تلامذہ تھے
مشاعروں میں اکثر شریک ہوتے تھے منشیاء میں انتقال فرمایا آپ کا
دیوان فلمی موجود ہے۔

ایسروام ہو کر بلبل شیدانہ کر شیون
 دوزخ دولت دنیا پہ نازاں ہو نہ امی منعم
 ہوں بجا ہر عشق و نشان ویش کی ہمت
 ہمدرد - سردار اجندر سنگھ رئیس شاہ آباد ضلع کرنال -

خون ناحق کہیں نگ نہ لائے ظالم
 ہنسر - بابو دیو کی نندن لال صاحب لالی پوری

یہ آرزو نہیں اصلاً کہ عز و جاہ ملے
 ہنسر - ڈاکٹر پورین سنگھ امرتسری جپیا اڈیٹر رسالہ چمن عمر تخمیناً ۴۰ سال

کہتا ہے کون ماتم بکیں جہان میں
 جو مٹاتا ہو کسی کو خود بھی مٹجاتا ہے وہ

دولت علم و ہنر وہ ہے نہیں حکم و مال
 لے ہنسر جو بے ہنر نکلا وہ بے زر و گیا

ہنسر - بانڈے مسر سوتی پر شاہ صاحب گورکھ پوری شاگرد نسیم

دامن لحد کا دامن گلچیں سے کم نہیں
 اتنے چڑھائے پھول کسی گلخدار نے

او عند لب باغ میں کلیاں جم سنس پڑیں
 کیا کہ گدا دیا ہے نسیم ہبار نے

سوئے کچھ ایسی نیند کہ روٹ نہ لی کبھی
 کچھ راحت ایسی پائی ہو اہل مزار نے

نیا کوئی رستم جس وقت ہو بجا کرتے ہیں
 خدا کا شکر ہو پہلے ٹھکی کو یاد کرتے ہیں

کوئی تازہ رستم گلچیں نے توڑا ان گلون پر کیا
 عنادل کیوں چمن میں اس طرح فدا کرتے ہیں

شریک حال ہوتا کون ہو کسی مصیبت میں
 زمانے کا دگرگون حال ہو جاتا ہر ساعت میں

نہوں نے ختم کا فریبی دم بھر کی فرصت میں

تذکرہ ابھی پریس میں تھا کہ جا بجائے شعرا کے حالات فرید موصول ہوئے یہ بات
خلاف تہذیب تھی کہ میں انھیں نظر انداز کر دیتا اس لئے ترتیب کے
خلاف لکھنے پر مجبور ہوا۔

آشفقتہ - زنجبسن سنگہ آشفقتہ خلف بابو گنگا پرشاد منصف علی گڑھ میں ملی
بغرض تجارت آگرہ میں اقامت اختیار کی تلیند نثار

تو نرالا ہو نرالی ہے تری شان جفا آپ رسوا نہوا کر دیا بر باد مجھے
اخگر - پر بھو دیال کانپوری تلیند حکیم ناطق لکھنوی۔

دیکھنے والے اگر چشم حقیقت باز ہو
آمد و رفت نفس بھی معرفت کا راز ہو
دیکھ لے ہر ایک ذرہ جلوہ گاہ ناز ہو
ساز ہستی نعمت تو حید کا آغل زہر ہو
دکے نعمتے منتشر ہیں غم کے آنسو خشک ہیں
ساز ہستی کو زمانے کی ہوا ناساز ہو

آرزو - بابو رام ناتھ پرشاد صاحب ایڈوکیٹ الہ آباد
ہمنشیں اب قصہ عہد جوانی کچھ نہ پوچھ
کانپا ٹھٹھا ہو جگر حب یاد کرتا ہوں

ادیب - پنڈت چھمی نرائن خلف پنڈت دی بی پرشاد صادق بریلوی مراد آباد
ریلوے میں کسی اعلیٰ عہدے پر ملازم ہیں۔

ہائے قسمت میں شریک بزم جانانہ نہیں
ایسر - اکھوری نند کشور ولد اکھوری بھکاری لال زمیندار ساکن موضع
شمع تو موجود ہے محفل میں پروانہ نہیں

بہاری ضلع کیا قوم کا لیست تھا اگر دخلش گیا وی۔

ہر وقت ستاتے ہو جو اب باب وفا کو
کیا خسر میں تم منہ نہ دکھاؤ گے خدا کو
کوچہ سے تے اٹھ کے کہیں جا نہیں سکتا
آرام ملا وہ مرے نقش کف پا کو
احقر۔ بابوراوے شیا م رستو کی ایم۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ خلیف بابور گھبرال
زمیندار ورٹیس لکھنؤ ولادت ۱۹۱۷ء اور ۱۹۲۷ء میں انگریزی ڈگری درجہ
اول لکھنؤ یونیورسٹی سے حاصل کی اسی سال لکھنؤ یونیورسٹی میں بعدہ لکچرار۔
زبان انگریزی ممتاز ہوئے۔ اردو فارسی میں کافی استعداد رکھتے ہیں نہایت
سیلم الطبع متین بامروت ہیں۔

جو دیا ہمیں وہ چشم و سرنہ دیا تو اُس پہ نہیں نظر
ہے عمل طریقہ صبر پر نہیں دخل کو چہ آرز میں
تجھے دیکھے کیسے کوئی بشر کسی بت میں آکر ہو جلوہ گر
کبھی اے حقیقت منتظر نظر آلباس مجاز میں
تو ہی گل میں ہو تو ہی بو میں ہو تو ہی موج میں تو ہی جویں آ
تو ہی نشو و نما میں ہو تو ہی جملہ نقش و طراز میں
اسے غور تو کر و تم ذرا ہمہ اوست کا ہو یہ سئلہ
وہی ناز و حسن کی ہو حیا وہی عشق اور نیاز میں
جو مثال شمع ہو لو لگی تو وصال ہو گا ضرور ہی

جو حضور قلب ہو شیخ جی تو اثر بھی ہو گا نمازیں

شب و روز آتھ رہے ریا ہے پائے بند رہ رضا

تہ دل سے ایک ہی دعا ہو خباب بندہ نوازیں

فصل۔ رائے شکر رشاد سرشتہ دار دفتر توشہ خانہ حضور نظام دکن

جس طرف میں دیکھتا ہوں یا کی تھویر ہے آنکھ کی پریمیں بھی اس حور کی تصویر ہے

ہرم۔ منشی شیاماچرن ولد منشی کھنی لال عرف منشی دیوی پرشاد ولادت ۲۶

اپریل ۱۸۸۵ء پیشہ مختاری قوم کالیست متوطن بریلی شاگرد علم بریلوی

آہ و فغاں میں ہجر کی شب کچھ اثر نہیں کیسی میٹبتدا ہو نکلتی خبر نہیں

کونئی علاج اس کیلئے کارگر نہیں کوئی آنکھوں ہی میں ساری گفتگو ہو جائیگا

چشم پریم ان سے کب تکی حال در دل کر چکے نظارہ دیر و حرم اچھی طرح

ایک ہی جلوہ نظر آیا ہمیں دونوں جگہ دل کیا جگر بھی پھک گیا برق جمال سے

ترقی کو شش و محنت ہی دنیا میں موتی ہے خانہ خراب کر گیا ذوق نظر نے مجھ

تسزل نکال لازم ہو جو ہمت ہاڑ بیٹھے منزل تیر۔ مہا برینڈیٹ ہیڈ مولوی ادیش ایچ اہی اسکول بتیا ضلع جمپارن

دیتی ہو محکو قدرت صانع کا وہ پتہ جو شے بنائی ہے مرے پروردگار

برق۔ پریم کمار جالندھری عمر ۲۵ سال

۱۳۳۳
کی حکومت خدائی پر اس نے جس نے خود اپنا انتظام کیا

تقدیر۔ بندیشی پر شاد وکیل گوندہ عمر ۳۰ سال
چسپے ہم بھر بھی حال دل نہ پوشیدہ رہا خاموشی گویا زبان حال کی آواز ہو
تاہاں۔ منشی پر سوتم دیو کپور خلف جمہور لالہ بالملکنہ صاحب کپور آئی اے
ایس۔ سی۔ نیشنل انسپکٹر شیاور ولادت ۲۲ جولائی ۱۹۰۹ء بمقام شیاور تبتائی
تعلیم شیاور میں حاصل کر کے دھاریوال میں انٹرنس پاس کر کے حکیمیت پڑھوڑا
انجینئرنگ کالج امرتسر کے سب اور سری کی سندیل شاکر دخیل افغانی وبل
پشاور میں عمر ۲۱ سال۔

یاؤں پھیلائے نہ چاؤ سے زیادہ کوئی کیونکہ اس فعل میں کچھ غرت تو قیر نہیں
کاٹتی ہر خطرح کر کے وہ میرا گلا دھوم اس دنیا میں تھی جس تیغ جو ہر کی
جہانگیر۔ سردار کیسر سنگھ ولد سردار بڑا سنگھ ہیڈ ڈرافٹ مین امرت سری
ولادت ۱۸۸۷ء ملینڈ شمس العلما پروفیسر آزاد دہلوی ابتدائے تعلیم ایٹ آباد
ضلع ہزارہ میں ہوئی۔ کچھ عرصہ تک لاہور میں انٹرنس پاس کر کے رٹ کی میں
سب انجینیری کا اعلیٰ امتحان پاس کر کے مختلف اضلاع پنجاب میں سپروائزر
سب ڈویژنل آفیسری پر ممتاز رہ کر محکمہ انجینیری میں بیس سالہ ملازمت کے بعد
گوشہ نشینی اختیار کی کلام مختلف اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکا ہے
نہایت کہنہ مشق اور خوشگو شاعر ہیں۔

بتوں کی محبت کا ہے جزو لازم
 وہیں تیری چڑھی مجا جو دکھایا تہ پھیلا
 خدا جو دے تو یہاں دید کی گدائی کر
 عجب عشق کے شہر کا حال دکھیا
 صید بھل کے تڑپنے سے تغافل سقد
 درد حرم ہیں شیخ و برہمن کیواسطے
 جہانگیر گھبرا گئے ایسی جلدی
 میں تھکندوں کے حسینوں کے خوب واقف ہوں
 کوئی ایسا نہیں ملتا کہ ملائے اس سے
 دور ساعت دور گردوں ہو گیا
 جابر۔ بابو جگل کشور بی۔ اے۔ ویل خلف منشی مادھو خزن قوم کالیست
 ساکن محلہ رمنہ گیا شاگرد حشر متوی سالہ ۱۹۰۷ء میں عمر ۴۴ سال انتقال فرمایا
 لڑا دینا آپس میں ہے کار دنیا
 نہیں پرہیز لازم خاک سے انسان کو ہرگز
 جووت منشی جدو بیرہائے خلف منشی نبواری لال متوطن مان پور قصبہ
 گیا شاگرد حشر و شفق و کوثر قوم کالیست سالہ ۱۹۰۷ء ۵۵ برس کی عمر میں
 راہی عالم بقا ہوئے۔

خدا سے ذرا دور ہی دور رہنا
 سوا وصل کا پڑے ہی پر ہمیں جواب یا
 جہاں کو لیکے جہانگیر شاہ کیا ہوگا
 یہ آباد ہوتا ہے ویران ہو کر
 ایک دن بجلی گرے گی خانہ صیاد پر
 ہم جنکو پوجتے ہیں پتھر ہی وہ ہیں
 محبت ہے یہ کچھ حکومت نہیں ہے
 مجھ بھی ایسی ہی لوگوں سے کام رہتا ہے
 یونہی اپنی بھی زمانہ سے شناسائی ہو
 چشم ساتی سے مروت اٹھ گئی

جو سر ہے کسی کا تو پتھر کسی کا
 کہ آخر مٹی میں ملتا ہو اسکو جو بنا گل سے
 لال متوطن مان پور قصبہ

۱۳۵
 طور پر برق جو چمکی ہوئے موسیٰ بیہوش
 کج ادائی نے تمھاری لہر دکھلا دیا
 جذبہ منشی راگھوانند راؤ ویل عالم نگر
 دولت علم و ہنر وہ ہر نہیں سکوزال
 نفع بنقصاں ہو کر لو کام اپنا آپ ہی
 خیر رائے نہیری پرشاد منتظم دفتر معتمد پیشکاری تلیند مولوی میر احمد علی
 وحشت دل اندوں لسی گریباں گیر
 خرم منشی ستیل پرشاد منصب احیدر آباد۔

ہوئی ہر جیسی کہ کن سے نمودہستی کی
 خلیق۔ راجہ دیو داس سوم۔ تعلقدار حیدر آباد شاگرد حفیظ جو پوری
 یونہی تو اگر ذرا تجھے آنا ہولے موت ضرور
 خمار۔ برجموہن لال بریلوی تلیند ہوش بریلوی
 اٹھ جتیاں دھواں لسی ڈال ہو کیا شک
 وہ بکیں ہوں سو بار آ کر قضا
 خوب۔ خوب چند عرف بابا لال حیدر آبادی تلیند ہرمز عمر ۶۴ سال۔
 محبت ہے ترے تیر نظر سے نکالوں کس طرح اسکو جگر سے
 دہاتی۔ بابوہری ہر پرشاد جنجل عرف لال بابو قوم اگر وال خلف بابو

ہری کشن واسن خیل ساکن محلہ لہری ٹولہ گیا عمر ۶۰ سال۔ آپ کو اردو شاعری کا بچہ شوق ہے اکثر کلام ظرافت آمیز ہوا کرتا ہے۔ کلام میں جدت و تازگی ہے۔ متعدد دہائیک کے مصنف ہیں

بتان دہری میں یہ گلستاں ہو کیلئے
نغمہ سراے مرغ خوش لحاں ہو کیلئے
جب زندگی ہی اپنی دہاتی ہو در ثبات
عیش و نشاط کا سر ساماں ہو کیلئے
دنیا کا انقلاب دکھانے کی واسطے
محتاج مجھ کو کر دیا دانے کی واسطے
راحت جو بعد رنج دہاتی ہو بیاضیب
اچھا سبق ملا یہ زمانے کی واسطے
دلبر۔ ٹھاکر ہپال سنگھ رئیس اوسر کوٹ ضلع گونڈہ

دھری مصیبتوں کا قاتل کو سامنا ہو
دہن پہ کچھ پٹے ہیں کچھ داغ آستیں پہ
دل۔ بابو فیروز چند بھنڈاری سب انسپکٹر حیدر آباد سندھ لمینڈ دبیر
پچی ہو دھوم بہت جیسے لن ترانی کی
یہ آرزو ہو کبھی اسنے گفتگو ہوتی
کعبہ دل بتوں کی جا بھی ہے
حرم پاک کس بریا بھی ہے
ریجاں بھگوتی پرشاد صاحب بی۔ اے ایل ایل بی ویل۔ گورکھ پور۔
شاگرد و سیم

کیا کہئے حال مہستی ناپاؤدار کا
جھونکا ہو کوئی جیسے نسیم بہار کا
جسکے کرم سے مانج جہاں ہو ہر ابھرا
ریجاں مجھ ہی عشق اسی گلزار کا
زندہ گنگا پرشاد لکھنوی شاگرد جرات دہلوی سلسلہء میں انتقال کیا

۱۳۷۰ وہ دیکھنا کسی کا نظریں چراچرا کر
روتا ہوں چکے چکے آتا ہوا دھرم
سببھی۔ پنڈت رام سبھی ساکن قصبہ دیواری ضلع گورگاؤں تلنڈی
دہلوی عمر ۴۰ سال۔

کوٹنا گھر ہے کہ جس میں نہیں چرچا تیرا
دیر ہوا ہو حرم ذکر ہے ہر جا تیرا
سحر۔ پنڈت ہر رائے خلف پنڈت دیوی پرشاد صاحب صادق برہلوی
آپ سلسلہ ملازمت دیرہ دون میں قیام رکھتے ہیں
تپ غم ہم سراپا عشق میں سرور والی ہیں
جگر داغ تن پر آبے سینہ چین دی ہیں
میں اپنی موت کا خواہاں حاضر نہیں کیے لے
انہیں چین کی حسرت مجھ مر نیکی لے ہیں

سحر۔ منشی اقبال درماہنگامی۔
وئے اجل نے زمانہ کو رنج و غم کیا کیا
دلون پہ موت کے ہاتھوں ہوئے ستم کیا کیا
بچا نہ شاہ بھی اس سے فقیر بھی نہ بچا
غریب بھی نہ بچا اور امیر بھی نہ بچا
نہیں ہر گز رگاہ خاص عام دیر
کچھ آئیں شک نہیں عبرت کا ان مقام دیر
شغلہ۔ منشی نبواری لال کالیست مکیٹہ باشی برہلوی تخمیناً ۵۵ سال کی عمر
۱۹۱۶ء میں انتقال کیا

ہمنے آہ دل ناکام سے وہ کام لیا
کہ فلک پر کے فرشتوں بھی ل تھا لیا
صبور۔ کنور گوپال سہائے خلف راجہ جیالال گلشن ولادت ۱۸۲۱ء عشارو
آتش۔ شاہی میں بخشی فوج تھے! انگریزی میں نائب تحصیلدار ملحق آباد اور

ایک سال کے بعد ریاست گویال پور کے نائب ہونے فارسی کے اچھے
نثار تھے ۱۹۰۱ء میں انتقال فرمایا۔

جب نہ اثبات ہن ٹھہرا یہی ثابت ہوا

بات جو ہر بار کی وہ غمیر کی آواز ہو

ماں نیائے دنی کی میں نہیں کھتا ہوں

رازق مطلق کو عسرت میں بھولے آدمی

بند ہو کر ایک درتو دوسرا در باز ہو

صادق: جھوٹا صاحب بی اے کیل

نہ لے ساتھ اپنے گناہوں کا نوشہ

غم و رنج و اندوہ و حرماں فقط ہیں

صاحب: صاحب راے موثر خ کا لیت بمثل تارنگو تھے عہد آصف لدلہ

کے شاعر تھے مشہور ہے کہ نواب آصف الدولہ عیش باغ کے پھاٹک سے

جا رہے تھے دیکھا کہ پھاٹک پر جو مٹی کا شیر ہے اس کے منہ میں طوطے نے

اپنا گھر بنایا نواب نے مسکرا کر صاحب راے کی طرف دیکھا انھوں نے ہاتھ

باندھ کر عرض کی

قربان کے صدقے کیا عدل کا نشان ہو

جو شیر کے دہن میں طوطے کا آشیانہ ہو

عاصی: منشی طوطا رام کا لیت بلگرامی ۱۲۶ھ میں انتقال کیا

تر ہو گئی مٹی تے لب کی شراب سے

جیراں ہوں رات بھبک گئی آفتاب سے

غمخوار: بھگوان داس صاحب ملازم ڈاکخانہ صدر گورکھپور۔ تلمیذ

آسنو بہائے قبر راس گلزار نے کیا روکے کہد بامیری شمع مزار نے
 غریب۔ منشی شیا م سندر لال صاحب گورکھپوری شاگرد عمر گورکھپوری
 غزہ بہت بہار کو تھا اپنے حسن پر شرمندہ کر دیا اسے تیرے نکھار نے
 فصیح۔ منشی رہا در فصیح منشی ساکن کٹر خدایا ر خاں لکھنؤ۔

نہیں دل کوئی بھی ایسا نہ ہو پس آئیری سمانی نورنکر چشم عالم میں ضیا تیری
 نتائج اپنے ہی اعمال کو پاتے ہیں دنیا میں ہمیں آسمان ہوگی ستایش نار و آئیری
 تے اسرار انسان کی سمجھ میں آ نہیں سکتو جہان تک ہم پہنچے شان ہو اسے سو تیری
 نہ کعبہ ہو مکاں تیرا نہ بتخانہ ہے گھر تیرا جو آنکھیں میں تو ہر لمبیں نظر آتی ہو جاتی تیری
 فروغ۔ کنور بدری کرشن رئیس سکندر آباد وکیل دہلی۔

بت بتخانہ و دیر کشت و کعبہ و مسجد متاع پارسانی سب فی جاگیر منجانیہ
 فدا پندت برج کرشن گنجور جو انٹ سکرٹری انجمن نقاد سخن فیض آباد
 خلف پندت دیا کرشن صاحب گنجور کشمیری ثم فیض آبادی عمر ۲۲ سال
 اردو فارسی انگریزی میں کافی قابلیت رکھتے ہیں فی الحال اسٹار پرنٹنگ
 پریس لکھنؤ میں منجبر ہیں۔ نہایت خلیق ہیں۔

قطرہ خون جگر کی دیکھئے نیرنگیاں آنکھ میں آسنو بناوہن میں دیا ہو گیا
 نظر آتا جو کہیں دیکھنے والا کوئی جلوہ دست بھی پردہ نہ نمایاں ہوتا

اب رکھا کیا ہو زبان حضرت آدم بھی نہیں
 ہمیں اس نزع کے عالم میں بھی آرام آئے

لطف آتا جو کوئی خلد میں نساں ہوتا
 وقت آخری گریار کا بیخام آجائے

کیا مست سے سنچھے باد صبا
 قیصر - رام پرشاد ویل کیا خلف منشی سنجون لال دیوان راج ریاست

ٹکاری تلمیذ اکبر وانا پوری اردو شاعری کا نہایت شوق تھا ایک انجمن
 لٹری کلپ کیا کے نام سے قائم کیا تھا جس میں ہر مہینہ مشاعرہ ہوتا تھا۔

دیوان مرتب ہو چکا تھا سن ۱۹۱۷ء میں انتقال فرمایا۔

چلے باغ دنیا سے کیا لیکے ہم
 نہ چھ رنگ لائے نہ پھولے پھلے

عجیب شان سے دکھایا ہوا سکو پہلو میں

شوق سے آگے تھر تھرتھکے مٹانیکے لہر

ہم سے خواب کی تعبیر دیکھئے کیا ہو

چپ کھڑی ہیں کپ کیوں گور غریباں دکھ کر

قصیر - منشی گوری شنکر صاحب شاگرد ظہیر دہلوی

تمہارا کیا اجارہ ہو دکھائیں کیوں تباہیں کیوں

کہیں سے لائے ہیں تصویر ہواک بمروت کی

مکمل آیا ہو کیا انکار میں استہرا کا پہلو

بڑے موقع پہ چھانکی زبان نے آج لکنت کی

قمر - بدری پرشاد صاحب بی اے ایل ایل بی۔ ویل گورکھپور اردو

تو نے اللہ کا گھر کعبہ نشین دیکھ لیا
 میں نے تہ خانہ میں کعبہ کا مکین دیکھ لیا

مکتبہ بابو کنھیا لال رستو کی ایم اے۔ (فارسی) خلف بابو رتھو دیال زمیندار
درمیس لکھنؤ ولادت ۱۹۰۸ء اور ۱۹۳۸ء میں لکھنؤ یونیورسٹی سے فارسی
ایم اے کی ڈگری درجہ اول حاصل کی فارسی مضمون نگاری میں کامل ہمار
ہے۔ نہایت خوش مزاج اور خلیق ہیں۔

پرنڈ مشیت پر وہ شرف المخلوق انسان پر
مجازی ہی زینہ ہو اک عشق حقیقی کا
جلال باغبان مانع عالم کا تصور ہے
نہیں چھوٹکی زدی شیخ جی جنت کے وعدہ پر
رہو جسکی شناس میں سب رسول و انبیا عاجز
بہت بچپن ہو قطرہ مجور مدت سے
نہیں مکتبہ کی خوبی شاعری امام غنوی ہو
کیفی۔ بیڈت برجموہن ناترید دہوی کہنہ مشق شاعر ہیں عمر تخمیناً ۶۰ سال
خاک ویر کعبہ کی خوب چھان لی تو نے
دیکھ اتر ہاشانی گل ہو رنگ و بو بالکل
عاجز۔ بابو کنھیا لال صاحب و رما عاجز بوڑھانی نیشنل اسٹیٹ سروسز ناہن
زباں کوہ کہماں طاقت تری مدحت سرائی کی
قلم بھی لکھ نہیں سکتا صفت تیری شناتیری

وہی ہوتا ہے اسے مالک ہوتی ہو رضا تیری

حسرت منشی آتمارام خلف رائے دولت رام بیرو راجہ کنور سین بہادر
دہلوی سنہ ۱۹۰۷ء میں انتقال کیا۔

دیکھا جب بھڑاٹھا کے نظر خاک کر دیا دل کیا بچو کہ تیرے اشارے ملا کے ہیں
حیران منشی رام رائے خلف منشی میگو سنگھ دہلوی قوم کھتری تلمیذ
داغ دہلوی۔

مر گئے تو مٹیں مت سائیں نکلے ارمان خاک میں ملے

قرینے کا مذاق اچھا سلیقہ کی منہی اچھی پسند خاطر احباب ہو وہ دلگی اچھی
صوفی۔ شاہ حسن بنارسی عمر ۵۰ سال پیشکار کلکٹری بنارس۔

ابتدائی درمیان اچھے گویا سارے حجاب میرے اسکے رشتہ تارک جاں رگیا

شایق۔ بابو بہاری لال صاحب مانگڑی کھتری پو ادھے خلیفہ بابو

ہنومان پرشاد جی۔ ولادت سنہ ۱۸۷۰ء ڈل کلاس پاس کر کے انگریزی

کتابوں کے دوکان چوک میں کھولی۔ کچھ دنوں بنارس کے محکمہ ریلوے

میں دکر ملازمت ترک کر کے لکھنؤ چلے آئے۔ کوٹھی ۱۲۷۰ء واقع قیصر باغ

لکھنؤ میں اقامت گزیریں ہیں۔ حالانکہ آپ اردو نوشت و خواند سنے مادیقہ

ہیں۔ مگر صحبت شعرا سے کلام اچھا ہوتا ہے سنہ ۱۸۹۲ء سے شادی میر لکھنوی

کے شاگرد ہیں بغزل ہندی میں لکھتے ہیں اور داد سخن پاتے ہیں۔
لگا خدنگ و شعبہ ہونوک مرگاں کا
شادی کی ابا مید ہر پیرانہ سری میں
گر بلندی پر ستارہ ہو مری تقدیر کا
مشتاق۔ جگنا تھ پر شاد و متوطن بنارس تلینڈ آفاق

حسن تھاجتیکس ظاہر عشق کئی سہرہ تھی
غور سے دیکھا تو اوہ مشتاق ثابت ہوا
نشتر۔ بابو ہر گو بند دیال ویل اوری بی لے تلینڈ قمر لکھنوی

دیکھ کر بھولو نگو یہ بسا ختہ گزرا خیال
تم بھی نشتر چھوڑ کر اکدن اسی کے ہو رہو
شاطر بستمبر سہائے خلف نرائن اس صاحب ملادت سہائے ویش اگر وال تلینڈ
عیماں میر کھٹی زمیندار موضع بسوت ساکن موضع ہر چند پور ضلع میرٹھ۔ اردو و فارسی
انگریزی جانتے ہیں عمر ۴۴ سال۔

رہبران رہ الفت کا نہ پوچھو احوال
آہ سے کھلینگی جب بلبل قفس کی تیلیاں
باغ عالم کے کرشمے اور تو دیکھے کبھی
جو ہر بابو متھرا پر شاد و بساریہ سب ڈپٹی انسپکٹر مدراس ضلع بہرائچ

تھاکے مٹھپیں جاں بس میں منزل ہو جائے
تب کہیں گے سوز دل کو تیرے پرتا تیرہم
مم نکلتے دیکھنا ہو عاشق و لکیر کا

یہ ناما عیش سحر تیری سب موتی ہر دنیا میں
مائل - بابو بھولانا تھ مائل ساکن مذکورہ

دل کو تباہ کیجئے پردیکھ بھال کے
برشتہ - پنڈت رام چرن متوطن قصبہ نجف گڑھ

برشتہ بھی الہی بادہ الفت کا اک ساغر
ملار - پنڈت آنند رام ملا - ایم ایل ایل بی کشمیری ثم لکھنوی خلیف پنڈت

جگت نرائن صاحب وائیس چانسلر لکھنوی یونیورسٹی سابق وزیر لوکل سلف گورنمنٹ
ولادت ماہ ستمبر ۱۹۰۱ء عمر ۲۹ سال تلینڈ مولوی برکت اللہ رضامرحوم آپ کا

شمار لکھنؤ کے کامیاب کلامیں ہوں
فقل اندیسے لگا لیتے ہیں زندانوں میں

نظم - رسلے ٹھاکر رشاد صیغہ دار حمید آباد دکن
نامہ برکھنا زبانی بھی یہ اسکو دیکھئے خطا عاشق مایوس کی یہ خری تخریب ہے

پتھر - بابو دیو کی نندن لال صاحب الہ آبادی شاگرد نظر -
کیا لکھوں اس کے زیادہ خوبی نسبت کا حال ایک خط میں سو جبکہ بگڑی ہوئی تقدیر ہے

رونق - ماسٹر چھپی نرائن دھون خلیف بابو بالکراشن ولادت سن ۱۹۰۷ء مقام
سوندھی ٹولہ لکھنؤ شاگرد شاو پیر میر لکھنوی قوم کھتری اگر وال تعلیم ایف اے

پاس سابق سکند ماسٹر جو بی بی اسکول حال پیشہ سررشتہ تعلیم آپ کے

مگر کچھ فکر عقیقی کی بھی دنیا دار کر لینا

۱۲۵
 بزرگ اکبر آباد کے متوطن تھے۔ غدر کے بعد والد اور چچا لکھنؤ میں مصنوعی ملازمت
 مسکن پذیر ہوئے دادا بابو گوپال سنگھ بھی لکھنؤ چلے آئے نہایت
 شریف اور نیک نفس بزرگ ہیں۔ اردو فارسی انگریزی میں اچھی قابلیت
 رکھتے ہیں۔

سر ملندوں کو کیا قدر ہے وقت لست یہ
 واہ کب ساقی کو میرا دھیان کیا حیف ہو
 تنگ آ کر زن دنیا سے عدم کو جو گیا
 قاتل فوج چکا یا قصہ رگ و گلہ کا
 نیکوئی عیب جوئی ہو باعث نصیحت
 پتہ کیا پوچھتے ہو دستاں کا
 ذرا حظ نہ ہم کو ملا زندگی کا
 گزر سب زمانہ گیا ز ندگی کا

اشک۔ رام سرن پرشاد ساکن سمہری

کیسے بیدار و شکر حسیں ہوتے ہیں
 لیکے دل لاکھوں کا پھر پریشانی ہیں
 اثر منشی مولچند صاحب عرف بابو پرشاد کا لیستہ سرواستو دوسرے رئیس
 زمیندار سپر اکبر خباب منشی منیڈمی لال صاحب متوطن خیر آباد۔
 محلہ بھولن پور۔ ضلع سیتاپور پہلے عیش غلص تھا شاگرد مولوی حسن علی
 خاں صاحب حسن رامپوری۔ فن شعروانشاد و تارنج میں مہارت تامہ

رکھتے تھے بنیادیں و خطا شکست اچھا تھا۔ اردو میں ایک ناول
 "چاک گریباں" اور متعدد قومی نظمیں۔ قصائد تاریخ۔ چند غزلیں ہیں
 زیادہ کلام فارسی میں ہے۔ ۴۵ برس کی عمر پر ۱۹۷۱ء میں وفات
 پائی۔

ہشیار ہوں عاشق کیف شرابوں چو نکیس جو مخوغمہ چاکت بابوں
 جاگین مست لہنت خواب شباب ہوں اب لے مستعدی کار صواب ہوں

دیکھیں کچشم ہوش جو حالت ہو نوم کی
 پس حد بھی ہو چکی ہو تغافل کو نوم کی

نہو جو دل سے جو یائے حقیقت وہ پہنچے کیسے اسرار نہاں تک
 اثر کرنا تھا اُنکے دلیں لے آہ کیا کیا تو نے جا کر آسمان تک
 کریں کیا خوبی قسمت کاشکہ رقیب اپنا بنا ہے راز دان تک
 شخصت دیدار کردی ہو تو فیض جو سے ضبط بھی منجھ کو عطا ہو جلوہ دیدار کا
 بُت پرستی باؤ خواری میں کٹا عشب اب اثر تو بہ کر رہو وقت استغفار کا
 آرام۔ منشی لعل کالیست دہلوی شاگرد میر انشا اللہ خاں انشا

ہمدوم مجھ سے یہ کہتے ہو تو یار سے مل اسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

احمر۔ بابو کرشن دیو بھونوی نکلی مارکیٹ کراچی
 قاصد اتنا اٹھیں پیغام زبانی دینا کس خطا پر مجھے ایدوست فراموش مجھے

۱۴۰
انکسار۔ لالہ سرحد پر شاد صاحب لکھنوی شاگرد احسان شاہ جہانپوری
والبستہ جوانی تھے لطف زندگی کے پیری نے منہ دکھایا اب کیا کرینگرجی کے
مرنے پہ کون کسکے آتا ہے فاتحہ کو اپنے پرانے ساتھی ہو گئے ہیں جیتے جی کے

الفت۔ انت رام ساکن ٹپنہ عظیم آباد
دل ہاتھ سے سمجھ کے حسینوں کو بیجے قصہ نہیں سنا ہر فرشتوں کی چاہ کا
کچھ ہو خفیض گو رکاز منع و خیال دو دن فقط بلند ہے گوشہ مزار کا
برزخ۔ جناب بنڈت امبیکا پر شاد صاحب دشت برہمن ولد جناب بندت
گردیاں جی صاحب کھیل ولادت مضامینات کا پنور۔ متوطن لکھنوی یہاں

تعلیم ایم اے تک حاصل کی جلیپور میں فارسی کی پروفیسری پر مامور ہوئے۔
شمارہ میں جیو بی اسکول میں سکینڈ ماسٹر ہوئے۔ ڈاکٹر صاحب
سے ناچاتی ہوئے پر ترک روزگار کر کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکری
پر معین ہوئے۔ تھوڑا زمانہ ہوا انتقال کیا۔ قدر بلگرامی کی شاگرد تھے
ساری دنیا ہو غریب الوطنوں کا مسکن ہائے کس سے کوئی پوچھے وطن کس کا ہو
ولید عاشق کو آتر جائے جو شتر بنکر ایسا ناصح کو سوا اور سخن کس کا ہو
بیدار۔ کداز ناتھ صاحب اسٹنٹ ماسٹر اسکول کھیرا گڑھ

دوست کا دوست کو بھی رنج نہیں ہوتا ہو پھول بھی گریہ نہیں کہیں روتا ہے
بہار۔ اکھوری شیونندن پر شاد کا لیست ہیڈ ماسٹر اسکول ارول۔

شاگرد داغ دہلوی۔

فائدہ خاک جمع زمین میں نہیں
بھرق۔ پریم کمار آذری عمر پچھنچا ۲۲ سال۔
کچھ نہیں خیر اگر بشر میں نہیں

چار حرف آرزو سنسوی ہیں تم کو ناگوار
گلشن عالم کا منظر بھی ہو کتنا دل فریب
تم سنو گے خاک لے دستان آرزو
تینکے تینکے پر بندھا ہوا شیان آرزو
امیر۔ گو بر و حسن پرشاد سن ۱۹۰۷ء میں انسپکٹر پولیس ضلع بھاگلپور تھے۔
جذبہ دل کی میں تاثیر دکھاتا تم کو
مے قابو میں میر جان اگر دل تبا
ماتلف۔ ماسٹر بھولا سنگھ پچھو لورڈل اسکول منظم تحصیل فاضلکا۔
ضلع فیروز پور عمر ۲۵ سال۔

دم کر یہ مجھ وہ چھوڑ کر کیوں جاتے ہیں
دشمن اپنا وہ بنا لیتے ہیں اک دنیا کو
ایسے طوفان میں دریا کا سفر کرتے ہیں
اس زمانے میں جو اظہار نہ کرتے ہیں
جوش۔ میسٹر موہن سنگھ درٹکٹ جیل میرٹھ

ایک نیم سحری تو نے اڑادی امنوس
حسرت۔ لشن واس۔ محکمہ نہر مالاکند ضلع ستیاپور
رواق بزم فقط خاک تھی پڑانے کی

مجھ کو نفرت ہو نمود و نام سے
چھوڑو دنیا کی ہوس گر مرد ہے
کام رکھتا ہوں میں اپنے کام سے
زندگی ہوگی بسر آرام سے
رسا کشندیاں الہ آبادی

عشق وہ خم ہو جسکا نہیں کوئی مرہم
 زندہ پنڈت رام متوطن تھا نہ بھون۔
 یہ مرض وہ ہو کہ جسکا نہیں دوا دیکھا

حافظ و ناصر خدا درنداب کی ہیں ہم
 سائل جناب خرابی لال دہلوی مقیم سہارن پور۔
 بول اٹھا دل یار کز ناز واداکو دیکھ کر

دور وزہ رست میں لیں اندر سربائی کیا
 بجز مروت و اخلاص دوستی و وفا
 کریں تمھاری طرح ہم بھی بیوفائی کیا

سوسن ہر رشاد ہید کلک سرشتہ تعلیم ضلع سیتاپور۔
 چلے آتے تھے گھر پر بے بلائے
 بتائیے تو سہی ہم میں ہو بُرائی کیا
 مری ابھی راہ پر قسمت کبھی تھی
 سفیر بابو جوتی پرشاد وکیل متھرا۔

ابھی کل تک جو دیند زیب تھے گلزار عالم میں
 صبا سرپٹتی ہو آج ان پھولوں کے ماتم میں

شجاع منشی رام لال شجاع متوطن کھاچر
 سخت سیہ نے بعد فنا یہ اثر کیا
 شہیر منشی لوک چند منشی فاضل ادیب فاضل متوطن مقام سیٹری
 ڈاک خانہ مورنڈا ضلع انبالہ۔

آپ کی بزم تو بہتر ہے مجھے خبیث
 دیکھنا ہو جس کو آکر دیکھ لے
 زندگی ہمیں گزرتی ہو عجب احتی
 جان باقی ہے ابھی بیمار میں

ششوق کرتا رہا تھا شفق شیدائی متوطن سیال کوٹ عمر تھینا ۳۲ سال
 انسان کا حیات پہا ختیار ہے لے بے خبر اجل تری سر پر سوار ہے
 ششوق کنبہاری لال شفق کیل۔ راج بے پور شاگرد قلیق میر کھی۔
 اب اسکی جستجو ہے اور میں ہوں شخص چار سو ہے اور میں ہوں
 صبا۔ پر کھی چند لال صاحب رئیس پور نیہ۔ شاگرد شوق نہموی۔
 عشق لیلی کا اگر فیس کو کامل ہوتا مانع دید نہ کچھ پردہ محل ہوتا
 صابر۔ بید نرائن سنگھ صاحب ہکار ریاست اجیگرڑہ۔ شاگرد
 یاس لکھنوی۔

نغمہ طرازیوں کی فرصت مجھ کہاں ہے رخصت فصل گل کی کانٹوں آئیں ہیں
 ضیا۔ بابو ہریش چند رنی لے ایل ایل بی وکیل دایونند پوری۔
 عمر ۳۲ سال۔

پوچھتے کیا حال ہو مجھ خانماں بربد کا مشغلہ ہو آہ کا یا شغل ہو فریاد کا
 وہ قیامت کا سماں میری نظیر میں کہیں نہو آہ کرنا اور مٹ جانا دل ناشاد کا
 طرب۔ متصدی لال صاحب کالیست خلف مرلی دھر صاحب
 عطار شاگرد ظہور۔

ہمارا خون برابر بہائے جاتے ہیں وہ اپنے پاؤں میں لگائے جاتے ہیں
 عاشق۔ گو گل چند کھتری متوطن تھانہ بھون شاگرد شوکت میر کھی

۱۵۱
حسن کا سوا کرتے ہیں فاکو دیکھ کر ہم بھی نیکے نقد دل جو رو جھا کو دیکھ کر
غش۔ راجہ اور ساکن موصوع اسو لی مقیم نکھن

سمجھ میں کچھ نہیں آتا شش کیسی ہو منزل میں

وہ آتے ہیں مری آنکھوں ہو کر خانہ دل میں

فائق کنبہ باری لال صاحب کا پوری

ان کی شوخی تو دیکھئے فائق پوچھتے ہیں مزاج بسمل سے

فدا۔ کاشی ناتھ صاحب شاگرد واجد ساکن تھانہ بھون

تھامستدریس عم جدانی کا کیا گلہ ان کی بیو فانی کا

کمال۔ لالہ جگناتھ صاحب ساکن نور محل تلمیذ جوش ملیسانی

بڑی مدت کے بعد آخر طلسم بخود می ٹوٹا

بیان عم کیا پھر آنسوؤں نے ترجماں ہو کر

اٹھا اور اٹھ کے سرفردموں پرانے ڈالکر پینے

سنائی دستاں اپنی مجسم داستاں ہو کر

ہو جب گد گدا آتی ہو غنچے مسکراتے ہیں

حجاب ناز سے خوشبو نکلتی ہو جواں ہو کر

گل۔ گلاب رائے صاحب ورمایاوری

چلے آؤ گے میرے گھر دیکھ لینا یہ آہ رسا کا اثر دیکھ لینا

لکشمی۔ بابو لچپی نراین صاحب دہلوی مصنف گان جواہر

۱۵۲
یہ اپنی کم نصیبی ہے کہ ہم محروم جاتے ہیں
خطا ہے اس میں ساقی کی نہ کچھ تقصیر منجانب
تو ہی تو ہی تصور ہیں جہاں یہ لکشمی جائے
تو ہی ہے شیشہ و ساغر تو ہی ہر میر منجانب

منظور۔ منشی کالی پرشاد منظور گورکھپوری تلمیذ مقصور گورکھپوری۔

نہ مغرور ہو حسن پر اپنے کوئی کہ یکساں رہا کب زمانہ کسی کا
مجھے کعبہ و دیر سے کیا غرض ہو مرا سر ہوا اور آستانہ کسی کا
مبتہج۔ سائل و اس کھتری محافظ دفتر کلکتری ضلع اناؤست ۱۹۰۷ء
میں انتقال کیا۔

تلوار کیوں نکالی تھی قتل میں اپنے منظور میرے قتل کا گرامتھاں نہ تھا
موت۔ پر کاش چندر سید ہارہ ضلع بجنور یوپی۔

عداوت تھی یہاں تک باغباں کو لگا دی آگ شاخ آثیاں کو
ہزاروں کے ہوئے ارماں پوسے ہمیں سے دشمنی ہو آسمان کو

مائل۔ پنڈت جگدیب نرائن چودھری ساکن شاہجہاں پور
بیوفانی کا اسکی کیا شکوہ کوئی معشوق با وفا بھی ہے

نسیم۔ لالہ لکشمی چند جی ساکن نور محل۔

۱۵۳
تہناؤں میں ارمانوں میں پھر بچل ہوئی پیدا
بڑی مشکل میں ڈالا ہے کسی نے مہرباں ہو کر
نہ جانے آہ کھتی کوئی تہنا کھتی کہ حسرت کھتی
مگر کچھ تو ضرور اٹھا تھا سینے سے دھواں ہو کر

آثر۔ سر جو پر شاد صاحب کالیست نگم قصبہ اکبر لور پٹانا ندہ
ہم کو کیا کام اہل دنیا سے ہیں گدا تیرے آستانے کے
ایجاد۔ منشی دیبی سہائے اکبر لوری شاگرد عجز لکھنوی۔
وہ دل لے کے چپکے سر چلتے ہوئے یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے
افسر۔ موہن لال صاحب متوطن رڑکی ضلع سہارنپور۔
تمہارے چھوٹے وعدے بھی کبھی پورے نہیں ہوتے
یہ پرسوں کیا ہے جس کی انتہا ہوتی نہیں برسوں
بدر۔ مسٹر ہر دیا ل کھنابی۔ لکھنوی۔

تمہیں تمہیں براں کی ضرورت کیا ہو قتل میں
گلا خود کاٹ لیں گے کج ادائی دیکھنے والے

دیوانہ۔ منشی منس گوپال شاہما پوری

آپ ہی کچھ دل بتیائے کہتے جاؤں
یہ سمجھتا ہی نہیں ہو مر مر سمجھانیسے
ایرا جل آشب فریتس کہ غم سر چھوٹوں
ہو گی آساں می شکل تری آجانیسے

زیبا۔ رائے اجودھیا پر شاو شاہ جہاں پوری

پتھر انجم کے تاثیر ہوئی تو اتنی نیند آجاتی ہو انکو مری امنا سے

شیمسم۔ شیو پر شاو عرف۔ جلال شاگرد رشید فیض آبادی مقیم باندہ

انجم کے کچرا غول کو فلک پر کیا ٹھنڈا اور مہر لقا میری ہی آہ سحری نے

شائق پانڈے گوری پر شاو عرف خوشوقت رائے گورکھ پوری

ہزاروں خون ناحق ہونگے ان ہاتھوں کے کچھ دن میں

یہ کہتے ہیں ترا دست حسائی دیکھنے والے

علو۔ کو بیر ناتھ صاحب ساکن کھیتولی ضلع اعظم گڑھ

دلوں میں تھلکے سا پڑ گیا غل مح کپا ہر سو

ہوئے غش یار کی جلوہ منائی دیکھنے والے

غشقا۔ لالہ لال چند صاحب متوطن جگراواں مہیڈا سٹرا بنجیننگ

ہائی پایو لرا سکول۔

یتوں کی محبت نے مذہب کو لوٹا چلے دیر کو ہم مسلمان ہو کر

قمر۔ حکیم چھپامی لال صاحب عطا پوری شاگرد طیش

نہ جائیں کہیں آپ مہمان ہو کر مرے دلیس بیٹھے رہیں جان ہو کر

گویا۔ گنگا بشن لال صاحب متوطن سلطان پور پہلے آپکا تخلص سر جو بن تھا

آپ ہی ہر بات پر جھوٹے بنے ہم رہے ثابت قدم اقرار پر

مظاہر مری و مہر پیدائش انیکلو ورنیکو لڑکوں ہند واسکول جگراواں
۱۵۵
سرطور موسیٰ جو بجائیں ہمیں
انجین انترانی سنائیں تمہاری
نار۔ بابو میر انکم اسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر شیر شاہ۔

وصل کی رات ہے تو ہجر کا دن
یہی نیرنگ ہیں زمانے کے
اسے فلک غمزدوں کو یہ تکلیف
ہمتو قائل نہ کھے ستانے کے
رسوا۔ بابو ہر چند اس کلرک پنجاب ریلوے میٹھم دہلوی۔ شاگرد
آغا شاعر دہلوی۔

بینچی نظروں سے ہونے جاتے ہیں بلال لاکھوں
حشر بر بالکے گرم آنکھ اٹھائے کوئی
شنگ۔ بابو گنگا پر شاد بلند شہری تلیند ساقی میر کھٹی۔

حشر کے دن اپنے عاشق سے ملیں گے وہ ضرور
قول کے پورے بھی ہیں اور صادق الاقرار ہیں
زند۔ لالہ کھیم زائن رند لکھنوی نمبرہ راجہ چھپی زائن و رفیق۔ مہراجہ
ٹیکٹ رائے۔

مالہ طنبور و چنگ اسے اہل غفلت تم سنو
گوش زد ہوتی ہے ہر دم نصیحت ساز سے
ہے منرا اسکی کہ روز و شب وہ پاسے گوشمال
راز دل بے پردہ جو کدے بلند آواز سے

رنگ۔ لالہ کیشو داس خلف رائے بہادر لالہ ہیمامل متوطن دہلی
۱۸۸۴ء میں انتقال کیا۔

کفیل کارا پنا جب حیدر وہاں لاکھ کوہ غم اگر سر پر ہوں نازل کیا ہوا
رنگ۔ لالہ لکھپت رائے ساکن حسین پور ضلع مظفرنگر

دلکی ٹرپ کا بعد فنا بھی حال ہے تربت میں بھی بھٹنا ہمارا محال ہے
آپ بھی ہو دل متیاب گز قنار بلا مجھ کو بھی ایسی مصیبت میں پھنسا کھا ہے
رنگیں۔ لالہ بلاس رائے برادر خرد ہمارا جہ بینی بہادر متوطن منڈیاؤں
ضلع لکھنؤ۔

غیروں کے پاس جانا ہم سے کبھی ملنا افسوس ہے تو وہ ہمارا مان ہے تو یہ ہے
رنگیں نشی موہن لال کالیست دہلوی۔

رنگیں نہیں ہو قطرہ شبنم یہ باغ میں باد صبا نے مے سے بھرا ہوا باغ میں
رونق۔ رادھا موہن لال اہمد ریاست تروا ضلع فرخ آباد

ملہوس کا ظاہر میں فقیرانہ ہمارا پر حوصلہ دل تو ہے شاہانہ ہمارا
نار۔ پنڈت تر بھون ناتھ خلف پنڈت پرکاش ناتھ صاحب ریشی ملہند
دراغ دہلوی۔

دل ہمیں چھوڑ کے اس طرح گیا جیسے پہلو میں کبھی تھا ہی نہیں
جناں مورتی اعلیٰ تمھاری نرم سے ہم کچھ ایسے نکلے کہ کوئی کبھی نہیں سکلا

۱۵۷
بڑا اگر حشر میں وقت نہ گرا آئے
خورشید قیامت کو حقیقت نظر آئے
مہر کنور درگا پر شاد تعلقہ دار و آفریدی محبٹ و رئیس اعظم سندیلہ
اردو فارسی کے شاعر تھے صاحب تصانیف کثیرہ تھے تھینا، برس
کی عمر میں ۱۹۱۵ء میں انتقال فرمایا

شکوہ کیا ان سے بیوفائی کا
کہ زمانہ ہے کج ادائی کا
ان سے ہی آج وعدہ دیدار
وقت ہے قسمت آزمائی کا
سیمم جناب پنڈت شیو نرائن سیمم ایڈووکیٹ لاہور۔

جمع ضحیٰ ہے خلافت اصول
ان میں شوخی بھی ہو جیابھی ہو
یاس۔ بابو چندر سین شاگرد جناب فدا متوطن قصبہ تھانہ بھون
کسلے کرتی ہو تو ظالم نسا دلکا خون
و صل کی شہ لال کھٹی شوخی جیابھی ہو
مخدوب بنشی گوریشندر خلف رائے خیراتی لال منج آبادی
بہت اچھی نہیں ہے بیوفائی
کبھی تو ذکر آجائے وفا کا
مست۔ رائے شیو سہائے نائب تحصیلدار ہمیر پور خلف رائے گوبند سہا
رئیس اناؤ شاگرد واجد

کیا مقابل ہو رے جاناں سے
زور ہے آفتاب کی رنگت
عمل۔ سوہن لال ماسٹر ضلع اسکول ہمیر پور متوطن کانپور
عشق بھی کیا بادہ سرخوش ہو
جسکو دیکھو رات دن بیوش ہو

یار - منشی جرجی لال امین ہمیر پور متوطن کانپور۔

کہہ رہا ہے تیسرے جوین کا ابھار

وضوح - بابو بی بی پرشاد ولد منشی بہاری لال ساکن بھجور محلہ منشی پور

ضلع کانپور سنہ ۱۹۱۱ء انتقال کیا۔

خوش ہوئے تھے کہ گلے ملتا ہر خجرترا

گوہر - منشی گنبدی لال خلیفہ رام دیال رسا ابن منشی ملک چند شاگرد

رسا و ہوش مراد آبادی و سعادت بدایونی و منشی شیور پرشاد کشتہ آب

خاندانی شاعر اور مستور کتابوں کے مصنف ہیں قوم کالیست متوطن فرخ آباد

مولد و مسکن بدایوں۔

لیخ پر نور کو تشبیہ دیا ہر شعر سے

مہر - دیپ چند کھتری ہمیر پور راجہ ٹورل فارسی کے نامی شاعر تھے

اردو میں کلام بہت کم ہے۔

قاصد تو اس فریب کے اسل میں جاٹو

صاحب کس کا خط ہو ذرا پڑھ سناؤ

عشرت - لالہ نانک چند بی بی - ملازم انگریزی اسکول بلرام پور

ضلع گونڈہ عمر تھینا ۳۰ سال۔

آغاز ہو اس عشق کا انجام نہیں ہو

نہیں تو ہزاروں ہیں مگر بام نہیں ہو

شام

تذکرہ تو ختم ہو گیا یہ محفل جس میں ہندوستان کے مشاہیر اور ممتاز مہذب مہمان
 روتق افروز ہیں آپ کی دیکھ پی کا باعث ہوگی مجھے اندازہ ہوا کہ موجود حالت میں اردو
 کی خدمت جس خلوص سے اہل ہندو فرما رہے ہیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایک دن اردو کے
 مالک اصلی ہی حضرات ہونگے صیغہ تعلیم میں ان کی کتابیں کثرت سے موجود ہیں مہی
 کتابوں میں صرف رامائن کے پچیس ناظم اردو موجود ہیں دہلی کے شعرا میں ان کا شمار سب سے
 پایا جاتا ہے نظم و نثر میں ان کی تعداد کثیر موجود ہے پھر جو خدمت کرتا ہے وہی
 مخدوم بنتا ہے میں اس سلسلے کو ابھی موقوف نہیں کرتا حیات مستعار باقی ہر
 نواسۂ کے آخر اگر شعرا نے اپنے حالات بھینچنے میں قیاضی سے کام لیا اسکی
 دوسری جلد بھی آپ کی خدمت میں پیش ہوگی۔ ہر زبان کی عمر آدمی کی عمر کے برابر
 ہوتی ہے اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس محفل کے مہمان جو آج جوان اور صحیح و سلاست
 موجود ہیں پچاس برس کے اندر تاریخ سے افسانہ بن جائیں گے یہ محفل خواست حقیقی
 و زمانہ دوسری کروٹ بدلے گا زبان نیاز نگ اختیار کریگی تہذیب رنگ لائے گی
 پو مار سخن سے گلچین ان پھولوں کو آنکھوں سے لگائیں گے اور انکی خوشبو سے دل و دماغ کو معطر کریں گے
 اور اسکا ذوق و شوق ہمارے دیدار کا مشتاق ہو گا مگر ہم کہاں۔
 دنیا کے جو فرے ہیں ہرگز وہ کم نہیں گے
 چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہیں گے

تصانیف مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی

آب نقیاب تذکرہ شعرائیاضی حال شہادت

نزار منتخب کلام مہم خانہ عشرت

قواعد میر بلک الشعرا میر تقی مرحوم کے

سینہ بسینہ اردو زبان کے صرفی نحو قاعدے

اصلاح زبان اردو و ترکی الفاظ و محاورات

کی تحقیق عمدتاً نسخ تا امیرٹائی

شاعر کی کتاب جلد دوم فن عروض کی

عام فہم قاعدے تقطیع کا اصول ہندی لغت

مذاہب شاعر کامل بن سکتا ہو کمل سیٹ

لغات اردو کمل چار جلد نہیں

زبان انی اردو یعنی تحقیق مستند

فصح اور غیر فصیح الفاظ کی تحقیق

جان اردو اردو ہندی کی تحقیق الفاظ

کا فرق محاورات کی تحقیق

اصول اردو صرف نحو کے چھوٹے

چھوٹے قاعدے جملہ کی ترکیب

گلدستہ ظرافت مذاق

کی کنجی

ہمچولی شریف بی بیوں کی تعلیم

کی ضروری کتاب تہہ بہ تہہ ضافہ جدید

ہمچولی جلد دوم خوشی اور آرام

زندگی بسر کرنے کا قاعدہ نین و شو کی محبت

شادی کے صرف بیجا کے نقصانات تعلیم نسوان کا

فائدہ خانہ داری کے اصول

مضمون نویسی اردو عبارت

لکھنے کا قاعدہ

ترجمان مارپس اردو سے فارسی

بنانیکا قاعدہ

ہند شعرا گذشتہ و موجودہ ہند شعاعوں کے حالات و کلام کا عطر قیمت ایک روپیہ پانچ آنہ

مینجر عشرت بکڈ پو۔ احاطہ خانساں لکھنؤ



**ALLAMA
IQBAL LIBRARY**

**UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN**